

اعلام یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہر اہل سنت نہ
ARE FOR

خلاصہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدر

کنز بکتوم فی حل عقد اُم کلثوم

LIBRARY

از رشحات قلم افادت شیم جناب محقق

سرکار صداقت مدار مولوی حکیم سید علی اظہر بن

علامہ الزمر بن جناب مولوی سید حسن زادت افاداتما

رئیس کجھوہ بازار بند می ضلع ساران

مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی

واقع لکھنؤ کٹروہ ابو ترانجان ۱۳۱۴ھ

عرض مصنف لازم ہے کہ جلد دوم میں خصوصاً اسادات اس سالہ حوالہ کرم اول الی آخر مع حاشیہ دیکھیں اور پھر میں
 جو مطالب مطلق اصل تحقیق عقد حضرت ام کلثوم میں مذکور ہیں انہیں از مزید از مطلب ہر مذہب پنج از بحث جہاں تک ہو سکے اسکی اشاعت
 میں کوشاں ہوں کہ نامور قلوب دین میں کئے مریم اعجاز ہے والسلام۔

فہرست مطالب کتبہ مکتوم فی حل عقد ام کلثوم علیہا السلام

۱۸	دعوت جواب تلمیسی طما ۱۸	۱۲	مضرات شیعہ و مفیدات	۱۰	حقیقت مذہب شیعہ	۶	انکار علمای شیعہ از عقد اور
	شیعہ		از تسلیم وقوع عقد صحابہ		باقرار اہلسنت		ادسکا دلیل ابطالان قدوسنا
۳۸	حرمت نکاح معتزلہ و ۳۸	۳۰	از دم شادات در دستور تسلیم	۳۰	بحث نکاح دختران	۲۰	اقوال علمای متاخرین مکتوب
	شافیہ -		عقد اہلسنت متعلقہ صحابہ و غیرہ		رسول		عقد صحابہ انکار احادیث تلمیسی
۶۲	قدم عالم تحصیل فردت ۶۲	۵۲	تاویلات اہلسنت بجات ۵۲	۵۲	طبقہ اول انکارات اہلسنت	۵۲	احکام اہلسنت در صورت
	بنی آدم		جواب روایت جنیہ		متعلقہ عقد کفر طلاس		لرؤم و نہاد بر صحابہ
					اخراج الفاظ از صحیح بخاری		
۴۹	دلائل عادی فی اصل تحقیق ۴۹		مقتالہ اولی	۴۹	طبقہ ثانیہ انکار اہلسنت برابرہ	۴۹	معاویہ زید و قتال ام حنین
	اثبت چارم مکتوم متعلقہ		بر بنیاد اثباتہ رواۃ اصل تحقیق		قصہ ہاسد خواہر مارون		اسباب ختباہ رواۃ
۱۰۴	دلیل چہارم مکتوم ۱۰۴	۹۹	دلیل ۳ مطلق مہر ۹۹	۹۹	دلائل شیعہ و اقطاع	۸۴	دربارہ روایات عقد عمر
	عقد عمر بن جعفر		معاذات غار جہ ۱۱۳	۱۰۹	دلیل ششم متعلق بہ حال	۱۰۸	دلیل پنجم متعلق عقد
	مضیدہ		عدم وقوع عقد عقدہ		قولہ زید و ابطالان فات		عبد اللہ
۱۲۰	فائزین از دستہ نزاد نامہ ۱۲۰	۱۳۶	دربارہ نام عمر ابو بکر	۱۳۶	نظایر ختباہ رواۃ	۱۲۶	مسئلہ عقد انب خلیفہ دوم
	واصل اہلسنت برابرہ و انکشاف		و شہر انکشافی شخصین		اول در بارہ ابو صفیہ		
۱۴۹	دلیل اول وضعیت ۱۴۹	۱۴۶	اختصاص اہلسنت فضائل	۱۴۶	مقتالہ ثانیہ	۱۴۲	قدح اہلسنت از انبیا
	روایت عقدہ عدم		اہلیت و حالات و		موضوعیت مطایا عقدہ		بفرض مساوات خلیفہ دوم
	ذکر بخاری و مسلم		اعراض وضع روایت				
۱۸۸	سفیان ۱۸۸	۱۸۴	دلیل پنجم کذب وضعف ۱۸۴	۱۸۴	دلیل چہارم اخلاق	۱۸۱	دلیل دوم عدم ذکر
			کل روایات عقدہ		روایات اضطراب رواۃ		احمد و انکشاف کتب روایت عقد
۱۹۸	عطا و خراسانی ۱۹۸	۱۹۳	ابن حنفی و جمال خرد جمال ۱۹۳	۱۹۲	نیریز برین لیکار	۱۹۲	زید بن اسلم
۲۲۱	تضعیف و تکرار ابی ۲۲۱	۲۰۲	ابو یوسف شاکر د ۲۰۲	۱۹۹	سوانح عمری ابو صفیہ	۱۹۹	دار رطقی
	ابو صفیہ و بعضی از باب اہلسنت		ابو حنیفہ		راوی عقدہ		
۲۳۸	بحث دعوی اہلسنت ۲۳۸	۲۳۲	ادل شہادت رونق در ۲۳۲	۲۳۸	بشرت و لوازم عقدہ عقدہ	۲۳۸	تکلیف بی حیثیہ
	کل فقہاء بر روایت غلط		اسلام				
			خاتمہ تحقیق عقد ام کلثوم ۲۳۸		دلائل عدم وقوع		
			وفات آن سیدہ و زمانہ عقدہ		عقدہ		

عَلَيْكُمْ مِنْكُمْ كُنْتُمْ رِب
هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ بِالْحَقِّ أَنَا نَسْتَنْسِخُ مَا تَعْمَلُونَ

الحمد لله الملك الوهاب كه درين ايام سعادت انتساب كتاب مستطاب عديم النظر
ولاجواب متعلق بمبحث عقد حضرت ام كلثوم وخترخواب لايت آب صلوات الله وسلامه
عليهما فحانما لاعداء العترة الاطياب ارغاما لانا للمرضين عن جادة الصواب الموسوم

Checked
1937

CHECKED 1

بِالْكَتْرِ الْمَكْتُوِّ فِي حِلِّ عَقْدِ الْفَيْضِ



من مصنفات غرة محاسن الايام عمده الافاضل الكرام انحر اليه الموفق الجبر لمحقق حال الوقعات الستة
القائز بالمدرج العلية قاطع اعناق المجاهدين قانع اساس الضالين المتعب نفس في حيازة الد
فوى الشرف الازهر الحكيم المولوى السيد على اظهر دامت برکاته وزادت افادته

مَطْبَعُ رِيسْتَامُ رِضْوَحِيَّةٌ بِدَرْيَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى سلاماً على عباده الذين اصطفى اما بعد بنده افقر مولف
ذوالفقار حید علی اطہر بن المولی المومن السید حسن دام ظلہ العالی بخیرت برادران
ایمانی عرض پرواز ہے کہ گو مدت مدیدہ سے یہ سئلہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام
درمیان علمای فریقین وایرو سایر ہی کر نہ علمای اہلسنت نے اس سئلہ کو باستقلال
تصنیف کر کے پیش کیا نہ علمای شیعہ ایدہم اللہ نے توجہ کمال فرمائی بلکہ بطرح
مخالفین نے ضمناً و تطفلاً اسکا تذکرہ کیا علمای اہل حق نے بھی اوسے طرح رد و ابطال
اسکا فرمایا خواہ تحقیقاً انکار کلی خواہ الزاماً بہ تسلیم فرضی اسلیے کہ یہ امر بغیر وقوع
بھی کی طرح نہ مفید مخالفین ہی نہ ضرر اہل لیکن چونکہ تا بحال کوئی کتاب بالاستقلال
اس مادہ میں علمای فریقین سے نہیں لکھی گئی تو کچھ عرصہ سے جب اہلسنت ہر مسلمین عاجزا
تو بعض مسائل فرعیہ میں گفتگو شروع کی بے سرو پا رعایل چھانے لگے بالخصوص
اس سئلہ میں زیادہ تر شور و غل مچایا اور عوام فریبی کا دام بچھایا علمای اعلام

ایدہم اللہ کی بے اعتنائی اور عدم توجہی نے اور بھی انہیں سرچڑایا یا نہ کہ
 بدانت خود علماء مذہب حق شیوا شاعشیر کو اس مسئلہ میں بالکل لاجواب
 اور مغلوب ٹھہرایا حتیٰ کہ صاحب آیات بنیات سنگی تحقیقات پر عوام اہلسنت
 بہت نازان ہیں فرماتے ہیں کہ شیعہ کسی مسئلہ میں ایسی رچ و رزق نہیں پہنچایا
 اس مسئلہ میں وق اور رچ ہوئے افسوس مقولہ صرف انہیں بزرگی کا نہیں ہے
 جنگی لیاقت و حالت سرسار احاطہ واقف ہو بلکہ خود مولوی حیدر علی فاضل دہلی
 جنگو اپنی قابلیت و ہمدانے پر وہ ناز تھا کہ بمقابلہ ابنو اساتذہ کے کوس
 لمن الملکی بجائے تھو اور سو اس اپنے سبکو نا فہم بنائے تھو اور اس زمانہ کو اہلسنت تو
 اونکو اپنا امام ہی تصور کرتے ہیں وہ حضرت بھی ازالہ الغین میں ایسا ہی عور
 فرماتے ہیں پھر بھاریے جاہلون کیا تصور بہر کیف جب غوغا ہے بجا احتضار
 اس تمام میں بُرا اور قابل تحمل و اعراض الہی نہ مانا چار کمترین نے بنا بر
 اصرار بعض عاظم دین ایدہم اللہ اس طرف توجہ کی و بہت قلیل عرصہ میں
 تفصیلاً تحقیق اس مسئلہ کی کر کے ساتویں جلد دو الفقار حیدر کی حاصل اسی
 باب میں قرار دی چونکہ اوسمین ہر روایت پر اہلسنت کی بحث کی گئی ہے
 اختلافات اوسکے دکھائی گئے اور موضوع ہونا اون روایات کا اور کا ذات
 خائن و دجال ہونا اونکے راویوں کا ثابت کیا گیا ہے علاوہ اسکی الہی کپڑ
 سی جملہ اعتراضات بجا و توہمات و اہیہ مخالفین کا جواب شافی ہی دیا گیا ہے اور
 جو کچھ اغلاط و تحریفیات تھے کہوئے گئے ہیں اور روایات فریقین سے بحث
 کامل کی گئی ہے لہذا انجم اوس کتاب کا پچاس سائٹ خبریو زیلہ ہو گیا اور پوری

ایک جلد کامل و سکی مرتب ہوئی چونکہ بوجہ ضخامت کتابت و کثرت مصارف
 شائع ہونا و سکا باعتبار استطاعت نحیف فی الحال ناممکن اور بنظر زبان بند می نماید
 و اطمینان خاطر مومنین اشاعت او سکی حد و جوب و فرض سہجی متجاوز معلو
 ہوتی تھی لہذا بعض احباب طیب سلمہ اللہ نے بکمال الحاح و اصرار فرمایا کہ احباب
 لب لباب اس کتاب کا مع اصل جواب جو تحقیقات مفصلہ سے ثابت ہو
 شائع کرنا چاہئے اور اس بجز رخا کو کس طرح کو زہ میں بند کرنا چاہیے لافل
 بطور فرست ہی سہی کہ شاید ان مضامین خوش آئین و تحقیقات حق الین کے
 مطالعہ سے مومنین ذوالاقتدار کے دلونین شوق پیدا ہو اور جوش میل کمال
 کتاب کو جلد چھپوائیں الغرض میں نے بھی اپنا جواب کی اس فرمائش کو بدل
 قبول کیا اور بحیال بے اعتباری حیات ناپائیدار زیادہ تر مستعد ہو کہ شاید
 اجل موعود آج ہی تو دل کی حسرت دل ہی میں رہ جائے اور یہ جو اہم تحقیقات گرانما
 نادار الوجود معرض شہود ہیں آئین اور مومنین اس سے کچھ بہرہ مند نہوں فحالیہ
 کی زبانیں بند نہوں ازین قلیل و چند مصلحتوں سے بحال تقبل یہ رسالہ بطور فہرست
 کنز مکنوم پیشکش ار باب علوم کیا گیا و ما تو فیقی الا باللہ الحی القیوم
 امید کہ جو حضرات اس رسالہ سے مستفیض ہوں مولف کو دعا و خیر سے فراموش نہ
 تمہید مفید جو لوگ اسلام کے دائرہ میں داخل و راقل توحید راست
 و معاد کے قایل ہیں حسب حکم خدا و وصیت رسول و نیز واجب فرض
 کہ تعظیم و مودت و احترام اہلبیت رسول انام میں کوئے و دقیقه
 فرو گذاشت نہ کہین اور اونکے اغراض و اکرام کے جملہ مراتب کو ملحوظ رکھیں

مستند بنظر و اعتبار
 حضرت سید علی نقی

میرا مطلب یہاں یہ نہیں ہے کہ اہلسنت خواہی خواہی و نکی خلافت ہی کو
 مان لیں کیونکہ جو ظلم ہوتا تھا ہو چکا جسکو جو کچھ ملتا تھا مل چکا مگر حریفانِ بادِ باخوردندہ
 بلکہ لا اقل اتنا ہی لحاظ رکھیں کہ کسی قسم کی پابندی و دلت حضرات کی نسبت
 گوارا نہ کریں اور اپنی زبان کو اونکی توہین و تحقیر سے بچاتے رہیں اس سے
 یہ بھی میرا مشا نہیں ہے کہ کسی صحیح واقعہ کا بلا سبب انکار کیا جائے اور کسی امر
 کا انکار دیا جائے **فَاِنَّ اللّٰهَ كَالْیَسْتَحْیٰی** من الحق بلکہ صرف اسقدر چاہتا ہوں
 کہ جو واقعاتِ اسخضرات کے راست راست ہوں اور نہیں کو ظاہر کریں اور بلا
 تحقیق کامل کوئی امر خلاف شان اونکی طرف منسوب نہ کریں نہ میری یہ
 فرمائش ہے کہ جیسے خلفاء و صحابہ کے معاتب الزامات مثالی کے یقینیات
 و متواترات و احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں وہی سلوک یہاں بھی کیا جائے
 اور اسکی بھی امید نہیں کر سکتا کہ جو کچھ فرضی و وہمی دخیل حضرت خلیفہ اول
 کی تعظیم کی جاتی ہے بعضہ رسول کے حق میں اور سبکی مراعات ہو جیسا کہ صحابہ
 محرقہ میں ہے و ابوالطرف قوی کہ بتا دیب شدید و رقی کیسکہ راضی نہیں
 کہ زنے را سو گند در شب و ہدو بان زن گفت اگر تو دختر ابو بکر باشی ترا در روز
 سو گند خواہم داد و قوی بتا دیب آن شخص بواسطہ آن او کہ بے ادبی کر دہ
 درین نوع قضیہ نام دختر ابو بکر بردہ بود پائی یہ آرزو بھی نہیں کر سکتا کہ اپنے
 خلیفہ یار دن رشید کی خواہر عباسہ کے برابر ہی اہلبیت رسول کی قدر و اہمیت
 کریں کیونکہ اقتدار دینی و انکو کمان حاصل ہوا جو دنیا پرست لوگ کو طرفدار
 بلکہ میں فقط اسقدر چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ عقد دختر حضرت الرسول حضرت ام کلثوم

۱۷
 نبوت ان کا
 ابد اس کے کو ہو چکا
 ۱۷

۵۶
 حرقہ صواعق حرقہ

۵۷
 فضیل سبکی اہل مذکور
 ہو گئی ان کے لئے

علیہا السلام کے بارہمین صرف نقشب جنبہ داری سے ہی دست بردار ہو کر
 انصافانہ تحقیق کریں کہ آیا واقعی یہ عقدہ خلیفہ دوم کے ساتھ ہوا یا نہیں ہوا
 مجاہدہ نگارہ ہٹ دہرہی کو دخل ندین پھر ویکسین کہ عقلا و نقلا کی طرح یہ امر
 ممکن بالواقعہ ہی یا نہیں کیونکہ مقصود اہل حق میں صرف تحقیق امر واقعی ہے نہ اظہار رائے
 و مطاعن خلیفہ دوم یا ان کے اسلام و نفاق سے گفتگو کرنا اور حضرات اہل سنت
 سے بھی ملتحمس ہوں کہ بالغرض اگر اہل بیت کو مستحق خلافت نہیں جانتے اور رضو
 صریحہ وراثت امامت کو انکار بارہمین نہیں مانتے کسی خیال سے ہو تو خیر نہ یہی
 ابتوہ طبع مال ہے نہ امید حصول سلطنت فکر نجات آخرت البتہ لاحق ہے پھر کیوں
 کردار آبائی کے نباہ کے لئے انصاف و ایمان کے پہلو کو چھوڑ دین اور ترک سود
 ذوالقرب سے اجراء رسالت فخر المصلین کو رائیگان کریں بنظر افتادش قدر و جذبہ ار
 صحابہ (جنسے فلاح اخروی کا حصول محال ہے) اہل قرابت کو یا یہ منزلت کو جو
 عقلا و نقلا بعد رسول سب سے اعلیٰ اور سب پر مقدم ہے) ناقص بغرض اعلیٰ مرتب
 خلیفہ ثانی بلا تحقیق و بلا ضرورت گھٹائیں (کیونکہ یہ امر نہ ثبت حقیقت خلافت ہے
 نہ معین ایمان و فضیلت نہ دفع الزام و مغایب) خواہی خواہی ہی تمہارا
 جائیں اور خدا اور رسول سے بھی نہ شرابائیں نہ عقل و نقل سے کام لینے تحقیق امر و
 فرمایا میں یہ نیز ہی ناقص ہے اور نلوگوں کی جو اس مسئلہ کو موجب مذمت و عاصی
 مذہب شیعہ بانہیں ہیں جس سے بڑھ کر کوئی غلط فہمی نہوگی کیونکہ اولاً توقیر
 و تعظیم اہل بیت طاہرین تو تمامی اہل اسلام پر عموماً فرض ہے سنی ہو خواہ شیعہ ثانیاً
 در صورت تخصیص شیعوں کی اہل بیت طاہرین کے ساتھ اس مسئلہ میں فی الزام نہیں ہے

کہ شیون کو اس حکایت سے بالمرہ انکار ہے اہلبیت رسول ہی بالمرہ منکر ہیں اور
 روایات اہلبیت ظاہرین میں نقیضان روایات اہلسنت کی قیاساً موجود ہیں وہ مولوی
 اون رواۃ کو اہلبیت فرمایا یا دجال ثبائین اسکا اونکو اختیار ہے مگر اصل مطلب
 ہمارا یعنی انکار اہلحق اس واقعہ سے بلکہ انکار اہلبیت رسول و روایات اہلبیت
 رسول کا منافی روایات اہلسنت اردہونا بخوبی ثابت ہوا باقی رہا امر و
 کا دریافت کہ نکاح ہوا یا نہیں پس انشاء اللہ تحقیقات اسکی مابعد اسکے
 کیجائے گی لیکن میان سے لغویانی اون علماء اہلسنت کی بخوبی ظاہر ہوئی
 جو اسکے مدعی ہیں کہ کل علمائے شیعہ وقوع عقد کے مقررین بھر کیف بلا حاشیہ
 دیگر اولہ قویہ کی جو مابعد مذکور ہونگے خود اہلبیت رسول و اکابر اہلحق کا انکار
 کرنا اس واقعہ سے اور اسکو دروغ جاننا بنفسہ دلیل بطلان واقعہ مذکورہ
 ہے چہ جائیکہ اور دلیلین بھی ہوں کیونکہ شیعہ منکر ہیں اور انکار کے لئے حجت
 دلیل نہیں اور اہلسنت مدعی والبنیۃ علی المدعی پسین بارشوت اوپر ہے اور شیعہ
 مانع ہیں مانع کے بار میں خود اہلسنت کا قول ہے مانع کو ضرورت دلیل نہیں
 شہاد صاحب تحفہ میں فرماتے ہیں برعاقب پوشیدہ نیست کہ اقوال و افعال
 شخص بر فرزند ان برادران اقارب و عشائیر او قسمیکہ مکشوف میباشد
 بر دیگر کہ گاہ گاہ بصحبت اور سچرا خواہد بولیں اگر یہ نکاح ہوا ہوتا اور اسکی
 اسکی ہوتی تو اہلبیت ظاہرین کیونکہ انکار کرتے اور روایات اوکی نقیض
 روایات اہلسنت کیونکہ وارد ہوتی جنکا خود اہلسنت بھی اقرار کرتے ہیں
 پس بقول شاہ صاحب ان اہلبیت رسول پر جو اقارب و عشائیر ہی تھے

لے انشاء اللہ سنت
 غرض یہ کہ اگر وہ جال
 کو درجہ دفعہ کی
 کی دستہ بن جائے
 وانا معکم فی کل شیء
 انکار علی شیعہ دلیل بطلان واقعہ

در بدانت اہلسنت صاحب شخین سے متہ یہ حال کیونکر مخفی ہو اور کیونکر روایات
 اونکی نقیض روایات اہلسنت سے قیاس ہو پس انکار اہلبیت طاہرین دلیل قطعے
 بطلان واقعہ مذکورہ ہے علاوہ اسکے جو جس مذہب کا ہو تا ہے باقرار فاکر
 رشیدہ وہ شخص اپنی یہاں کے واقعات کو خوب جانتا ہے جیسا کہ انتساب جواز متعہ
 عین طرف امام مالک کے جو اقوال علمائے اعلام حنفیہ سے بخوبی ثابت ہے
 یہی مذہب پیش کیا کہ اجل البیت البصر جافی البیت قول مالکیہ نقل مذہب امام مالکین
 بہ نسبت نقل حنفیہ زیادہ قابل قبول ہے بلکہ برخلاف اوسکے نسبت کرنا صاف
 ستم بر جان انصاف است انتہی لمحض اور خاتم علمائے فرنگی محل مولوی عبدالحی
 لکھنوی اپنی صحت مشکور میں کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اصحاب مذہب جس قدر اپنے
 مذہب سے واقف ہوتے ہیں دوسرے مذہب سے واقفیت نہیں رکھتے پس مالکیہ
 کا اور ان کے کتب کا انکار امر مذکور سے مقدم کیا جاوے گا اور نسبت کرنا اپنی
 یا ابن عبد البراد وغیرہ کا امام مالک کی طرف کب مسموع ہوگا انتہی اور خود مولوی
 حیدر علی فرماتے ہیں وقوع ظلم بر اہلبیت بقصد احراق خانہ ایشان بجناب
 فاروق نسبت کردن حالانکہ اہل حق از ان انکار می نمایند چنانکہ داستمی عنقریب
 خواہی دانست انشاء اللہ بخیر ائبل فادات و دعوی قصد احراق از اکثر کتب
 اہلسنت از عجائب تریات جس سے معلوم ہو کہ صاحب مذہب کا قول اپنے
 مذہبی موربین بہ نسبت دوسروں کے زیادہ مستند ہے اور باوصف اوسکے
 انکار کی نسبت کرنا ستم بر جان انصاف اور غراتب فادات سے ہے گو وہ امور
 اعظم علمائے اقوال اور روایات متکاثرہ سے ثابت ہیں پس یہی تقریر شیعوں کی

۱۲۰۰
 ۱۲۰۱
 ۱۲۰۲
 ۱۲۰۳
 ۱۲۰۴
 ۱۲۰۵
 ۱۲۰۶
 ۱۲۰۷
 ۱۲۰۸
 ۱۲۰۹
 ۱۲۱۰
 ۱۲۱۱
 ۱۲۱۲
 ۱۲۱۳
 ۱۲۱۴
 ۱۲۱۵
 ۱۲۱۶
 ۱۲۱۷
 ۱۲۱۸
 ۱۲۱۹
 ۱۲۲۰
 ۱۲۲۱
 ۱۲۲۲
 ۱۲۲۳
 ۱۲۲۴
 ۱۲۲۵
 ۱۲۲۶
 ۱۲۲۷
 ۱۲۲۸
 ۱۲۲۹
 ۱۲۳۰
 ۱۲۳۱
 ۱۲۳۲
 ۱۲۳۳
 ۱۲۳۴
 ۱۲۳۵
 ۱۲۳۶
 ۱۲۳۷
 ۱۲۳۸
 ۱۲۳۹
 ۱۲۴۰
 ۱۲۴۱
 ۱۲۴۲
 ۱۲۴۳
 ۱۲۴۴
 ۱۲۴۵
 ۱۲۴۶
 ۱۲۴۷
 ۱۲۴۸
 ۱۲۴۹
 ۱۲۵۰
 ۱۲۵۱
 ۱۲۵۲
 ۱۲۵۳
 ۱۲۵۴
 ۱۲۵۵
 ۱۲۵۶
 ۱۲۵۷
 ۱۲۵۸
 ۱۲۵۹
 ۱۲۶۰
 ۱۲۶۱
 ۱۲۶۲
 ۱۲۶۳
 ۱۲۶۴
 ۱۲۶۵
 ۱۲۶۶
 ۱۲۶۷
 ۱۲۶۸
 ۱۲۶۹
 ۱۲۷۰
 ۱۲۷۱
 ۱۲۷۲
 ۱۲۷۳
 ۱۲۷۴
 ۱۲۷۵
 ۱۲۷۶
 ۱۲۷۷
 ۱۲۷۸
 ۱۲۷۹
 ۱۲۸۰
 ۱۲۸۱
 ۱۲۸۲
 ۱۲۸۳
 ۱۲۸۴
 ۱۲۸۵
 ۱۲۸۶
 ۱۲۸۷
 ۱۲۸۸
 ۱۲۸۹
 ۱۲۹۰
 ۱۲۹۱
 ۱۲۹۲
 ۱۲۹۳
 ۱۲۹۴
 ۱۲۹۵
 ۱۲۹۶
 ۱۲۹۷
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۳۰۰

۱۲۰۰
 ۱۲۰۱
 ۱۲۰۲
 ۱۲۰۳
 ۱۲۰۴
 ۱۲۰۵
 ۱۲۰۶
 ۱۲۰۷
 ۱۲۰۸
 ۱۲۰۹
 ۱۲۱۰
 ۱۲۱۱
 ۱۲۱۲
 ۱۲۱۳
 ۱۲۱۴
 ۱۲۱۵
 ۱۲۱۶
 ۱۲۱۷
 ۱۲۱۸
 ۱۲۱۹
 ۱۲۲۰
 ۱۲۲۱
 ۱۲۲۲
 ۱۲۲۳
 ۱۲۲۴
 ۱۲۲۵
 ۱۲۲۶
 ۱۲۲۷
 ۱۲۲۸
 ۱۲۲۹
 ۱۲۳۰
 ۱۲۳۱
 ۱۲۳۲
 ۱۲۳۳
 ۱۲۳۴
 ۱۲۳۵
 ۱۲۳۶
 ۱۲۳۷
 ۱۲۳۸
 ۱۲۳۹
 ۱۲۴۰
 ۱۲۴۱
 ۱۲۴۲
 ۱۲۴۳
 ۱۲۴۴
 ۱۲۴۵
 ۱۲۴۶
 ۱۲۴۷
 ۱۲۴۸
 ۱۲۴۹
 ۱۲۵۰
 ۱۲۵۱
 ۱۲۵۲
 ۱۲۵۳
 ۱۲۵۴
 ۱۲۵۵
 ۱۲۵۶
 ۱۲۵۷
 ۱۲۵۸
 ۱۲۵۹
 ۱۲۶۰
 ۱۲۶۱
 ۱۲۶۲
 ۱۲۶۳
 ۱۲۶۴
 ۱۲۶۵
 ۱۲۶۶
 ۱۲۶۷
 ۱۲۶۸
 ۱۲۶۹
 ۱۲۷۰
 ۱۲۷۱
 ۱۲۷۲
 ۱۲۷۳
 ۱۲۷۴
 ۱۲۷۵
 ۱۲۷۶
 ۱۲۷۷
 ۱۲۷۸
 ۱۲۷۹
 ۱۲۸۰
 ۱۲۸۱
 ۱۲۸۲
 ۱۲۸۳
 ۱۲۸۴
 ۱۲۸۵
 ۱۲۸۶
 ۱۲۸۷
 ۱۲۸۸
 ۱۲۸۹
 ۱۲۹۰
 ۱۲۹۱
 ۱۲۹۲
 ۱۲۹۳
 ۱۲۹۴
 ۱۲۹۵
 ۱۲۹۶
 ۱۲۹۷
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۳۰۰

۱۲۰۰
 ۱۲۰۱
 ۱۲۰۲
 ۱۲۰۳
 ۱۲۰۴
 ۱۲۰۵
 ۱۲۰۶
 ۱۲۰۷
 ۱۲۰۸
 ۱۲۰۹
 ۱۲۱۰
 ۱۲۱۱
 ۱۲۱۲
 ۱۲۱۳
 ۱۲۱۴
 ۱۲۱۵
 ۱۲۱۶
 ۱۲۱۷
 ۱۲۱۸
 ۱۲۱۹
 ۱۲۲۰
 ۱۲۲۱
 ۱۲۲۲
 ۱۲۲۳
 ۱۲۲۴
 ۱۲۲۵
 ۱۲۲۶
 ۱۲۲۷
 ۱۲۲۸
 ۱۲۲۹
 ۱۲۳۰
 ۱۲۳۱
 ۱۲۳۲
 ۱۲۳۳
 ۱۲۳۴
 ۱۲۳۵
 ۱۲۳۶
 ۱۲۳۷
 ۱۲۳۸
 ۱۲۳۹
 ۱۲۴۰
 ۱۲۴۱
 ۱۲۴۲
 ۱۲۴۳
 ۱۲۴۴
 ۱۲۴۵
 ۱۲۴۶
 ۱۲۴۷
 ۱۲۴۸
 ۱۲۴۹
 ۱۲۵۰
 ۱۲۵۱
 ۱۲۵۲
 ۱۲۵۳
 ۱۲۵۴
 ۱۲۵۵
 ۱۲۵۶
 ۱۲۵۷
 ۱۲۵۸
 ۱۲۵۹
 ۱۲۶۰
 ۱۲۶۱
 ۱۲۶۲
 ۱۲۶۳
 ۱۲۶۴
 ۱۲۶۵
 ۱۲۶۶
 ۱۲۶۷
 ۱۲۶۸
 ۱۲۶۹
 ۱۲۷۰
 ۱۲۷۱
 ۱۲۷۲
 ۱۲۷۳
 ۱۲۷۴
 ۱۲۷۵
 ۱۲۷۶
 ۱۲۷۷
 ۱۲۷۸
 ۱۲۷۹
 ۱۲۸۰
 ۱۲۸۱
 ۱۲۸۲
 ۱۲۸۳
 ۱۲۸۴
 ۱۲۸۵
 ۱۲۸۶
 ۱۲۸۷
 ۱۲۸۸
 ۱۲۸۹
 ۱۲۹۰
 ۱۲۹۱
 ۱۲۹۲
 ۱۲۹۳
 ۱۲۹۴
 ۱۲۹۵
 ۱۲۹۶
 ۱۲۹۷
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۳۰۰

۱۲۰۰
 ۱۲۰۱
 ۱۲۰۲
 ۱۲۰۳
 ۱۲۰۴
 ۱۲۰۵
 ۱۲۰۶
 ۱۲۰۷
 ۱۲۰۸
 ۱۲۰۹
 ۱۲۱۰
 ۱۲۱۱
 ۱۲۱۲
 ۱۲۱۳
 ۱۲۱۴
 ۱۲۱۵
 ۱۲۱۶
 ۱۲۱۷
 ۱۲۱۸
 ۱۲۱۹
 ۱۲۲۰
 ۱۲۲۱
 ۱۲۲۲
 ۱۲۲۳
 ۱۲۲۴
 ۱۲۲۵
 ۱۲۲۶
 ۱۲۲۷
 ۱۲۲۸
 ۱۲۲۹
 ۱۲۳۰
 ۱۲۳۱
 ۱۲۳۲
 ۱۲۳۳
 ۱۲۳۴
 ۱۲۳۵
 ۱۲۳۶
 ۱۲۳۷
 ۱۲۳۸
 ۱۲۳۹
 ۱۲۴۰
 ۱۲۴۱
 ۱۲۴۲
 ۱۲۴۳
 ۱۲۴۴
 ۱۲۴۵
 ۱۲۴۶
 ۱۲۴۷
 ۱۲۴۸
 ۱۲۴۹
 ۱۲۵۰
 ۱۲۵۱
 ۱۲۵۲
 ۱۲۵۳
 ۱۲۵۴
 ۱۲۵۵
 ۱۲۵۶
 ۱۲۵۷
 ۱۲۵۸
 ۱۲۵۹
 ۱۲۶۰
 ۱۲۶۱
 ۱۲۶۲
 ۱۲۶۳
 ۱۲۶۴
 ۱۲۶۵
 ۱۲۶۶
 ۱۲۶۷
 ۱۲۶۸
 ۱۲۶۹
 ۱۲۷۰
 ۱۲۷۱
 ۱۲۷۲
 ۱۲۷۳
 ۱۲۷۴
 ۱۲۷۵
 ۱۲۷۶
 ۱۲۷۷
 ۱۲۷۸
 ۱۲۷۹
 ۱۲۸۰
 ۱۲۸۱
 ۱۲۸۲
 ۱۲۸۳
 ۱۲۸۴
 ۱۲۸۵
 ۱۲۸۶
 ۱۲۸۷
 ۱۲۸۸
 ۱۲۸۹
 ۱۲۹۰
 ۱۲۹۱
 ۱۲۹۲
 ۱۲۹۳
 ۱۲۹۴
 ۱۲۹۵
 ۱۲۹۶
 ۱۲۹۷
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۳۰۰

۱۲۰۰
 ۱۲۰۱
 ۱۲۰۲
 ۱۲۰۳
 ۱۲۰۴
 ۱۲۰۵
 ۱۲۰۶
 ۱۲۰۷
 ۱۲۰۸
 ۱۲۰۹
 ۱۲۱۰
 ۱۲۱۱
 ۱۲۱۲
 ۱۲۱۳
 ۱۲۱۴
 ۱۲۱۵
 ۱۲۱۶
 ۱۲۱۷
 ۱۲۱۸
 ۱۲۱۹
 ۱۲۲۰
 ۱۲۲۱
 ۱۲۲۲
 ۱۲۲۳
 ۱۲۲۴
 ۱۲۲۵
 ۱۲۲۶
 ۱۲۲۷
 ۱۲۲۸
 ۱۲۲۹
 ۱۲۳۰
 ۱۲۳۱
 ۱۲۳۲
 ۱۲۳۳
 ۱۲۳۴
 ۱۲۳۵
 ۱۲۳۶
 ۱۲۳۷
 ۱۲۳۸
 ۱۲۳۹
 ۱۲۴۰
 ۱۲۴۱
 ۱۲۴۲
 ۱۲۴۳
 ۱۲۴۴
 ۱۲۴۵
 ۱۲۴۶
 ۱۲۴۷
 ۱۲۴۸
 ۱۲۴۹
 ۱۲۵۰
 ۱۲۵۱
 ۱۲۵۲
 ۱۲۵۳
 ۱۲۵۴
 ۱۲۵۵
 ۱۲۵۶
 ۱۲۵۷
 ۱۲۵۸
 ۱۲۵۹
 ۱۲۶۰
 ۱۲۶۱
 ۱۲۶۲
 ۱۲۶۳
 ۱۲۶۴
 ۱۲۶۵
 ۱۲۶۶
 ۱۲۶۷
 ۱۲۶۸
 ۱۲۶۹
 ۱۲۷۰
 ۱۲۷۱
 ۱۲۷۲
 ۱۲۷۳
 ۱۲۷۴
 ۱۲۷۵
 ۱۲۷۶
 ۱۲۷۷
 ۱۲۷۸
 ۱۲۷۹
 ۱۲۸۰
 ۱۲۸۱
 ۱۲۸۲
 ۱۲۸۳
 ۱۲۸۴
 ۱۲۸۵
 ۱۲۸۶
 ۱۲۸۷
 ۱۲۸۸
 ۱۲۸۹
 ۱۲۹۰
 ۱۲۹۱
 ۱۲۹۲
 ۱۲۹۳
 ۱۲۹۴
 ۱۲۹۵
 ۱۲۹۶
 ۱۲۹۷
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۳۰۰

۱۲۰۰
 ۱۲۰۱
 ۱۲۰۲
 ۱۲۰۳
 ۱۲۰۴
 ۱۲۰۵
 ۱۲۰۶
 ۱۲۰۷
 ۱۲۰۸
 ۱۲۰۹
 ۱۲۱۰
 ۱۲۱۱
 ۱۲۱۲
 ۱۲۱۳
 ۱۲۱۴
 ۱۲۱۵
 ۱۲۱۶
 ۱۲۱۷
 ۱۲۱۸
 ۱۲۱۹
 ۱۲۲۰
 ۱۲۲۱
 ۱۲۲۲
 ۱۲۲۳
 ۱۲۲۴
 ۱۲۲۵
 ۱۲۲۶
 ۱۲۲۷
 ۱۲۲۸
 ۱۲۲۹
 ۱۲۳۰
 ۱۲۳۱
 ۱۲۳۲
 ۱۲۳۳
 ۱۲۳۴
 ۱۲۳۵
 ۱۲۳۶
 ۱۲۳۷
 ۱۲۳۸
 ۱۲۳۹
 ۱۲۴۰
 ۱۲۴۱
 ۱۲۴۲
 ۱۲۴۳
 ۱۲۴۴
 ۱۲۴۵
 ۱۲۴۶
 ۱۲۴۷
 ۱۲۴۸
 ۱۲۴۹
 ۱۲۵۰
 ۱۲۵۱
 ۱۲۵۲
 ۱۲۵۳
 ۱۲۵۴
 ۱۲۵۵
 ۱۲۵۶
 ۱۲۵۷
 ۱۲۵۸
 ۱۲۵۹
 ۱۲۶۰
 ۱۲۶۱
 ۱۲۶۲
 ۱۲۶۳
 ۱۲۶۴
 ۱۲۶۵
 ۱۲۶۶
 ۱۲۶۷
 ۱۲۶۸
 ۱۲۶۹
 ۱۲۷۰
 ۱۲۷۱
 ۱۲۷۲
 ۱۲۷۳
 ۱۲۷۴
 ۱۲۷۵
 ۱۲۷۶
 ۱۲۷۷
 ۱۲۷۸
 ۱۲۷۹
 ۱۲۸۰
 ۱۲۸۱
 ۱۲۸۲
 ۱۲۸۳
 ۱۲۸۴
 ۱۲۸۵
 ۱۲۸۶
 ۱۲۸۷
 ۱۲۸۸
 ۱۲۸۹
 ۱۲۹۰
 ۱۲۹۱
 ۱۲۹۲
 ۱۲۹۳
 ۱۲۹۴
 ۱۲۹۵
 ۱۲۹۶
 ۱۲۹۷
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۳۰۰

۱۲۰۰
 ۱۲۰۱
 ۱۲۰۲
 ۱۲۰۳
 ۱۲۰۴
 ۱۲۰۵
 ۱۲۰۶
 ۱۲۰۷
 ۱۲۰۸
 ۱۲۰۹
 ۱۲۱۰
 ۱۲۱۱
 ۱۲۱۲
 ۱۲۱۳
 ۱۲۱۴
 ۱۲۱۵
 ۱۲۱۶
 ۱۲۱۷
 ۱۲۱۸
 ۱۲۱۹
 ۱۲۲۰
 ۱۲۲۱
 ۱۲۲۲
 ۱۲۲۳
 ۱۲۲۴
 ۱۲۲۵
 ۱۲۲۶
 ۱۲۲۷
 ۱۲۲۸
 ۱۲۲۹
 ۱۲۳۰
 ۱۲۳۱
 ۱۲۳۲
 ۱۲۳۳
 ۱۲۳۴
 ۱۲۳۵
 ۱۲۳۶
 ۱۲۳۷
 ۱۲۳۸
 ۱۲۳۹
 ۱۲۴۰
 ۱۲۴۱
 ۱۲۴۲
 ۱۲۴۳
 ۱۲۴۴
 ۱۲۴۵
 ۱۲۴۶
 ۱۲۴۷
 ۱۲۴۸
 ۱۲۴۹
 ۱۲۵۰
 ۱۲۵۱
 ۱۲۵۲
 ۱۲۵۳
 ۱۲۵۴
 ۱۲۵۵
 ۱۲۵۶
 ۱۲۵۷
 ۱۲۵۸
 ۱۲۵۹
 ۱۲۶۰
 ۱۲۶۱
 ۱۲۶۲
 ۱۲۶۳
 ۱۲۶۴
 ۱۲۶۵
 ۱۲۶۶
 ۱۲۶۷
 ۱۲۶۸
 ۱۲۶۹
 ۱۲۷۰
 ۱۲۷۱
 ۱۲۷۲
 ۱۲۷۳
 ۱۲۷۴
 ۱۲۷۵
 ۱۲۷۶
 ۱۲۷۷
 ۱۲۷۸
 ۱۲۷۹
 ۱۲۸۰
 ۱۲۸۱
 ۱۲۸۲
 ۱۲۸۳
 ۱۲۸۴
 ۱۲۸۵
 ۱۲۸۶
 ۱۲۸۷
 ۱۲۸۸
 ۱۲۸۹
 ۱۲۹۰
 ۱۲۹۱
 ۱۲۹۲
 ۱۲۹۳
 ۱۲۹۴
 ۱۲۹۵
 ۱۲۹۶
 ۱۲۹۷
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۳۰۰

۱۲۰۰
 ۱۲۰۱
 ۱۲۰۲
 ۱۲۰۳
 ۱۲۰۴
 ۱۲۰۵
 ۱۲۰۶
 ۱۲۰۷
 ۱۲۰۸
 ۱۲۰۹
 ۱۲۱۰
 ۱۲۱۱
 ۱۲۱۲
 ۱۲۱۳
 ۱۲۱۴
 ۱۲۱۵
 ۱۲۱۶
 ۱۲۱۷
 ۱۲۱۸
 ۱۲۱۹
 ۱۲۲۰
 ۱۲۲۱
 ۱۲۲۲
 ۱۲۲۳
 ۱۲۲۴
 ۱۲۲۵
 ۱۲۲۶
 ۱۲۲۷
 ۱۲۲۸
 ۱۲۲۹
 ۱۲۳۰
 ۱۲۳۱
 ۱۲۳۲
 ۱۲۳۳
 ۱۲۳۴
 ۱۲۳۵
 ۱۲۳۶
 ۱۲۳۷
 ۱۲۳۸
 ۱۲۳۹
 ۱۲۴۰
 ۱۲۴۱
 ۱۲۴۲
 ۱۲۴۳
 ۱۲۴۴
 ۱۲۴۵
 ۱۲۴۶
 ۱۲۴۷
 ۱۲۴۸
 ۱۲۴۹
 ۱۲۵۰
 ۱۲۵۱
 ۱۲۵۲
 ۱۲۵۳
 ۱۲۵۴
 ۱۲۵۵
 ۱۲۵۶
 ۱۲۵۷
 ۱۲۵۸
 ۱۲۵۹
 ۱۲۶۰
 ۱۲۶۱
 ۱۲۶۲
 ۱۲۶۳
 ۱۲۶۴
 ۱۲۶۵
 ۱۲۶۶
 ۱۲۶۷
 ۱۲۶۸
 ۱۲۶۹
 ۱۲۷۰
 ۱۲۷۱
 ۱۲۷۲
 ۱۲۷۳
 ۱۲۷۴
 ۱۲۷۵
 ۱۲۷۶
 ۱۲۷۷
 ۱۲۷۸
 ۱۲۷۹
 ۱۲۸۰
 ۱۲۸۱
 ۱۲۸۲
 ۱۲۸۳
 ۱۲۸۴
 ۱۲۸۵
 ۱۲۸۶
 ۱۲۸۷
 ۱۲۸۸
 ۱۲۸۹
 ۱۲۹۰
 ۱۲۹۱
 ۱۲۹۲
 ۱۲۹۳
 ۱۲۹۴
 ۱۲۹۵
 ۱۲۹۶
 ۱۲۹۷
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۳۰۰

طرف سے دوبارہ دروغ ہونے حکایت عقد کے بوجہ انکار کرنے علمائے کبار
 شیعہ کے کیونکر مقبول ہوگی جنکے ناقل ہی خود بھی حضرات ہیں کہ بذریعہ روایات
 اہلبیت طاہرین شیعہ اور اہلبیت اس واقعہ کو دروغ جانتے ہیں حالانکہ خود
 اسکے ہی مقرف ہیں کہ شیعہ مذہب علی سے زیادہ واقف ہیں حبیبیہ کے علاوہ تفسار
 وغیرہ نے تصریح کی اور شاہ عبدالغفر نے بھی شیعوں کی محبت اہلبیت طاہرین
 ہونیکا قرار کیا بلکہ مولوی عبدالحلیم رفاضل معاصر مولوی عبدالحلیم لکھنؤ
 فرنگی محل نے تو اس قرار بتاعت و ولایہ شیعہ کو ساتھ چارونا چاریت
 مذہب شیعہ کا بھی اظہار کیا چنانچہ اپنی کتاب حل المعائد فی شرح العقاید
 جہان ملا جلال الدین فزوانی نے حقیقت مذہب اشاعہ اور بطلان سائر مذہبات
 دعویٰ کیا اور تمثیل میں کہا ہے مثل شیعہ کو کچھ تسک کرتے ہیں اس چیز
 جو مردی ہے اونکے ائمہ سے سبب اعتقاد کرنے انہیں شیعوں کے عصمت کو نہیں
 فرماتے ہیں ہر ضداختلاج الخ یعنی اس کلام میں اختلاف ہے کیونکہ اگر مقصود
 دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت شیعہ اسوجہ سے کرتے ہیں
 کہ اون ائمہ کو مجذوبین (یعنی نیا دین سنانے والے جانتے ہیں) اور اونکو
 ناقصین (یعنی ختم المرسلین) نام ناقل نہیں جانتے تو ایسا دعویٰ شیعوں پر
 محض افتراء بہتان ہے اور اگر مقصود اسکا یہ ہے کہ شیعہ اسوجہ سے ائمہ اہلبیت
 کی متابعت کرتے ہیں کہ وہ حضرات جناب رسالتؐ کے احکام دین کے
 ناقل ہیں اور عادل ترین امت ہیں شک و نکو معصوم جانتے ہیں تو اس شیعہ پر
 طعن یا اس بنیاد پر ہے ہما ذلک ائمہ اہلبیت عادل ترین ہیں اور اونکی

ص ۲۰

حل المعائد فی شرح العقاید
 مطبوع مطبع علوی شہید

فی حقیقت مذہب شیعہ اور
 مولیٰ عبدالحلیم صاحب

عدالت اور عصمت کا دعوی غلط ہے پس ایسا دعویٰ کرنا موجب الزام یا ناپائیدار ہے
یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہیں کہ لائے اہلبیت کی متابعت جائز نہیں ہے گو وہ
لوگ عدول امت سے ہوں پس ایسا دعویٰ محض ترجیح بلامرجح ہے کیونکہ قرآن
اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہیں تو اسی وجہ سے کہ ان کو عدول و
ناقل دین جانتے ہیں پس اب کوئی فرق نہ رہا درمیان شیعہ و اشاعرہ
انستی کلامہ خبریہ اللہ خیر الیس اس تقریر سے علاوہ اعتراف شیعہ و متابعت
ائمہ ہدی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کمال حقیقت مذہب شیعہ ثابت ہوئی بہر
بتصریحات شاہ صاحب و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و مولوی عبدالحی
اہلبیت طاہرین اور شیعوں کا انکار کرنا وقوع عقد مذکور سے باقرا اہلسنت
مقدم کیا جاوے گا اور ان اہلسنت کا افتراء بہتان کب مسموع ہوگا حالانکہ
شاہ ولی اسد صاحب تو ان روایات کو جو بطور اہلسنت اہلبیت طاہرین
سے منقول ہیں صرف اس وجہ سے کہ شیعہ اہلبیت ان کو نہیں مانتے یا نہیں پہچانتے
غلط بتاتے ہیں جیسا کہ قرہ العینین میں فرماتے ہیں پس اگر حضرت مرتضیٰ
و فریت او این معانی منقول میبود لا اقل مامیہ و زید یہ متینا حقندہ آں
قایل میبودند ولیس قلیس پس جب شیعہ زید یہ کی نہ مانتے اور نہ قایل ہوتے
شاہ صاحب بعض مسائل بقوف کو باطل کرتے ہیں حالانکہ روایات اہلسنت
میں وہ معانی اہلبیت کی طرف منسوب ہیں تو روایات عقدا و صف انکار اہلبیت
و شیعہ و رد روایات مخالفہ روایات سنہ کیونکہ مردود و باطل ہوگی چہ
جائیکہ خود روایات اہلسنت سے ہی عدم وقوع اس عقد کا ثابت ہوا اور

ثبوت حقیقت مذہب شیعہ

ص ۲۰۲
قرۃ العینین

جملہ روایات عقد و نہین کے قواعد و اصول کے مطابق موضوع و غلط قرآن
 یا میں جیسا کہ عنقریب مذکور ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ باقی رہی دوسرے
 صورت کہ عقد ہو اسی طرح ہو پس بنا بر اصول اہلسنت اس قدر محالات اور
 مساوات و الزامات عاید ہوتے ہیں کہ دفعیہ او کما ممکن نہین سب کا راز و قواع
 عقد کوئی چارہ نہین بخلاف شیعوں کے کہ بنا بر ان کے اصول کے در صورت
 تسلیم وقوع عقد ہی کو ہی امر قابل الزام نہین کیونکہ ظاہر مفید اہلسنت و
 مسر شیعہ اس عقد میں ہی مانتین ظاہر کجائی ہیں کہ خلیفہ دوم اور جناب میٹر
 میں اتحاد و اتفاق اس درجہ تھا کہ ایسی مواصلت ہوئی تو دعویٰ شیعہ دربار
 عداوت غلط ہوا دوسرے یہ کہ خلیفہ دوم کا ایمان اور فضیلت ثابت ہوئی
 کہ ایسے نہوتے تو یہ عقد کیونکر ہوتا پس دعویٰ شیعہ دربارہ کفر و نفاق ان کے
 غلط ہوا اور ظاہر اس میں اعراض سے اہلسنت نے اس غلط قصہ کو مشتہر کیا ہے
 اب ان دونوں امر و نکودیکھنا چاہئے کہ کھانٹاک اسکی اصلیت ہو اور اصول
 شیعہ کے بنا بر یہ الزام عاید ہوتا ہے یا نہین (افسوس کہ اس بحث کو میں
 اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حیدر میں جہاں مباحثات بنیالی تمام تقریر کا جواب
 برکوبسط سر لکھ چکا ہوں یہاں پر اسکا تذکرہ بخوف طوالت ممکن نہیں بلکہ مختصر طور پر گذارش ہے اور اصل
 یعنی اسکا دلیل اتحاد و موافقت و عدم عداوت ہونا و اس وقت راست
 ہو سکتا ہے کہ جب فرقہ شیعہ اسکا قایل ہو کہ اسی طرح نکاح بدون اتحاد کی
 و موافقت ممکن نہین حالانکہ کیسا یہ مقولہ نہین ہے یہ کسی عاقل ہی کا قول ہے
 کہ اسی طرح نکاح ہو جیسا کہ اہل اہل و موافقت سے اتحاد و اتفاق ثابت ہوتا ہے

بلکہ خود اہلسنت ہی عام طور پر یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کیونکہ جن لوگوں سے
جناب رسول خدا کی بیبیاں (حسب بیان اہلسنت) بیا ہی گئیں عموماً
ان کے بیان کے قایل ہیں نہ اتحاد نہ اتفاق کے مگر بلکہ صاف صاف
طور پر یہ ٹکوکا فرماتے ہیں مثل عقبہ و عقیبہ پیران ابوالعبس شوہر سابق حضرت
رقیہ و ام کلثوم و ابوالعباس شوہر حضرت زینب جنکے بارہین منقصر جناب
سیدہ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کے لئے حدیث حین ان زینب
یعنی بہترین خدو ن سے میری زینب ہر روایت کرتے ہیں پس جیسی
سزا کت و مواصلت میں جو بلا جبر و اکراہ تھا ابانیمہ قرابت قریبہ فریقین قائم
اتحاد و اتفاق ہیں مدعی ایمان و فضیلت (حالانکہ اثبات فضیلت خلیفہ
ثالث کے یہ مثل کلیہ صحابہ کلمہ عدول سیمہ کلیہ بنایا کہ دامادی نشیونکر کسیکے
عاقبت او محمود شود کما فی انزالہ الخطاب انیمہ جن لوگوں کو دامادی بیان کرنی
اونہین کا وہی کہتے ہیں) تو پھر اس صورت خاص میں کہ حسب وایات خود
اہلسنت اگر ہوا تو جبراً ہو اکیونکر ان امور کا اثبات ہو سکتا ہے حضرت نوح
اور حضرت لوط پیغمبر کے اروج جنکا کفر قرآن سے ثابت ہو جیسا کہ خود خدا نے
سورہ تحریمین بغرض تمثیل بی بی عائشہ و حفصہ کے فرمایا ضرب اللہ مثلاً
للذین کفروا امرؤ نوح و امرأۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا
صالحین فخانناہما فلم یغنیا عنہما من اللہ شیئاً و قیل دخل النار
مع الداخلین ضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امرؤ نوح و امرؤ نوح اذ قالت
رب انی عندک بیت فی الجنة و نجی من فرعون و عمل و نجی من القوم الظالمین

حضرت اہل سنت
سورہ النساء
نفس ابوبکر
یاد جامعہ
از اگر گمانست
تجدید حضرت
نفس غارت
مستحق
مستحق
مستحق

یعنی خدا نے شمال دی اونکی جو کافر ہو گئی زن نوح اور زن لوط کی ہے
 دو نیک بندوں کی بی بیان تھیں اون دونوں نے نیابت کی پس یہ غیر
 نزویکی سے اونکو کچھ نفع نہ ملا اور حکم دیا گیا کہ جاؤ جنہم میں جانیا لاون کے ساتھ
 اور ایمان لائیوا لاون کی مثال دی خدا فرمے عون سے جس نے یہ دعا کی کہ آئی
 گھر بنا میرے لئے ایسے پاس بہشت میں اور نجات دے مجکو فرعون سے ا
 او سکے عمل سے اور نجات دے مجھے قوم ظالمین سے الایہ پس ان دو نو
 انبیاء کرام اور اونکی دونویسیچین کمان اتحاد و نفاق تھا اور کمان اس
 مواصلت و مناکحت سے ایمان پایا گیا انہیں حضرت لوط نے اون کفار کو
 جو بطلب ملا لگے آئے تھے کہا ہوا کہ بتاؤ اہل کفر انکندہ فاعلین کہ یہیری
 بیٹیاں پاکیزہ ہیں تمہارے لئے اگر ہو کر نیوالے یعنی اسے نکاح کر لیں
 کیا حضرت لوط میں اور اون کفار میں اتحاد و اتفاق تھا یا وہ مومن تھے
 جو یہ فرمائش کی گئی حضرت آسیہ جو حسب روایات اہلسنت ہو چکی حضرت
 موسیٰ کلیم اللہ علی نبیاء علیہ السلام کے تھیں زوجیت فرعون میں آئیں
 پس کمان اتحاد و اتفاق و ایمان پایا گیا کہ لک بہت سی مثالیں ہیں جنکا
 احصائیں ہو سکتا ہیں جب ان مواصلت و مناکحت سے نہ اتحاد حاصل ہوا
 نہ اتفاق جیسا کہ دونوں صوتوں کا فیصلہ خود احکم الحاکمین نے کر دیا تو
 اس مسئلہ خاص میں کیونکر صرف نکاح ہو جانے سے اتحاد اتفاق و ایمان کا
 ثبوت ہوگا خصوصاً در صورتیکہ روایات اہلسنت سے ثابت و متحقق ہو کہ یہ نکاح
 اگر ہوا ہے تو ایک طرف سے نہایت جبر و تشدد کے ساتھ اور دوسری طرف

ابا کلام غلط ہے
 بن الخطاب بن خطاب
 قاضی علی بن ابی طالب
 وقال ہی صغر و دانے
 اصدا بالان انجیز
 فتن ذک علی عمر
 العباس و جابند
 یعنی کلام غلط
 ایام مذکورہ خاص
 بسط ابن جوزی باب

ص ۹۱۷
مذہب زائیدین

حسّی کہ رعایا ہی متضرر نہ ہوں پس بائیں اگر بغض محال خلاف عقل و نقل
کھاج ہو جائے تو کسی عاقل کے نزدیک ایسی مواصلت و مناکحت کیطرح
دلیل اتحاد و اتفاق ہو سکتی ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں دان کل مردوں کا
ثبوت خود اہلسنت کی روایات میں موجود ہے جو اصل کتاب میں
بشرح تمام مذکور ہے بہر کیف امر اول خلط ہوا اور دعوے اتحاد و اتفاق
کا بخوبی بطلان ہوا حالانکہ یہ امر معنی بغض و عداوت خلیفہ دوم جناب میر
علیہ السلام کے ساتھ اور دلالت قطعیہ و براہین یقینیہ سے ثابت ہے کہ اگر اس کے
خلاف کا کوئی دعوے کرے تو خود مذہب اس کا اور ساری کتاب میں
جنکی صحت قرآن کے برابر یا زیادہ سمجھی گئی ہے باطل ہوتے ہیں حتیٰ کہ
خود خلیفہ دوم نے جیسا اپنے منافق اور کافر ہونیکا اقرار کیا بلکہ اپنے
نفاق پر قسم کھائی ویسا ہی جناب میر کے اولے و احق ہونیکا بخلاف
اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کیا جیسا کہ کتاب مستطاب تنقصار الافحام
میں محاضرات امام راغب صفحہ ۱۱ و موفقیات بریزین بکار و نظم دراز
محمد بن یوسف زرنندی سے منقول ہے کہ اگر اہلسنت کو ایسی روایت
وضع کرتے کہ اولاد جناب میر علیہ السلام اور اولاد خلیفہ دوم میں باخو
اصل و پیوند ہوا اور بخوشی جناب میر علیہ السلام نے ایسی مواصلت حاصل کی
تو ابولعب کیطرح اتحاد و اتفاق کا دعوے کرنا ممکن ہوتا اس صورت
خاص کو کہ چار پانچ برس کی لڑکی ساٹھ بیٹیٹھ برس کے بڑے سے
بائیں اصرار و اجبار بہا ہی جائے کوئی عاقل دلیل اتحاد و اتفاق

ص ۱۵۲
میزان الاعتدال علامہ سی
ذکر زیدین و جب

۱. تنقصار الافحام
جلد اول صفحہ ۶۱۹
نفاہ ص ۶۲۶

نہیں کہ سکتا ازینجاست کہ شاہ ولی اللہ نے دعویٰ اتحاد و اتفاق سے
 صاف صاف غلطی دیدی کہ از الیہ الخفا میں فرماتے ہیں گویہ صحابہ جو قرآن
 و جہسراں خلیفہ سے تھے بہرکت صحبت بنوی برخلاف عادت مستر بنی آدم
 ایذا و فک خلافت میں مرتکب کسی امر محرم کی نہ توئی معذرا انقباض خاطر
 خالی نبودند در بسیاری از احادیث خواہی گذشت برانچہ دلالت میکند
 بر انقباض خاطر عدم تمام حضرت انتہی مختصر السبب و صفیکہ اس انقباض خاطر کے
 مقرر ہیں معذلک اس نکاح جبری سے اثبات اتفاق و اتحاد سراسر حیرت
 بلکہ سفاحت امیر باقی رہا اور دوم یعنی ثبوت ایمان و فضیلت صرف
 اس مناکحت سے پس یہ امر پہلے امر اول میں ثابت ہو چکا کہ صرف مناکحت
 یا فرزندیت سے ایمان کا اثبات نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہو تو ہر کسی کا فر کو کا
 نہیں کہہ سکتے کیونکہ سب حضرت آدم صلی اللہ کی اولاد سے ہیں انکے سوا
 نہ معلوم کتنی پشتیں انبیاء و اوصیاء کی گذری ہیں اور جب خاتم المرسلین انبی ہمارے
 دختر نیک اختر جناب سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ و سلامہ علیہا سے فرمایا
 کہ تم اسکا مہر و سمانہ کرنا کہ میری بیٹی ہو عمل نیک کرو تب رشتکاری ہوگی پھر
 کس منہ سے کوئی ایسا غلط دعویٰ کر سکتا ہے (بوجہ کمال شہرت ان امور کے
 سمجھنے اس مختصر تقریر پر قناعت کی ورنہ ہزاروں لیلیں کتب کلاسیہ میں قیام
 بہر کیف اصول شیعہ پر بھی دو اعتراض وارد کئے جاتے ہیں جنکی رد نہایت
 آسانی سے ہوتی ہے کوئی محنت مشقت ہی نہیں کرنی پڑتی سی یا ہوا
 کہ بعض علمائے شیعہ نے بعد انکار یا بلا انکار اس نکاح کو مانکر جواب دیا اور

ص ۲۴۷
 از الیہ الخفا
 مقصد ۲

مناکحت
 اور دوم نکاح
 ثبوت ایمان

واضح ہو کہ ان جگہ کی
 صداقت و سادہ دینی
 عقیدین اسناد دینی
 کی کتب و مراجع سے
 فرمایا تقریباً جلد بدین
 صلاح و تقویٰ نہیں
 حاصل ہو سکتا

فی الجواب

فی الجواب
فی الجواب
فی الجواب

اور بطور فرض محال تسلیم کر کے ادن نتائج کو باطل کر دیا کہ اب علماء
اہلسنت و نہیں اقوال و روایات کو جو بطور فرض و تسلیم تھے نہ برنبیا و تحقیق
و واقعیت ہمارے سامنے پیش کر کے وقوع عقد کائنات چاہتے ہیں
حالانکہ یہ نہیں سمجھتے کہ تمامی عقلا اس طریقہ کے پابند ہیں کہ تقریر مخالف کو
قبول کر کے پھر نتیجہ غلط ٹھراتے ہیں کوی اس امر تسلیم کو امر حقیقی نہیں جاتا
خود خداوند عالم اپنے کلام محمدین فرماتا ہے کہ اگر آسمان زمین میں متعدد
خدا ہوں تو دونوں فاسد ہو جائیں گے پس تقدیر الہ کو قبول کر کے نتیجہ برعکس
مخالف نکالا کیونکہ مخالفین متعدد خدا کے ضرورت نظام عالم کے لیے
بیان کرتے تھے اسی طرح علماء اعلام شیعہ نے بعد تسلیم جواب دیا کہ اگر
یہ نکاح ہوا تو اور ہی عداوت و لفاق خلیفہ دوم ثابت ہو و ان اتحاد و
ایمان پس اگر مشرکین آیہ قرآنی سے دو خدا کا وجود ثابت کر سکیں تو اہلسنت
ہم ان اقوال سے وقوع نکاح ثابت کر سکتے ہیں و دودنہ خطر القتل
و یکتیبہ شاہ عبدالغفر صاحب اس قول کے بارعین کہ جب رسول خدا نے
قریب فات لشکر اسامہ کے جانیکا حکم دیا اور خلفائے ثلاثہ وغیرہ کو
ما فرذ کیا نہ جانے والوں کی بہ نسبت لعن اللہ من تخلف عنہا فرمایا
تحفہ میں فرماتے ہیں اینجیلہ مرکز در کتاب اہلسنت الجماعت نیست جناب
علامہ مفتی محمد قلی خان صاحب جواب اسکے تسلیم اطمینان میں فرمایا کہ یہ جملہ
مطلوخل علامہ شہرستانی اور شرح مواقف میں نقل آئمہی موجود ہے او ابو
جوہری نے اسکی روایت کی اور ملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نے بھی

ص ۶۹
تشیہ الطام

رسالہ عقائد میں تصریح کی ہے بورود لمن برتخلف از حبش اسامہ مولوی
 حیدر علی نے ازالہ الغین میں اولاً نقل کلام علامہ میں یہ تصرف کی کہ
 اصل کلام ملا یعقوب لاہوری شارح بخاری نیز در رسالہ عقاید تصریح
 بورود لمن برتخلف از حبش اسامہ نمودم کو یوں لکھا و در رسالہ عقاید
 ملا یعقوب بنیانی بر سبیل تسلیم ای بعد اسکے کہ میں دوم آنکہ چون باعث
 کتوری کلام ملا یعقوب بر سبیل تسلیم است پس صحت واقعی جملہ معلوم کہ کلام
 و راست کجا لازم آید یا در کلام صاحب تحفہ جواب تسلیمی مذکوریت جس سے
 معلوم ہوا کہ جواب تسلیمی سے صحت کسی واقعہ کی یا اس جواب کا تحقیقی ہونا
 نہیں لازم آتا پس علماء اہل حق شیعہ کی جواب تسلیمی سے کیونکر وقوع حقیقتہ
 ثابت ہو سکتا ہے اور از اسجا کہ مولوی صاحب نے اس معرکہ میں جہان
 اس امر کو ثابت کرنا چاہا کہ صاحب ملل و خل نے تصریح کی کہ یہ جملہ عن
 موضوع ہے حالانکہ نسخہ قلمی و چہا پہ میں انکا وجود نہیں ہے خواجہ
 نصر اللہ کابلی و نصیر الدین و فرزند خواجہ کابلی و شاہ عبدالغیر کو ذکر کیا جو
 متاخرین سے ہیں لہذا ہم بھی یہاں انہیں متاخرین کا نام لیتے ہیں جو
 بعد انکار بطور فرض تسلیم جواب دیا پس مجملہ اول کے میں علامہ دہلوی صاحب
 نثر یہ کہ فرماتے ہیں وجہ اول آنکہ بر تقدیر تسلیم صحت روایت و محفوظ بودن
 انچیز الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ پہلے صحت روایت کا انکار کیا بعد اسکے
 بطور تسلیم جواب یا صاحب تسلیم فرماتے ہیں وانتساب تزوج حضرت
 ام کلثوم بہ ابن ابی خطاب بہ ثبوت نسبہ بہر کہ بر تقدیر تسلیم زاید بر تزویج حضرت

بہر تقدیر

صفحہ ۳۲۶
 ازالہ الغین

صفحہ ۳۲۸
 ازالہ الغین مطبوعہ
 قمر مندی

۲۱
 اصل مطلب
 مدلل و مستدل
 جملہ سے جو لازم

صفحہ ۳۳
 تسلیم بالباب

اقوال علماء اہل تشیع

رسالت پناہ با کفر نیست الخ یہ اقوال علماء مسلمانین ہیں جنہوں نے بعد ازاں
واقعی برسبیل فرض تسلیم جواب دیا اور سابقہ انکار علماء امامیہ
اصل و آئینہ خود با قرار بن حجر و نور الدین و حیدر علی ثابت کر چکا ہوں اور
تقریر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ و متقدمین اہل حق سے ہیں بلکہ اسکے مذکور
ہو گئی ہیں معلوم ہوا کہ اولاء علماء امامیہ بنا بر تحقیق منکر اصلیت ائمہ ہیں
ثانیاً بعد تسلیم اہلسنت کے اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں خواہ او سکے
تقریر بالانکار و التسلیم کریں یا نہ کریں پس اس جواب تسلیمی صحیح و
اوسکی منین لازم آتی جیسا کہ مولوی صاحب نے بھی تصریح کی تھی اکلایم
روایت احراق خانہ جناب سیدہ م کے بار میں لکھتے ہیں انہم کہ شندی
مبنی برآن بود کہ روایت احراق سالم عن المعارض باشد دھو فی حین المنع
و از حجر و توجیہ ذکر آن صحت اعتبار آن لازم نمی آید پس جب یہ روایات
احراق ہوجیسی قطعی و یقینی ہیں کہ حالت و کنی تشدد اطاعن میں قابل
ملاحظہ ہے م مولوی صاحب کی نزدیک با وصف ذکر توجیہ مستلزم صحت
و اعتبار نہوں علماء شیعہ فرض و تسلیم کرنے سے اور اوسکی توجہات بیا
کر نیسے صحت اعتبار واقعی قضیہ کیونکہ سمجھا سکتا ہے سبحان اللہ فاضل شیعہ
بجواب اس عبارت کے کہ صاحب بارقہ ضمیمہ نے علامہ توشیحی و علامہ
نقنارانی کے کلام سے نقل کیا کہ عمر نے بالائے منبر جا کر کہا ایہا الناس
تین امر عہد رسول میں تھ جس سے ہم منع کرتے ہیں اور ہم انکو حرام کرتے ہیں
اور جو مرتکب و نکما ہوگا عقاب کرینگے ایک متفقہ اسناد و سر متعلق لکھ

ص ۸۱
نتیجہ کلام

ص ۳۵
شوکت عمریه

تیسرے حی علی خیر العمل شوکت حمیریہ میں فرماتے ہیں آری در شرح
تجربہ علامہ قوشچی موجود است باین طریق کہ محقق طوسی جائیکہ در بیان
حضرت عمر گفت و منها اند من المتعین^{الامہ} مذکور در شرح آری فرمود فاند صعدا^{المنبر}
وقال لے و ازین کلام علامہ قوشچی لازم نمی آید کہ این روایت بحجج^{انها} نقل
در کتب اہل سنت بطریق مرویست کہ احتیاج بآن براہلنت بوقوع نسخ
متعہ از طرف حضرت عمر نہ از جانب خدا و رسول صحیح باشد کلامی بحسب
معلوم ہو کہ باوصفیکہ علامہ قوشچی نے بطور حتم و حرم بیان کیا کہ عمر نے
بالائے منبر جا کر متعہ کو حرام کیا اور اوس سے کوگو کو منع کیا مگر فاضل
رشتہ او سکوا قبل احتیاج نہیں جانتے اور اوسکے جمیع الفاظ اہل سنت و
ہونے کو کتب اہل سنت میں منع کرتے ہیں پس علماء اہل حق کا قول جو
بطور فرض تسلیم تھا کہ اگر نکاح ہوا تو اوس سے خلیفہ کو کیا نفع ہوا
یا اگر نکاح کیا تو بجمہوری کیا وغیرہ وغیرہ جو اقوال علمائین مذکور ہے
کیونکہ معرض استدلال و احتیاج میں لایا جاسکتا ہے اس سے بھی یاد
اعجب یہ ہے کہ صاحب بارقہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی و مسند احمد بن
حنبل و علامہ زرخشیری و قاضی بیضاوی و صاحب مدارک و امام شافعی
و علامہ سیوطی و شعبی و حاکم وغیرہ سے ناقل ہیں کہ آیت فاستمتعوا منہن
در بارہ متعہ نازل ہوا فاضل رشید بجواب سک فرماتے ہیں کہ این قول
مرجوح و شاذ و قول قل بمقابلہ اکثر اند و اقوالیکہ چین باشند باعتراف
علمائے فریقین صلاحیت استدلال مخالف ولیاقت انجاہ اعترض

ص ۱۶
شوکت عمریه

بآں بر صاحب مذہب ہندارند جس سے معلوم ہوا کہ فاضل رشید نے
 ان اقوال کو جو مستند روایات صحابہ و تابعین ہیں اور اضعاف بعض
 انکی مہدیات سے موجود چنانچہ حضرت حمید ریہ میں مختصر منقول ہے ہاں
 بمقابلہ اپنے مذہب حرمت متعہ کی اسکو قول شاذ و مرجوح قرار دیکر
 صلاحیت استدلال و احتجاج سے ساقط کرتے ہیں پس اقول علماء شیعہ
 جو محض بطور فرض تسلیم قول مخالف ہے زیادہ تر صلاحیت استدلال
 سے خارج ہو گئے اور اس سے بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ جہاں صاحب
 تشیید المبانی نے معارج النبوة سیر ملامعین سے یہ روایت نقل کی کہ
 جناب سیدہ کو جناب امیر سے چند اولاد خدا نے کرامت فرمائی حسن
 حسین زینب و ام کلثوم رقیہ محسن جنکا اسقاط ہوا اور ایسی مرض سے
 اس میں مصروف نے چھ مہینے بعد وفات رسول انتقال کیا اور قبر انکی الی بحقیقت
 معلوم نہیں ہو نوی حمید ر علی نجواب اسکی زالیہ لعین میں لکھتے ہیں
 کہ کتاب ملامعین بہرہ کاہ خلاف تصریحات جہاں مذہبین افتد و مضامین
 تحقیقات ثقات و محدثین کرد چگونہ مور اعتبار تو اندوہ پس اسیرح
 بالفرض اگر کسی علماء امیہ سے وقوع نکاح کو تسلیم کیا تو باوجود
 مخالفت اکابر اعظم کو وہ قول کیونکر لائق اعتبار ہو سکتا ہے تنبیہ
 واضح ہو کہ واضعین روایات عقد نے بڑی کیادی و شیطنت و تزویر سے
 کام لیا ہے جو بطور میراث مادرسی مصداق از کید کن عظیم و فائلاں
 ان الشیطان و فرشتہ مقالہ اپنے سوا انکو حاصل ہو کیونکہ ان لوگوں میں یقین کو

نظروا انفسكم
بدواغ نمو انا حاميكم
نظروا صميمت ان روايات من قواله
مقررہ ۱۶ صحت ثابت کی جاتی ہے
اشاء اللہ تعالیٰ
۱۷ بجائز فرمود شیطان را
نسخہ برین کا شست ۱۶۲ علاج ابوجہ ۲
در بارہ علانیہ و غصہ حضرت فرمود
انہں صواب یوسف ان کیکن
۱۸ حسن صواب یوسف ان کیکن
۱۹ عظیم ۱۵ علاج النبہ ج ۲
۲۰ صلیح مسلمین بران بن عمر قال
۲۱ علیہ السلام من علیہ
۲۲ خرج رسول اللہ من مسانیت
۲۳ فقال رسول اللہ من مسانیت
۲۴ طلع قرن الشیطان ۱۳ ص ۱۱
۲۵ تصدیق تفسیر اللطیف ج ۱ ص ۱۱
۲۶ والحقا جدید ۱۶ ص ۱۱ مطبوعہ
۲۷ صلیح نجادی مطبوعہ

فریب ینا چاہا اسلئے کہ جب ہست ان روایات کو دیکھینگے جس سبب انست و انکی فضیلت
 خلیفہ دوم ثابت ہوتی ہے تو بسر و چشم قبول کر لینگے اور کیس طرح کا عذر
 نہ کریں گے کیونکہ ستر تن بہت آن لوگون کے اسپین مصروف ہو کہ کیس طرح
 فضیلت خلفائے ثلاثہ زیادہ فضیلت خلیفہ دوم اور محبت و ولایت انکا
 اہلبیت ظاہرین کے ساتھ ثابت کوین یہاں تک کہ اسکے واسطے کتاب
 و موافقہ تصنیف ہوئی اور کیا کیا افتراء نہ کئے گئے پس ایسے امر کو بلا غور
 و تامل قبول کر لینگے اور ذرا بھی چون چرانہ کریں گے چنانچہ یہ فریب انپر
 سنجوبی کار گر ہو گیا کہ کیس طرح ان روایات کے فسادات بلکہ لزوم محال
 مخالفت و اقعات غلطی رواۃ و ضعیف روایات میں متنبہ بھی نہیں ہوتے
 حالانکہ اس سے اونے اونے خرابی و فساد کی بدولت اپنی روایات صحیحہ
 قطعہ یقینہ متواترہ کو باطل کر دتے ہیں مگر اس بار میں کیس طرح عقل ندین
 سے کام ہی نہیں لیتے ناحق کی ہوا خواہی خلیفہ پر جان دیتے ہیں
 حالانکہ خود خداوند عالم نے ایسی قرابتوں کو بشرط وقوع غیر موثر قرار دیا
 رسول مقبول نے مستند احادیث میں پکار پکار کر سنا دیا کہ محض قرابت سے
 کچھ شدنی نہیں جب تک ایمان صلاح و سادہ نہ ہو خود خلیفہ دوم نے اسی
 عالم شہادت میں قال لا اله الا الله و جبت له الجنۃ کے بدولت ابو ہریرہ کو مار کر گرا دیا
 جو بیچارہ حسب حکم نبویؐ حکم سنایا جاتا اور انحضرتؐ کی غلین مبارک اپنی تصدیق کے
 رکھتا تھا پس کیا خلیفہ دوم کو اتنی عقل نہ تھی کہ اگر ارشاد انحضرتؐ کہ ہر سبب و نسب و اولاد
 برزخ قیامت منقطع ہوگی لامیر خدای مادی ہر سبب و نسب بطور عام ہو تو اس سے نجات

دو غول جنت کفار و مشرکین لازم آتی ہے کیونکہ نسب آنحضرت میں ہزاروں
 کفار شریک تھے سبب میں بھی مثل شخین کے اور بہت سہ سسرے تھے
 جو یقینی کافر ہے اسی طرح دامادی رسول خود اہلسنت کی روایات کے
 مطابق عقبہ عتبہ و ابوالعاص کافرو نکو حاصل تھی پس اگر وہ بشارت
 نبوی عام ہے تو انکا جہنتی و ناجی ہونا لازم آتا ہے اور اگر خاص ہے
 کسی شرط کے ساتھ تو وہ امور حاصل کرنا چاہتے بہر کیف اہلسنت کو
 تو اس پردہ میں ثبوت موافقت و حصول ایمان کے قریب دیا جو ایسی
 روایات و ضعیفہ کو انہوں نے بسر و چشم قبول کر لیا اور فسادات و شناہات
 پراو سکے مطلقاً غور کیا باقی رہے شیعہ پس انکے لیے سب سے زیادہ سبب
 مکر و تزویر کو ان روایات میں مہیا کیا کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اولاً شیعہ
 عداوت و بغض و حسد و ظلم و تشدد خلیفہ دوم کو بخوبی ثابت کرتے ہیں
 اور جو روایتیں اہلسنت کی اس مادہ میں ملتی ہیں انکے سامنے پیش کرتے
 لہذا ان واضحین کا زمین نے روایات عقد میں بھی و نہیں مضامین
 ظلم و تشدد خلیفہ دوم کو درج کیا تاکہ شیعہ فریب میں اگر اسکو قبول کالیں
 اور ربوبہ اہلسنت پیش کریں کہ دیکھو خود انہیں روایات عقد سے ظلم و
 تشدد خلیفہ دوم بخوبی ثابت ہو گیا چونکہ شیعہ مطلق قرابت رشتہ دار ہیں
 مفید مین سمجھتے ہیں جب تک شرائط ایمان و اعمال صالحہ نہ ہوں لہذا اسی قرابت
 و رشتہ داری کے مفید ہو گیا اس روایت میں ہی درج کیا کہ خلیفہ نے اسی بنیاد پر
 عقد کا قصد کیا تاکہ شیعہ اسکے تردید میں مشغول ہوں اصل روایت کمیل

انہوں نے اسے عاقلانہ طریقہ انکار و تسلیم سے کام لیا گا ہے انکار کلی کیا
 اور موضوعیت روایات ثابت کی جسکی تصدیق خود علمائے المسنت
 کی رہائی میں سے ثابت کی ورا بعد اسکے بھی بعض اقوال مذکور ہونگے
 گا ہے بطور تسلیم و فرض محال و ن مقاصد کو باطل کیا ہے جنکو لیے
 یہ موضوعات بنائے ارا سجا کہ تحقیق کامل سکر حصہ میں اس قاصر کو پر ہے
 و کہ انکے اوائل و الاواخر جسے کہ بعض کا برنے اس قاصر کے حق میں شہر
 ان وانکنت الاخیر منانہ کات بالو تستطعم کافائل سلم کہ مشتقی از خود ار اند کے
 از بسیاری عجاہ میری تصدیق کرتا ہے چونکہ نواب مہدی علی خان بہادر نے آیات
 مبنیات میں تمام تر ایسے ہی اقوال و روایات شیعہ کو جو بطور فرض و تسلیم
 بین ثبوت واقع بین پیش کیا ہے اور عوام الناس کے قانون میں
 پہنک دیا کہ علمائے شیعہ کو تو اس کالج سے قرار ہے لہذا کچھ فہمائش انکی
 اور نہیں کچھ مذاق میں ضرور ہے (افسوس کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر جلد
 جہاں اس بحث کی آیات مبنیات کی تردید کی ہے بحال شرح مبسوط
 ان مطالب کو لکھا ہے اور بخوبی انکے ہر ہر ثبوت کی تردید کی ہے
 دیکھتے پروردگار عالم کب د سکے چھینے کا سامان کرتا ہے اللہ عجل
 بحق محمد و آلہ کما بعد پس دہی مخاطب میرا زیادہ تر انہیں کی طرف ہرگز اور مرد
 انکی سماعت اسکی کریں تو خیر ورنہ اسنے لیتے قول مولوی حیدر علی
 کافی ہے جو سابقا مذکور ہو اب اتنی رہے نواب صاحب پس انکو پر ہے
 کلام جناب سید احمد خان بہادر بالقاء کافی ہے جو اپنی تفسیر بیان کرتے

ان سب سے زیادہ ایک اور امر ہے جس پر شارح مواقف اور صاحب
مواقف بلکہ اور کسی نے بھی غور نہیں کیا اور وہ کلام غیر مقصود ہے
مثلاً ایک شخص یہ بات کہہ کر جب آفتاب مغرب سے نکلے اور آونٹ سوئے
نلکے مین سے نکلے اور آونٹ سوئے تب یہ امر واقع نہ ہوگا اور مخاطب و سکویہ جواب
کہ آفتاب کے مغرب سے نکلنے اور آونٹ کے سوئے کے نلکے مین سے
نکل جانے پر بھی یہ امر واقع نہ ہوگا۔ اس کلام میں آفتاب کا مغرب سے
نکلنا اور آونٹ کا سوئے کے نلکے مین سے نکل جانا کلام مقصود نہیں
بلکہ عدم وقوع اس امر کا جسکے وقوع کا قایل مدعی تھا مقصود ہے اور
اس کلام سے تسلیم اور سنات کی کہ درحقیقت کہہ آفتاب مغرب سے
نکلے گا یا آونٹ سوئے کے نلکے مین سے نکلے گا اور مین میں آتی پس
دلیل نقلی میں اس بات کا علم ہے کہ وہ کلام غیر مقصود نہیں ہے استدلال
میں سے ہر اور بغیر اسکی کوئی نقلی دلیل مفید یقین نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید
میں اس قسم کا کلام غیر مقصود نہایت کثرت سے ہے مثلاً کہیں اہل کتاب کے
عند یہ مین بہت سی ایسی باتیں سمائی ہوئی ہیں جنکا دراصل کہہ وجود نہ تھا یا جو
تھا مگر اسکی جو حقیقت کہ وہ سمجھ ہو کر تو دراصل وہ نہ تھا وہ بات ظاہر مین کہائی
دی تھی اور بطور غلط العالم یا اعتبار شاہدہ او سکوتی سمجھ کر حالانکہ حقیقت اور
برخلاف او سکوتی اور قرآن مجید کو اس بحث مقصود تھی اسکو او سکوتی بیان کیا
جس طرح مشرکین اور اہل کتاب خیال کر رہے تھے اور کہی سچی بطور حجت الراجحی کلام مقصود کیا
قائم کی اور بھی لامشاہدہ ظاہر کی او سکوتی کیا اور کلام مقصود سمجھا گیا پس مقصود سوجھنا کلام

طوائف کے مطلب کو ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں جس سے اس کے علماء بعضے نے
 خیر ہمارا ہر اہل حق و عدل کے لئے ہر ایک کے لئے ہر ایک کے لئے ہر ایک کے لئے ہر ایک کے لئے
 کلام غیر مقصود سوائے الٰہی ہر ایک کے لئے ہر ایک کے لئے ہر ایک کے لئے ہر ایک کے لئے
 اصل کتاب ذوالفقار حمید رمین انکی تقریر و نکاح جواب لکھ چکا ہوں لہذا
 بیان اسے کلام مختصر پر ایک امر اور متعلق اس جواب الٰہی کے
 باقی ہے اس کو لکھ کر اصل تحقیق پر رجوع کرنا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ
 ہاں اس اعتبار پر کہ مومنات کا عقد کفار کے ساتھ اور کافرو کا عقد مومن
 کے ساتھ پہلے ہی ہوا ہے خدا کے رسولوں نے بھی کیا ہے اہل سنت
 یہ عقد کرتے ہیں کہ انبیاء سابقین نے یا آنحضرت نے جو اپنی بیلیاں کفار
 سے بیاہیں تو اس وقت نکاح با مشرکین جائز تھا ایہ لاکھوں المشرکین جتنے ہونے
 یعنی مشرکین سے مت بیاہو جب تک ایمان نہ لائیں اس وقت تک
 نازل نہیں ہوا تھا پس فعل آنحضرت قبل از تحریم ہے اور فعل جناب میرزا بعد از
 تحریم پس کو یہ تقریر خارج از بحث ہو کیونکہ منشا بحث ایمان اس قدر ہے
 کہ مطلق وقوع نکاح سے اتحاد و اتفاق و ایمان ثابت ہوتا ہے
 یا نہیں جبکہ خود آیات قرآنی سے میں ثابت کر دیا کہ نہیں ہوتا مگر کیف
 پہلے جواب اس کا بھی ہے کہ خلیفہ دوم کا مشرک ہونا تصریحات صریحہ
 علمائے شیعہ سے ثابت کر لو تب یہ تقریر پیش کر دو کیونکہ قرآن میں ممانعت
 نکاح از مشرکین مذکور ہے نہ ممانعت نکاح از منافقین جو حسب شرع
 حکم مسلمین داخل ہیں دوسرے عموماً جو از نکاح مومنات با مشرکین

بحث نکاح بعد از نزل آیت تحریم
 متعلق جواب الٰہی

گو شرایع سابقہ میں ہو بنا بر اصول نمود اہلسنت غیر ثابت ہوا سئلے کہ حضرت
لوٹ کے اوس کلام میں جو کفار سے کہایہ میری بیٹیاں پاکیزہ ہیں کہ
لیے اہلسنت بھی تاویل کرتے ہیں کہ مقصود حضرت لوٹ کی بیٹہ ہے
کہ بشرط قبول اسلام عقد کر لو جس سے معلوم ہوا کہ عہد
کفار کے ساتھ نکاح نہیں جائز تھا تعلیم کے
سمنے مانلیا عموماً نکاح اوس وقت کفار کے ساتھ جائز تھا اور بنا برادی
جواز کے نکاح حضرت زینب و ام کلثوم عقبہ و عتیبہ و ابو العاص
کے ساتھ ہوا مگر بعد تحریر بھی تو باوصف تفریق اسلام حضرت رسول و
کو جدا نہ کر سکے جیسا کہ تاریخ خمیس اور اسد الغایہ اور اصحابہ فی معرفۃ
الصحابہ میں ابن حجر عسقلانی ام المؤمنین بی بی عائشہ سے ناقل ہیں
کہ اسلام نے جدائی ڈال دی تھی درمیان زینب اور ابو العاص کے
مگر رسول خدا و سپر قادر نہوے کہ دونوں میں جدائی کر دیں کیونکہ حضرت
مکہ میں مغلوب تھے اور حلال و حرام نہ کر سکتے تھے چاہے بول قبول انیم قوت و قوت
کہ خود شکر اسلام نے اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور حضرت زینب
فرمایا مگر اس تفریق پر قادر نہوے (جیسا کہ خوف قوم بی بی عائشہ
جو حضرت کے وقت وفات تک قریب لحد بکفر و جاہلیت تھے
کسی طرح انحضرتؐ تعمیر خانہ کعبہ پر قادر نہوے) خواہ وہ تفریق و تعمیر
رسول پر واجب ہو یا مستحب تو جناب امیرؓ نے اگر ایسی مجبوری بلکہ
اس سے بعد ارجح راہ مجبوری کے عالم میں بفرض محال بھی نکاح کر دیا

ملاحظہ ہو
۱۱/۱۱/۱۱
۱۱/۱۱/۱۱

جو اس حکم کو انکو الشریکین میں بھی داخل نہیں ہے اور جو از میں ہو
 و شاد در عالم کہ جناب امیر علیہ السلام کی طرف اسکی نسبت ہو اور
 کسی کو نہ ہو نہ بھی نہیں ہے تو کیونکر محفل طعن و تشنیع ہو سکتا
 تھا نہ ان کے اتفاق فریقین ثابت ہے کہ بہت سے اسے اسے اور
 عالم اضطراب و مجبوری میں حلال و مباح ہو جاتے ہیں جیسا کہ
 فعل رسول میں بھی مشاہدہ ہوا اور جناب امیر علیہ السلام کی بھی یہ
 دنیا چاری کا حالت حصول خلافت و فرمانروائی میں بھی خوشگاہ
 کو اسے اسے چہ جائے ایام حکمرانی افلاطون حضرت خلیفہ دوم
 جن کے تشددات خصوصاً بہ نسبت خانوادہ رسالت طشت بام
 میں اور حضرت لوط کے بارعین تو خود قرانسی ظاہر ہے کہ باوصفیکہ
 منسرت لوط نے قوت و طاقت جبرئیل امین کو ملا خطہ کیا تھا اور پھر
 بھی تسلط و غلبہ کفار سے اس قلق و اضطراب میں تھے اوای
 کی کشیدہ کیا اور اسی عالم قلق میں کفار سے فرمایا کہ پیغمبر میری سبیل
 پاکیزہ میں اگر ہو کرینو اسے جسکی بہ نسبت امام خزاز می کہتے ہیں
 اپنی بیٹیوں کو فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت سے
 نہایت بعید ہے یہ جانیگا کہ اب انبیاء علیہ السلام سرزد ہوئے چنانچہ
 امام صاحب نے اسی وجہ سے ان ستران حضرت لوط کو فرزندیت
 حضرت لوط سے نکال کر امت کی بیٹیاں قرار دیں اور بیٹہ بھی نہ خیال
 کیا کہ انچہ بر خود نپسندی بہ دیگرے پسند کے خلاف انبیاء کے کرام

۵
 چنانچہ فضل بن زید
 ابطال البطل میں ہے کہ اس
 کہ عمر کا بیٹا ہوئے نہ فاسد
 خاندان کے شرف و فساد
 اس جواب کیسے قتل کیا گیا
 بعد ان تاویلات کے کہ بخت
 بعد ان تاویلات کے کہ بخت
 عتد از خلافت انصار اسی میں
 قرآن میں لکن لاد کا بحال
 الضمیر لکن لاد کا بحال
 کہ نقل سے تشدید المطالع
 سے حضرت علی بن ابی طالب
 حضرت لوط کو فرزندیت
 و درازہ کو لوط اور
 حضرت لوط کو فرزندیت
 و درازہ کو لوط اور
 حضرت لوط کو فرزندیت
 و درازہ کو لوط اور

کیونکر کر سکتے ہیں جنکے بعثت بالخصوص تعلیم مکارم اخلاق کے لئے
 ہوئی اور اسکی بدولت ایذا امت لئام سہنا شب و روز حجاب
 کفارین مبتلا رہنا اونکی نشان ہے مگر علامہ ابی سعود نے اس ضمن
 و خیران کو فجار و کفار پر کرم حضرت لوط میں شمار کیا ہے کہ مہمان کے
 بچاؤ کے لئے ازراہ غایت کرم بیہوش رہا یا حالانکہ وہ سب بسبب شرف
 و فسق و خباثت و عدم کفایت کے باوصف استدعا نہ لائق عقہ تہ
 نہ حضرت لوط اہل نسب نکاح کرنا قبول فرماتے تھے بہر کیف یہ جواب
 اجمالی بطور فرض و تسلیم و وقوع عقد ہے کہ شیعیان اہلبیت ہیں
 حالت میں بھی حیرہ دست ہیں اور اہلسنت کے الزاموں سے پاک و
 صاف و رنہ عنقریب معلوم ہو گا کہ عند التعمیق یہ قصے تمام غلط و بے
 بنیاد محض افتراء و بہتان ہیں اب بھیہ دیکھنا چاہئے کہ در صورت تسلیم
 وقوع عقد بنا بر اصول اہلسنت کیا کیا خرابیاں لازم آتی ہیں اور اونکا
 دفعیہ ہو سکتا ہے یا نہیں خرابیاں تو بہت ہیں دفعیہ کی کوئی صورت
 نہیں کیونکہ اوپر دو طرح کی خرابیاں لازم آتی ہیں ایک وہ جو خاص
 خلیفہ دوم اور صحابہ مقبولین اہلسنت پر وارد ہوتی ہیں دوسری وہ جو بنا بر اصول
 اہلسنت جناب امیر اور سایر بنی ہاشم پر عاید ہوتی ہیں چنانچہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ
 بیان کرتا ہوں مستم اول یعنی وہ خرابیاں جو بنا بر اصول اہلسنت خلیفہ دوم و صحابہ
 پر عاید ہوتی ہیں پس کہنی پھر یہ کہ اگر اس عقد کو مانیں تو ضرور ہی اہلسنت اسکے
 قابل ہوں کہ خلیفہ دوم دیدہ و دانستہ بالقصد یا ذوق تلفی رسول کا ارتکاب کیا کیونکہ

منہ فرماوات در صورت
 تسلیم عقد اہلسنت

جنگو و صحبت نا جنس غذا بیت الیم کتے ہیں ۹۰ سورے یہ عمر وہی ہیں
 کہ جنہوں نے والدہ ماجدہ جناب ام کلثوم سیدہ انسار العالمین پر کیا کیا ظلم
 و ستم کئے جنگو حضرت ام کلثوم نے اپنے نانار سو لکھ ادا کی دقت و فاقہ
 سے اور سوت تک بچشم خود دیکھا مثل قسم عمر بخانہ سوزی اور اگ لکڑی
 بیجانے گھڑیلنے کے لئے لا اقل یہ تو یقینی ہے کہ حضرت ام کلثوم تعیناً
 جانتی تھیں کہ جناب سیدہ شحین سے ناراض تشریف لیگیں اور ایسوجہ
 جنازہ پر اوس معصورہ کے نہ آنے پانی تلخیص کے کسی ایسی جس سے
 صدور بواعث منازعت و خصامت گویا لو از م سے ہے خصوصاً اوس
 کسن لڑکی سے جو کمال ناز و نعم پرورش پائی ہو جس کا نمونہ پانچہ یارینوا
 روایت سے ظاہر ہے چوتھے غیر کفو غیر قبیلہ کی ایک بندہ ہی بد خود
 بد خلق سے سابقہ ہے کہ بہر طور اسباب رنج و کدورت موجود ہیں جس
 پیدا ہونا بواعث مذکورہ کا ضروری ہے لا اقل جس طرح کی وہی حق تلفی
 عقد و خرابو بکرین ممکن ہو وقوع تھی اوس سے تو بہار ج بڑہ کر حسیان
 یقینی الوقوع ہے وہاں اگر حق تلفی ابو بکر صرف تھی تو یہاں حق تلفی
 و ایذا رسول و بضعہ الرسول دونوں ہی بلکہ جناب میرا در حین اور
 سایر اہلبیت کی ایذا رسانی ہی تو اب حق تلفی ابو بکر کا لحاظ کرنا اور حق
 رسول و اہلبیت کا بالکل لحاظ نہ کرنا جس درجہ کی خرابی ہے اور سنگدانہ
 ہی خوب جائزہ پیش اگر اقرار ہو وقوع عقد کیا جائے تو اس کے ساتھ
 اس کا بھی اقرار کرنا ضروری ہو گا کہ عمر نے دیدہ و دانستہ رسول کا خیال

ترک کیا اور ان کے حقوق کا اوتنا بھی لحاظ نہ کیا جتنا ابوبکر کے حقوق کا
 لحاظ کیا بلکہ وہاں اگر حق تلفی ابوبکر لازم آتی تھی تو بلا قصد اور یہاں
 رسول کا ارتکاب بالقصد دیدہ و دانستہ ہوتا ہے پس معلوم ہے
 شخص کو اہلسنت کیونکر مسلمان و مومن کہہ سکتی ہیں حالانکہ خود صحیح
 بخاری میں ہے کہ فرمایا انحضرتؐ نے کہی کوی مومن نہیں ہو سکتا جب تک
 ہماری محبت اور اسکے ولین باپ بیٹی تمام آدمیوں سے زیادہ نہ ہو اور
 اہلبیت طاہرین کے بارعین جو کچھ وصیت فرما گئے محتاج شرح نہیں
 حتیٰ کہ خود علمائے اہلسنت تصریح کی اگر علوی راعلویک گوید کا فرگرد
 وایذا عام است سوادکان اور اکشد ورنند وید گوید بجدیکہ اگر مجلس بر خیزد
 وجامہ بیغشانہ چنانکہ خاک باہل مجلس سدا ید بو و نیز اگر فرزند و یا غلام
 و متعلق اور از اراد از ابو و نیز روے ترش کردن آزار است و ایذا
 اہلبیت ایذا و رسول است بتصریح نص سوا الحدیث الاول فی الکتاب
 و شرف النبوة و راه علی مرتضیٰ الجنت علی من ظلم اہلبیت و اذانی فی عترتہ شمس قال
 و در ایذا و علویہ ایذا و رسول است صلی اللہ علیہ وسلم و درین بیان حادث
 کثیر است بسبب اختصار مذکور شد ما منتہی (مناقب السادات ملک العلماء
 دولت آبادی) پس ہم نہیں سمجھتے کہ بغیر انکار و وقوع عقد اہلسنت کیونکر
 اپنے خلیفہ دوم کو اسل لازم سے بری کر سکتے ہیں کہ ابوبکر کے حقوق
 کو برابر ہی فوق رسول کا خیال نہ کیا جس سے اصل ایمان خلیفہ دوم وغیرہ
 رخصت ہوتا ہے حالانکہ بالخصوص اس مادہ میں نص صریح صحیح بخاری میں

ص ۵
 صحیح بخاری

حدود و رتبہ
 مناقب السادات

موجود ہے کہ جناب رسالت مآب نے استدعا سے اولاد ہشام پر دوبارہ عقد
 جناب میرزا راضی ظاہر فرمائی اور سوت ہو نیکو موجب ایذا سے معصوم
 مظلوم فرمایا جو موجب ایذا سے خدا و رسول ہے دوسرے خرابی
 یہ ہے کہ بھی کل لازم عمر و عاص پر ہی عاید ہوتے ہیں جس نے عمر کو حق
 تلفی ابو بکر کا خیال دلا کے ام کلثوم دختر ابو بکر سے عقد کرنے کو رد کا اور
 ام کلثوم بنت جناب میرزا سے عقد کرنے کی رائے دی حالانکہ یہ عمر و
 عاص وہ ہیں کہ معاذ اللہ جناب رسالت مآب ۱۰ اللہم صل علی عمر بن العاص
 سر فرمایا بلکہ خلفائے ثلاثہ و کل صحابہ پر آنحضرت نے معاذ اللہ اس سے
 تفصیل دیا کہ فرمایا شہر شخص سلام لایا عمر و عاص ایمان لایا (کافی سالار) اس
 للشیخ عبد الحق ازینجاہست کہ یہ شخص تیسرے سردار اہلسنت و الجماعت تھے
 جیسا کہ تکمیل ایمان میں ہے تیسرے خرابی تھے کہ یہی کل لازم عینہ اور
 اس کے ساتھ فرید عداوت با جناب میرزا اکثر صحابہ پر عاید ہوتے ہیں
 کیونکہ جب جناب میرزا نے عذر صغریٰ کیا تھا تو عمر بار آئے پھر
 لوگوں نے بہکایا کہ علی نے تلو ذلیل جانا اسوجہ سے عقد کرنا تمہارے
 ساتھ منظور نہ کیا کہ پھر خلیفہ کا اصدرار بڑا حالانکہ اہلسنت کو
 رفع عداوت صحابہ و خلفائے با جناب میر علیہ السلام جو کہ و کاوش
 ہے معلوم ہے جو تھے خرابی تھے کہ اگر عمر نے ایسا قصد کیا تو
 عقد ہوا تو لازم آتا ہے کہ انہوں نے احکام خدا و رسول کو باطل کر دیا کیونکہ
 بخوبی کے بیان ثابت ہے کہ بنی ہاشم کا کفو ہمہر غیر بنی ہاشم نہیں ہو سکتا

ص ۱۲۱

۱۰
 انالہ الفین
 ص ۹۲۵

۱۲۰
 صواعق محرقة

پس نہوئے البطل حکام خدا و رسول کیا بلکہ خود اپنے مذہب کے
 بھی خلاف کیا کیونکہ صاحبانِ حسب و نسب میں کفو کا خیال ان کے
 نزدیک ضروری تھا کہ حاکم سے غیر مہاجر کے عقد کو منع کیا بلکہ
 عربیہ سے غلام آزاد کردہ کے نکاح کرنے کی بھی مانعت کی چنانچہ
 یہی خیالات امت کا قایل ہوئے کہ نکاح معتزلہ اور شافعیہ کے ساتھ
 حرام نہ ہے جیسا کہ جامع الرواۃ و شمس الدین قسستانی میں پانچوں
 خرابی یہ ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے عذر تقرری نسبت
 بہ فرزند جعفر پیش کیا اور سپہ بھی خلیفہ نے اصرار کیا تو مخالفت اور
 حکم نبوی کی لازم آتی ہے جو حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی بے برادر
 مسلمان کسی سے خواستگاری کرے تو پھر دوسرا خواستگاری
 نہ کرے الخ یہ جانتا کہ سپہ اصرار کیا جائے اور تشدد عمل میں لایا
 جاوے چھٹیں خرابی یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے چند عذر کیے
 ایک کہ کسی دوسرے تقرری نسبت بہ فرزند جعفر تیسرے مشورہ لینا
 چوتھے اذن لینا احرام سے مگر خلیفہ نے قبول نہ کیا بلکہ اس درجہ
 جبر و اصرار کیا کہ جناب امیرؑ نے گاہے عقیل و گاہے حسین علیہم السلام
 سے مشورہ کیا سب نفع ہوئے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ
 کی طرح جناب امیرؑ اس کو گوارا نہ فرماتے تھے خلیفہ دوم کے تشدد و جبر
 ایسا مجبوری کیا کہ خود و بزرگ سے مشورہ لیا ساتویں خرابی یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے
 جب نہایت اصرار کیا اور حضرت اپنے اغراض اقرار کیے مشورہ لینا ان کی پہلی و نہایت

ص ۱۱۰
انالہ الخفا

درست نکاح معتزلہ و شافعیہ

ص ۱۱۱
صحیح بخاری جلد ۱

صحیح بخاری جلد ۱
ص ۱۱۲

ص ۱۱۳
صحیح بخاری جلد ۱

ص ۱۱۴
صحیح بخاری جلد ۱

ص ۱۱۵
صحیح بخاری جلد ۱

ص ۱۱۶
صحیح بخاری جلد ۱

دوم نے جبرین تشدد شروع کیا یہاں تک تشدد کیا کہ حضرت
عباس علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ اب
نکاح کر دینا مناسب ہے کہ مجھے عمر سے ایک کلام پوچھا ہے
یعنی کلام متضمن تخویف و تہدید پہر ہی حضرت راضی ہوئے تو حضرت
عباس علیہ السلام نے سمجھا ہوا کہ خود نکاح کر دیا پس اس سے سراپا ظلم و تشدد
خلیفہ دوم ثابت ہوا بلکہ خروج او کا اسلام و ایمان ہو گیا کیونکہ یہ کہنا
حضرت عباس عم انترن الناس کا فقد بلغنی عنہ کلام صاف
دلائل کرتا ہے اس پر کہ خلیفہ کی طرف سے کوئی سخت و ہلکی دیکھنے نہایت
درجہ کی تخویف و تہدید عمل میں آئے حالانکہ عموم الناس کے لئے
بھی ایسی ہلکی جائز نہیں ہے جہاں تک بہ نسبت اہلبیت طاہرین ہو جیسا کہ
سابقاً کلام ملک العلماء دولت آبادی مذکور ہوا اور انہیں کے مقابل
اسادات کے باب ہم من ہے و نیز روئے ترش کروں آزار مست
زیر کہ چون عباس بن ابی اشرار آمد ایشان روئے ترش کردند مصطفیٰ
پھر غضب شد و گفت بنا شد ایمان کہے را کہ عم مرا از دنیا بجدید
بر کہ پیانہ خورد و در مجلس آمد کہ مردمان از ہوبے و سے آزرده شوند
آزار باشد بلکہ خود صحیح بخاری میں ہے اسلام وہ ہے جس سے لوگ
سلامتی پائیں اور اکثر احادیث میں تخویف و تہذیر عامہ مسلمان سے
ممانعت صریح وارد ہے پس جب اس وقوع عقد سے کفر و ظلم خلیفہ
دوم ثابت ہوا نہ اتحاد و اتفاق جس کے اثبات کے لئے وہ روایات

فقہان عباسی جہا
منہ قد بلغنی عنہ
کلام انترن
سبط ابن جوزی

صوت و ترش
مناقب اسادات
باب دوم

بنائی گئی تو اب کیا ضرور ہے کہ ایسے موضوعات سے خدا و رسول کے
ایذا دہی کی جائے اور کسی کام بھی نہ نکلے بلکہ بعض نفع نقصان
حاصل ہوا کٹھوپن خرابی یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے معاذ اللہ خنابت
کی تکذیب کی اور حضرت کے عذر و نکو لغو تصور کیا یہاں تک مجبور کیا
کہ ہمارے پاس مہیجہ و دیکھیں کم سن بہن یا بہنیں اور جب مہیجہ کی گنتیں
تو عمر نے کہا ہجی کہ ہر گز یہ کم سن بہنیں ہیں جیسا کہ تم بیان کرتے ہو کافرانہ
الغین حالانکہ تکذیب جناب میر علیہ السلام وہ خرابی سے کہ بدولت
اسکے صحیح مسلم کے ولایت بنصف افضل رتیر وقاضی عیاض ما ذری غلط
و باطل کر دی گئی کاسیجی انتا اولتہ مگر اعجاب مور سے یہ ہے کہ اہلسنت کے
بیان باپ کا قول محل پنی اولاد کے بارعین اور اس کے مصالح بہن
زیادہ معتبر ہے حتیٰ کہ معاویہ غادیہ کو الزام دلیعہ سی برید یلید سے
(جس سے وہ افعال سرزد ہوئے کہ مستحق لعنت ابدی قرار پایا اسی تقریر سے
بچاتے ہیں مگر ان اہلسنت کے امام خلیفہ دوم جناب میرہ کے بارعین
کلیہ کو بھی مسلم بہنیں رتنے دیتے جو اس جبر شدید کے مرتکب ہوئے
عجب سے نوین خرابی یہ ہے (اللہم اغفر لنا ذنوبنا وثبت اقدامنا
على الحق وانصرنا على القوم الظالمين ہم نہایت مجبوری سے اس دفعہ تو بیان کرتے
ہیں جس سے قلب جگر میں رشتہ ہی کہ جب جناب میرہ نے حسب الحکم خلیفہ حضرت ام کلثوم کو
ہجیا تو عمر نے باز و تہا بنا چا د کہینچی بوسہ لیا سینہ چٹا یا ساق پا کھولا اسیر حضرت
ام کلثوم کو بہت غصہ آیا اور کہا تو خلیفہ نہوتا تو میں تیرا نک توڑ دیتی اور کہیں پھوڑ دیتی

کے اس میں سے حاجت
مولوی جید علی
بین الزین طہر زین
ناظف معلول سکون
کہ بجا ابطال نہ ہجیم
فلاح شائع کر کے
لازمی بدو کیسینہ
غنا نسبت ظلم و کذب
جناب صیت بانہ خواہ
ارضیں معاضضات دنیا
و غلط خواہ از روش عویب
اور غلط از انشا عین
تکین ان طہرین
بقول حق و غایت حق
جبریت میں مومن
الاعتدال ضرورت
فان الضرورات
تبيح المحظورات

نہایت درجہ بیان سمجھا ہے اور سلی کیا کیفیت ہے یا کسی محل آدمی
 سے یہ افعال ہو سکتے ہیں کیون صاحبو نظر برامہم کسکری نزدیک جاسے
 مولوسی حیدر علی بھائی و صفیکہ مجاورہ و مکا برہ پر جیسے کمرہت حیت
 باندر ہے ستے بین ظاہر ہے روایت کشف ساق یعنی پنڈلی کو پتھر
 کچھ ایسے دست پاچہ ہوئے کہ باوصف تاویلات ہیشیا را خراسکے
 قباح و فسادات پر تنبیہ ہو کر اسکے قایل ہوئے کہ یہ عبارت الہیاتی
 یعنی نوگون نے بڑا دیا بلکہ معاذ اللہ شیعوں پر اسکا الزام لگایا کہ
 کشف را ضمیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت را بمنقص
 بدل کنند خیر اسکا بدلہ تو اؤ نکو خدا دیگا جو شیعوں پر ہمت کی حالانکہ
 خود بدولت اصحابہ سے اس روایت کے ناقل ہیں جسکی تعریف
 میں یہ الفاظ فرمائے بلکہ انجیر در آن مستطاب یعنی اصحاب فی معرفۃ اصحاب
 ابن حجر عسقلانی در بارہ مایہ النزاع مرقوم ست بلا اختلاف نسخ
 و بے کم و کاست بگوشل صخابا بد شیند جس سے معلوم ہوا کہ عبارت
 اصحاب حسین روایت کشف ساق مرقوم ہے بلا اختلاف نسخ و بے
 کم و کاست ہر پیر شیعوں پر یہی فقرہ کہ انہوں نے اس لفظ کو اضافہ کر دیا کوئی
 راست ہو کا بلکہ ادسی ورق کے پچھلے صفحہ میں مضمون کشف ساق
 و تقبیل یعنی بوسلین کو امتیاع سے بھی نقل کیا ہے مگر یہ بات اس
 بخوبی ظاہر ہوتی کہ کشف ساق کا مضمون ایسی خرابیوں سے ملو
 جسکی کو یہ اصلاح نہیں ہو سکتی نہ کوئی تاویل و میں حل سکتی ہے سو اس

ازالۃ الغیبن
 ص ۹۳

ص ۹۲۶
 ازالۃ الغیبن

الحاق شیوع کے قابل ہوں جیسا کہ دربارہ قصہ فدک قرطاس کہ بحسب افادہ شہادتاً
 و مولوی حیدر علی صاحب مطلق مذہب اہلسنت ہی ترکیب نکالی بہر کیف بقول سبط
 بن جوزی و مولوی حیدر علی یہ روایات غلط ٹھہری فرق یہ ہے کہ سبط ابن جوزی ان
 روایات کی قباحت پر متنبہ ہو کر اسکو خود غلط کر دیا اور اپنے ہی راویوں پر اسکی
 وضع و افتر کا بار رکھا اور مولوی صاحب نے بھی اس روایت کو غلط کیا مگر اس کے ساتھ
 شیعوں پر ہی ایک تہمت دہری خیرین ہلم بالالے علم و سوین خرابی یہ ہے کہ یہ کل
 افعال خلاف انسانیت خلیفہ صاحب سے سرزد ہوئی اور صحابہ رسول ٹیٹھے دیکھ گئے
 نہ اونہوں نے اسکی حرمت بیان کی نہ رسول کی حق تلفی کا خیال دلایا ایک عالم اہلسنت
 کا بیان ہے کہ خلیفہ ثانی نے مہاجرین اولین سے فرمائش کی کہ (عیاذ باللہ) جماع
 کرو اور اس کے بعد معذرت کرتا ہے کہ حرمت اس مسئلہ کی نہ خلیفہ دوم کو معلوم تھی
 نہ دیگر صحابہ کو جو اس فرمائش پر اعتراض کرتے (سیرۃ طیبہ) ان روایات کی تحریر سے
 جو خون کو جوش ہوتا ہے منتقم حقیقی کو جو لہر تڑپا رہا لیکن یہاں سے معلوم ہوا کہ ان اہلسنت کے
 نزدیک خلفا و صحابہ بہائم و حیوانات سے تھے نہ از قسم انسان کیونکہ بجز نامیر و گان
 کو ہی فرد بشر ایسا نہوگا جسے اسکی حرمت نہ معلوم ہو بہر حال منہی نہایت اختصار کے
 ساتھ قسم اول کی بعض خرابیوں کو اہلسنت کی روایات سے منتخب کر کے یہاں لکھا تفصیل
 ان کل امور کی صل کتاب ذوالفقار حیدر پر محمول ہے باقی رہیں مہاجرین ان قسم دوم کی
 یعنی وہ الزام جو بنا بر اصول اہلسنت جناب امیر اور اہلسنت طاہرین پر وارد ہوئی ہے
 پس پہلی خرابی یہ ہے کہ ہر گاہ خلیفہ دوم (عیاذ باللہ) بائیسہمہ فصیلت مظہر اہلسنت
 لایق تزویج و مناکحت تھی تو جناب امیر نے انکار کیوں فرمایا اس درجہ عنادات

۱۷
 فی الانسان ان سیدنا
 لما تزوج ام کلثوم زینت
 علی بن ابیطالب جہاں
 المہاجرین الاولین فقالوا لہ انہ
 (ازنہا جماع) فقالوا لہ انہ
 قال زوجتکم کلثوم بنت
 ہذا کا مہر لعل نہی ام کلثوم
 اسکا حیثیت لکم و انکرہا تو کہ
 لکم سیدنا عمر
 سیرۃ طیبہ ص ۱۷

خانیان قسم دوم متعلق بہ جناب امیر
 دہلیست طائرین بنائے اہلسنت

ابوبکر سے بری تھیں مگر خلاف عقل ہے چہ جائیکہ برعکس اذن
 نارضا مندی اونکی اون شکایات سے جو اپنے باپ سے نسبت
 عمر بیان کیں ظاہر ہوتی ہے بلکہ بروایات صاحب صواعق محرکہ کہ
 جناب میر نے حسین سے فرمایا عمر سے انکا عقد کرد حسین علیہ السلام
 نے عرض کیا اور نے از زنان است ارجحت خود میر کس کہ خواہا اختیار
 کند نگاہ علی غضب و مود از پیش حسین علیہ السلام
 برخاست حسن علیہ السلام چون غضب پدید ملا حظه نمود و منش
 بکرفت و جغتائے پیر مارا طاقست بجران تو نیست انچہ فرمائی بر آن
 عمل نمایم امکاہ عقد تزویج ہو قوع آمد معلوم ہوا کہ جناب میر نے حضرت
 ام کلثوم سے اسد رجبہ اختیارات مقررہ عقل و شرع کو سلب کر کے اجازت
 لینا کیسا اونکے بہائی جناب امام حسینؑ کے جو اپنی خواہر کو اختیار
 کو ظاہر کئے اس پر جناب میرؑ ایسا غضبناک ہوئے کہ اون فرزند ان
 رسول کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا واہ ام کلثوم بنت ابوبکر تو باو
 چار سالگی کے اس عقد عمر پر قبر رسول سے فریاد کر نیکی عایشہ کو ہمکنی
 اور حضرت ام کلثوم ایسی مجبور ہو جائیں کہ نہ اونے اذن لیا جاوے
 نہ اجازت طلب ہو نہ شکایت کی سماعت ہو نہ اونکی فریاد و زاری کا
 خیال ہو کہ نواسہ جناب رسول خدا تین اور یوں جبراً عقد کر دیا جاوے
 سبحان اللہ کہان تو خود جناب امیرؑ کو اسد رجبہ استکراہ تھا کہ پہلے
 انکار کلی کیا پھر چند غدر کیے بعد اسکے اپنے بزرگوں سے مشورہ

ترجمہ صواعق محرکہ
 ص ۱۵۹

کیا بعد اسکے فردون سے صلاح لی کہ بالاتفاق نہوٹ بخوار خان
 ظاہر کی اب کہاں سے ایسی رضا مندی ہو گئی کہ سب کے برخلاف
 بلا اذن بلکہ خلاف مرضی اوس سیدہ پاک کے عقد کر دینے پر طیار
 ہو گئے وہ بھی اس جبر شدید کے ساتھ جو سراسر خلاف عقل و شرع ہو
 ایسی افتراؤں کا کیا جواب ہے ہاں ان اہلسنت نے اس فضیلت رسول
 کی نسبت کہہ ایسی بے اختیاری ظاہر کی ہے کہ عقد ثانی و ثالث
 میں بھی (جو مثل اس غلط قصہ کے محض دروغ ہے) انکو وہی مجبور
 رہی کہ جناب میر نے اس دفعہ بھی مجبور کیا اور اسی جبر شدید سے
 کام لیا جو بہ نسبت جبر اولے زیاد تر خلاف عقل و شرع ہے چنانچہ
 از الہ العزیزین میں ہے بعد از وفات فاروق امام حسن و امام حسین
 بنو ام کلثوم آمدند و گفتند کہ اگر اختیار خود را بدست حضرت امیر خوی
 بہ یکے از فرزندان جعفر طیار تر از تو میچ خواہند نمود و اگر تو مال و دولت
 و آسودگی دنیا میخواہی آنہم موجود است بعد ازین امیر المؤمنین داخل شد
 و خدا را حمد و ثنا گفت و فرمود اے دختر اختیار تو بدست دست من است
 آن می بینم کہ مرا از طرف خود مختار کنی جواب داد کہ من مثل دیگر زنان
 رغبت با سوغی دنیا دارم فرمود کہ این از جهت حسنین است کہ تو چنین ارادہ
 داری باز بغیض تمام برخاست و فرمود قسم بکبریاے الہی کہ ہرگز با یکے
 از ہذا کلام نخواہم کرد مگر آنکہ تو اختیار من دہی پس حسنین دامن ام کلثوم
 گرفتند و الحاح نمودند پس ام کلثوم با اختیار رضوی راضی شد و حضرت

فرمود من ترا بعون من ذرند جعفر تزویج کردم راوی کوید که عون و وتر
 در گذشت پس بار دیگر حضرت امیر آمد و درخواست که اختیار بدست
 مبارکش سپارد بارے ام کلثوم بے قیل و قال حضرت را اختیار کرد
 پس بنکاح محمد برادر عون اورا تفویض کردند چون بعد مدت او دعا
 اجل را بلیک گفت اورا برادرش عبداللہ نکاح کردند ام کلثوم
 در خانہ او وفات یافت و عبداللہ بن عمر بر او نماز گذارد و چار تنگیبیر
 و فرزندے ازوے خیزید و رقیہ فرزند ان فاروق بوجود دنیا مند
 انتہی قول منصف فراج لوگ برے خدا ذرا غور کریں کہ یہ اہلسنت
 جناب امیرؑ پر کیا کیا اتہام لکاتے ہیں منقاد اللہ ذریہ رسول بلکہ خود
 اپنی اولاد سے جناب امیرؑ کو کیا کدڑی پڑی تھی کہ ایک دفعہ باین جبر شدید
 اپنے پارہ جگر کو شیخ سورفانی خلیفہ ثانی سے بیابا جس سے رعایا
 اور برآیا کی لرٹیاں بھی عقد کرنا منظور نہیں کرتی تھیں وہ بھی بلا اذن ملکہ
 باوصف انکار کیا حضرت کو اپنی بیٹی کی اوتنی بھی محبت نہ تھی جتنی عائشہ
 کو اپنی سوتیلی بہن ام کلثوم سے محبت تھی کیا کوئی صحابی رسول جناب امیرؑ
 و اہلبیت طاہرین کا او تنابھی طرفدار نہوا جتنا عمر و عاص نے عائشہ
 اور ابو بکر کی طرفداری کی پہلا کوئی عاقل سکوبا و رکہ سکتا ہے کہ صرف
 اس غرض سے کہ خلیفہ دوم ایسے عالی نسب نہ شرافت قرابت رسول صل
 جناب امیرؑ خود ایسا جبر بہن اور تمامی کنبہ قبیلہ ہجر کریں بضعتہ الرسول
 کو مجبور کریں کہ خواہی نخواہی اس مصیبت کو گوارا کریں اللہ واللہ ہرگز کو

ہو شہداء کو قبول نہ کرے گا غیر کہ یہاں کوئے بات بنائے
بھی جائے تو باز دوم کیوں ایسا جبر دیا گیا کہ باوصف انکار اوس
سیدہ پاک کو فقر و فاقہ کی مصیبت میں مبتلا کیا وہ بھی اس مرتبہ
کے ساتھ اگر کوئی کچھ کہ جناب امیر علیہ السلام نے بلحاظ دایاں
اور خیال کفایت یہ جبر کیا کیونکہ روایت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت ام کلثوم غیب کرنبہ میں عقد کرنا اپنا چاہتی تھیں اسوجہ سے
حضرت نے یہ جبر کیا تو کیا کیس کو اتنی بھی عقل نہ تھی جو کہتا کہ یا حضرت
جب اپنے بار اول اسکو جائز کیا اور گوارا فرمایا تو اب کیا مضائقہ
ہے جو آپ یہ کچھ بھی ہیں اور ہر دفعہ اپنی بیٹی کو تازہ مصیبت میں
گرفتار فرماتے ہیں بیٹی کو کون میں جھوٹا کہتا ہے کہ میں اسوس
حضرات اہلسنت ذرا غور نہیں فرماتے اپنے موضوعات کے
بیان میں ذرا نہیں شرماتے چوتھے خرابی یہ ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام ^{علیہ السلام} غالباً کل غالب مصداق لافتنی الاعلیٰ
الاذوائف تار باوصف حمایت مستام بنی ہاشم جو مبالغہ تھے اس
عقد سے کیونکہ ایسے مجبور ہوئے کہ باوصف عدم رضا سے
کنبہ و قبیلہ بلکہ اگر خود مختوبہ عقد کرنے پر تیار ہو گئے کیا انکو ہمیشہ
کے برابر بھی اقتدار نہ تھا جو ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد عمر کو
روکا کیا جناب امیر علیہ السلام ام ابان کے برابر بھی قوت
نہ تھے جنہ عقد عمر سے صاف انکار کیا انکے نہمت کی

۱۰ امام از سید مجتهدین
۱۱ امام از مجتهدین
۱۲ اسرار الثالوث
۱۳ سلمی بن مطالب
۱۴ ازادہ انصاف
۱۵ حبیبک
۱۶ ازادہ انصاف
۱۷ مادی مساوی
۱۸ بجلالہ
۱۹ ذوالفقار
۲۰ الاسرار
۲۱ صوفیہ
۲۲ مثنوی
۲۳ مثنوی
۲۴ مثنوی
۲۵ مثنوی
۲۶ مثنوی
۲۷ مثنوی
۲۸ مثنوی
۲۹ مثنوی
۳۰ مثنوی

خليفة سے کچھ ہنسکا یا پانچویں خزانہ تھی کہ علاوہ ان امور کے
 جو خلیفہ دوم کی عالی سببی پر دال ہیں (کہ اصل کتاب ذوالفقار حمید
 میں بخوبی مرقوم ہے) صرف اوصاف بد خلقی و بد خوئی مسلمہ مانع عقد
 تھے ہر جناب میر نے عقد کرنا کیونکر قبول کیا حالانکہ ام کلثوم بنت
 ابوبکر و ام ابان نے صرف اسی عیب کی بدولت نکاح عمر سے
 انکار کیا تھا اور حدیث بنوی سے بھی مخالفت نہایت ایسے شخص سے
 معلوم ہوتی ہے جو کما اقل مرتبہ کراہت ہو گا جیسا کہ شرح مشکوٰۃ میں
 کہ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسالت مآب سے کہا ابو جہم اور معاویہ
 نے خطبہ کیا ہے کس سے عقد کریں حضرت نے ابو جہم کے عقد سے
 بوجہ بد خوئی منع فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بد خوئی مانع عقد ہے
 اگرچہ بر سبیل کراہت ہو تو جناب میر نے کیونکر ایسے بد خو سے
 خلاف حکم بنوی (عقد کرنا پسند کیا) جس کے گھر میں آنی تک پر مہی واد
 نہ تھی و راز و راج سببی نے اوکھا نام ہی افطہ اعلاظ رکھ لیا تھا اور صحابہ
 رسول بھی ہمیشہ انکی بد مزاجی و شدت و خشونت پر معرض رعب
 تھے کہ صحابہ نے خلیفہ اول پر مرتے وقت انکے خلیفہ مقرر کرنے کی
 بدولت سخت اعتراض کیا اور خدا سے ڈرایا کہ تم خدا کو کیا جواب دو
 جو آئیے بد مزاج کو خلیفہ مقرر کرتے ہو چھٹی خزانہ میں یہ ہے کہ صحیح
 بخاری میں جناب رسالت مآب نے فرمایا ادا و ہشام بن ویر
 مجھ سے مستعدی ہیں کہ اگر آپ اول وین تو اپنی لڑکی کا عقد بنا دینا اگرچہ

صفحہ ۹۵
 شرح مشکوٰۃ
 ج ۳ منہی

صفحہ مقصد ۲
 فاسل لے ابی بکر ان استاد
 یانیا ملک کو رہا بیخبر
 از انہ اتفاق بخاری

صحیح بخاری
 صفحہ ۹۵ ورق قلمی
 صد و اثنی عشر
 صد ۵
 صحیح بخاری ج ۴
 صفحہ ۹۵

پس ہرگز بین اذن ند و نکاح (یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا) کہ یہ کہ علی بن ابیطالب
 میری بیٹی کو طلاق دین قبل دس لڑکی سے عقد کرین کیونکہ وہ
 جناب سیدہ پارہ جگر میری ہے جو احرا و سکی خوشی و ایذا کا باعث
 ہوتا ہے وہ احرا میری خوشی و ایذا کا باعث ہے انتہی پس تعجب ہے
 کہ جناب سالت آپ صلعم نے صرف اس خیال سے کہ میرے پارہ جگر کو سوت
 کے ساتھ ایذا ہوگی باوصف جو از نقد و نکاح ایسے امر ابغض مباح
 یعنی طلاق کو جس سے زیادہ کوئی چیز خدا کے نزدیک مبغوض نہیں گوارا
 فرمایا مگر یہ نہ گوارا کیا کہ جناب سیدہ کو سوت کا سامنا ہو تو جناب میرے
 باوصف اوستی تاسی رسول کے جسکے سامنے جان دینا گوارا کیا مگر
 ترک تاسی نہ قبول کیا اسباب میں کیون تاسی کو ترک کیا اور عیاذ باللہ
 اپنے پارہ جگر کو جو ذرایع رسول سے تھے اوسی سوت کے عذاب میں
 دیدہ و دانستہ مبتلا کیا جس کو سوت عذاب کہنا بجا ہے وہ بے
 کون سی سوت ام کلثوم زوجہ سابقہ حضرت خلیفہ دوم جو ہمیشہ
 خلیفہ سے تکرار کرتے تھے کہ اس بھنہ رسول ذریعہ بتول سے
 عیاذ باللہ حسب روایات اہلسنت جناب میٹر کو کیا ایسی عداوت تھی
 کہ برخلاف سیرت رسول بلکہ خلاف وصیت رسول و سچے پارہ جگر
 کو آن جبر شہیدانواع و اقسام کے مصائب شاید میں گرفتار کیا
 کہ ایک طرف خلیفہ کی تند مزاجی و بدخونی دوسرے طرف سوت کا عذاب
 تیسرے طرف اوس سوت کی بد مزاجی جو تھیں طرف خلیفہ صاحب کی بیٹی

۲
 زائر الخفا ص ۱۹۲

بی بی حفصہ کی بد مزاجی نسبتاً فات من جناب میرا دیدہ و دامن پہ
 پارہ جگر کو مبتلا کرین اور باپ بھائی چچا دادا کیسے و رحم نہ آئے بلکہ
 اگر بہانے کو کچھ ترسے تو بھی تو جناب میرا و سپر آزرہ ہون لاوانہ
 لاوانہ کو سی عاقل دیندار صاحب ولاد اسکو قبول نہ کرے گا کہ جناب میرا
 بخوشی خاطر اپنی بی بی کو ایسے عذاب شدید میں مبتلا کرینگے اور عیاد ابا
 ایدائے خدا و رسول کا بھی خیال نہ ہوگا ساتویں خرابی یہ ہے
 کہ جناب میرا اور سایہ بنی ہاشم نے کیونکر گوارا کیا کہ اپنی بی بی کو نامحرم کے
 پاس بلا عقد و بلا نکاح بھیج دیا جس سے میرے ادبیان واقع ہوئیں کہ
 چار و پنج سالہ فرد سال غیر میں نے بھی ایسی گستاخی دے ادبی کی تمیز
 اور کم دیا کہ اگر تو امیر المؤمنین ہوتا تو وہ طمانحہ تجھ پر تانے لگا توٹ جاتی
 آنکھ پھوٹ جاتی اور اوسے غصہ میں دھکے چلاتی تھی اور باپ سے شکایت کی
 کہ تم نے تمکو ایک بڑے خدیت کے پاس بھیج دیا مگر اسپر بھی باپ بھائی
 چچا دادا کو جو بنی ہاشم تھے چین برہین ہی نہوا حالانکہ خاندان رسالت
 میں جب عقد غیرت و حمیت تھی روئے زمین پر کیسے کبھی نصیب ہی نہ ہوئی
 چنانچہ خود جناب رسالت مآب نے اس غیرت پر فرمایا اور جناب مامون
 علیہ السلام کا یہ شعر اکثر پڑھنا مشہور ہے شعر المثلث اولی من کو العار
 و العار اولی من دخول النار یعنی عار و ننگ گوارا کرنے سے موت بہتر
 اور جہنم میں جانے سے ننگ و عار قبول کرنا اول ہے مگر کہ خود خلیل
 رشید نے ایضاً لطافۃ المقال میں اقرار کیا ہے کہ بنی ہاشم میں جب غیرت

صفحہ ۹۱
 شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱

صفحہ ۱۳
 ورق علی

وحیت تھی دوسرے میں نہ تھی چنانچہ لکھتے ہیں ہمین و بعض وحیت
 وغیرت فراوان کا قال ائنا انواقض فیہا شمیاء تجل اشدا لیل فی الغیرۃ یعنی نبی ہا
 میں سبسی زیادہ وحیت وغیرت پائی جاتی ہے پس کسی کو غیرت نہو تعجب
 خیر ہوا زینجا سبت سبط ابن خوری نے اودن روایات کو جنہیں بھیہ مضامین
 و اہمہ درج میں غلط و بے بنیاد قرار دیا اور مولوی حیدر علی نے بھی
 اوسکے الحاق کا دعویٰ کیا جیسا کہ سابقہ مذکور ہوا علیٰ ہذا القیاس
 سوا انکے اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں جنکو ہم نے اصل کتاب میں ہر
 روایت کی ذیل میں لکھا ہے بھر کیف بنا بر اصول ہلست یہ کل
 خرابیاں عاید ہوتی ہیں جنکا دفعیہ کی طرح ممکن نہیں ہے از انجا کہ
 جناب میرزا اور اہلبیت طاہرین کی محبت و ولاد حفظ و عصمت کا
 دعویٰ ہلست کو بھی ہے گوربانی ہی سہی تو وہ ان الزامات کے
 بھی لازم ہیں جو بنا بر اونکی روایات کے جناب میرزا اور اہلبیت طاہرین
 پر عاید ہوتی ہیں نہ صرف شیعہ بلکہ شیعہ کی طرح ان الزامات کے لازم
 ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ لوگ سرے سے اصل وقوع نکاح ہی کے
 منکر ہیں یہ جانتیکہ یہ امور قبیحہ اونکی روایات سے ثابت ہوں کہ مثل شریک
 باری محال و مرتفع ہے پس جبنا بر اصول ہلست اسقہ رشا عت
 صحابہ و خلیفہ دوم و اہلبیت طاہرین پر عاید ہوتے ہیں علاوہ ان ذیبات
 و لزوم محالات کے جو مابعد مذکور ہو گئے انشاء اللہ تو ضرور سی ہوا کہ ہلست
 صرف انہیں شتاعتوں کی بدولت اصل روایات کو باطل اور بے مینا

استقامت و تہجد و غیرہ امور
 استقامت و تہجد و غیرہ امور

قرار دیکر تذبذب واقعہ کرین گوید روایتیں ایسی صحیح ہوں کہ اونکی صحت قرآن
کے برابر یا زیادہ اوس سے باجماع اہلسنت مانی گئی ہوں مثل روایات
صحیح بخاری و صحیح مسلم کے کیونکہ ایسی حالتوں میں عموماً اہلسنت کا بھی حکم
اور اسی پر عمل درآمد بظہر الذہن تسکین قلوب مخالفین دوچار احکام اور برتاؤ
اونکے بیان بھی مذکور ہوتے ہیں ناظرین باتمکین اندک تطویل سے ملول
نہوں کہ اصل تحقیقات سے بھی انکو ارجحہ تعلق ہے گو یہ بحث نہایت ^{طلب} بسط
ہے کہ احصا اونکا چند مجلد میں بھی ممکن نہیں لکن نہایت اختصار کے
ساتھ صرف تین طبقوں کے انکارات اور حکمت عملیاں انکی مذکور ہوتی ہیں
حکم اول جلد اول و دوم ذوالفقار حیدر میں مفصل لکھا آیا ہوں کہ امام
فخرالدین رازی نے بیان کیا کہ ابن مسعود سورہ قل عوذ برب الفلق اور
قل عوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ امر اکثر روایات
اہلسنت میں منقول ہے درجہ تواتر کے قریب قریب الخ امام صاحب کتاب
کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانے میں متواتر نہویا ان
صحابیوں کو کافر قرار دین کیونکہ منکر صرف واحد قرآن کا فرض ہے چونکہ دونوں
صوتوں میں بدیہی فساد لازم آتا ہے لہذا ضرور ہوگا کہ اصل اول روایت کو
غلط و باطل قرار دین جبین ایسی نسبت ابن مسعود کی طرف سے (انتہی ظاہر)
رازی ہی نقل سیوطی ہیں اس حکم سے معلوم ہوا کہ ایسی خرابی کی حالت میں
اصل روایت کو بلا جرح و فتیح روات باطل کرنا ضرور ہے حکم ختم
فاضل رشید اپنی کتاب شوکتِ محمد ص ۱۱۱ در بارہ اوس حدیث صحیح مسلم

ص ۱۰۶
ذوالفقار حیدر
جلد اول

جاسمین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام
 کو کاذب غادر خائن اثم کمناء اور جناب امیر علیہ السلام و عباس کی شیخین
 کو کاذب غادر خائن اثم جاننا مذکور ہے فرماتے ہیں چون ظاہر حدیث
 صحیح مسلم مستلزم شناخت قطعہ بطرف چہار یا عظیم المقدار اعم شیخین
 حضرت امیر علیہ السلام و حضرت عباس رضی اللہ عنہم است آن نزوات
 مخالف ما استقر فی شریعۃ الاسلام است و خبریکہ باین صفت باشد
 باتفاق شیعہ و سنی یا محکوم علیہ بطلان است بہمت و ہم راو
 یا ماول است چون حکم بطلان یا تاویل آن واجب گشت لہذا بعض
 علماء اہلسنت نسبت و ہم بطرف رواۃ آن نمودہ رواست
 کردہ اند چنانچہ امام نووی در شرح صحیح مسلم در شرح حدیث
 نقل عن نقاضی عیاض عن المازری میفرماید جب تکامل حاصل ہوا ہے
 کہ چونکہ تاویل کی راہیں اس حدیث میں مسدود ہیں ہم نے
 کذب کی نسبت طرف رواۃ کے کی اور ایسویہ سے بعض لوگوں نے
 ان الفاظ کاذب غادر خائن اثم کو اپنے نسخہ صحیح مسلم سے
 ازراہ کمال احتیاط نکال ڈالا انتہی قول بھائیہ انحضرت اہلسنت
 کے علماء کے امانت و دیانت کی خوب داد دینا چاہیے کہ
 جب خود صحیح مسلم میں یہ یہ ترکیبیں کی گئیں جسکے ہزاروں نسخہ
 مشہور ہو چکے ہیں تو وہی پر حال دیگر کتب اور یہیں سے اولیٰ امانت
 کو بھی اہلسنت کے سمجھ لینا چاہیے جو شیعوں پر ذراہ ترقیف لگائی ہو

چاروں ہوں فی خالص
 جاسمین ایک تو ایک بظلمت
 ہے کاذب غادر خائن
 خائن ہونا غادر ہونا
 قابل رشک ہونا
 مستلزم شناخت قطعہ
 لیکن شیخین کاذب غادر
 اثم ہونیکا خلاف
 کوئی گناہ نہیں
 ۵۴
 مناقب سفیر فی الشیعہ
 بہت و شہادتین
 برگزین و زمین شہادتین
 اور اسادہ کو روئے ان
 اور فاضل شیعہ کے کلام کا
 جواب جلد اول فرستہ
 روشک عشرتین ملاحظہ
 طلبہ ص ۱۲
 ۵۵ و اذا انشدت
 و اذا انشدت
 و اذا انشدت

ان ازال نہیں ہے لفظین
 شل ہوا و علیہا
 ہے رواۃ انہی

کسینی بایض سے تعبیر کیا اور آل بنی بایض پڑھا کسینے آل بایض پڑھا
 آخر میں ابن حجر نے تصریح کی کہ اصل عبارت ال بایض ہے اس طرح
 صحیح بخاری میں ہے بذیل تفسیر یہ نساء کہ حدیث لکھو قالوا حدیثکوا فاشع
 عن ابن عمر فانوا حدیثکوا فاشع قال یا تہا فی اسکے بعد والی لفظ کو کہ الدبر بنی کا لفظ
 کذا کذا لکھا کسینے وہاں سفیدی کا غصہ پڑوسی کسینے لفظ فرج لکھا
 بالاخر ابن عسقلان نے تصریح کی کہ کذا کذا والی روایت کی یہ عبارت ہے
 نزلت فی التیان النساء فی ادبارہن اور اسکے بعد والی روایت میں یا تہا
 فی الدبر لکھا یعنی کہا ابن حجر نے کہ اصل روایت یہ ہے کہ کہا عبد اللہ بن
 عمر نے یہ آیا ابن ربیع نازل ہوا کہ عورتوں کے ساتھ وطے فی الدبر جائز ہے
 چنانچہ تفصیل سلی کلام ابن حجر عسقلانی سے ضربت حمید یہ جلد اول
 میں بخوبی مرقوم ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اہلسنت کی اس تحریف نے
 جو صحیح بخاری میں دربارہ وطی فی الدبر کی گنتی کو ہی فائدہ نہ بخشا اور
 نہات اونکی اس عیب سے نہ ہوئی کیونکہ انکے علمائے صاف صاف
 لکھ دیا کہ یہ امر تمام اہل مدینہ کا فتویٰ ہے چنانچہ ابوالخفافین ہے جو شخص اہل مدینہ
 کے حکم کے مطابق استماع غنا اور اتیان فی الدبر کا عامل ہو لے کہ یہ
 یہ دو مثالیں تو متعلق بقول نووی تین حصے یہ بیان کیا کہ بعضوں نے
 نسخہ صحیح مسلم سے الفاظ کا ذبا غادر انا انا کو نکال دیا اب اس سے
 بھی زیادہ تعجب خیر لطیفہ سنئے کہ جن صاحب فریقین ابتدا سے متفق ہیں یعنی
 قصہ مذک کہ خلیفہ اول سے جناب سیدہ ۲ نے طلب کیا اور غلطی نے

ضربت حمید یہ جلد اول
 (۱۵۳)

انا انا انا انا انا
 (۱۵۳)

بذریعہ حدیث موضوع لا نورث محروم کیا اور جناب سیّدۃ العسم
 غضبناک رہیں اور جناب میر حسن نے تاحیات جنابیدہ کہ چہرہ ہمیشہ بہت
 ابو بکر نہ کی اسکی بھی وہی گت بنائی گئی کہ موضوع قرار پاتی چنانچہ
 مولوی حیدر علی بابا صنفیکہ منتہی الکلام میں مقرر ہیں کہ بلی نظام ہر روایت
 صحیحین در قصہ فدک بروایت ام المؤمنین صدیقہ متیوان دریافت کہ در
 بیعت صدیق تازندگی فاطمہ زہرا کث نمود مگر بعد اسکے در پے
 تصنیف روایت ہوئے کہ بدانت اپنا اسکے راوی کو ابو سعید قرار دیا
 اور بوجہ عدم سناد زہری او کو ضعیف و غیر مقبول بنایا اور یہی متقی
 وغیرہ کی روایت کو موصول شدار دیا حالانکہ اس تصنیف روایت صحیحین
 میں مکتب کذب صریح و اقترائے فضح ہوئے کیونکہ یہ روایت تین
 مقام پر صحیح بخاری میں اور ایک جگہ صحیح مسلم میں موجود ہے یہو متقی ابو سعید
 کو سی واسطہ نہیں بلکہ ابن شہاب یعنی زہری عروہ سے اور عروہ بن ثمالی
 عایشہ سے ناقل ہیں پھر دعویٰ عدم اتصال کیونکہ درست ہو سکتا ہے
 خیر ہائیک تو غنیمت تھا کہ ضعیف ہی کہا مگر از الہ العینین میں صاف صاف
 موضوع بنا دیا چنانچہ کہتے ہیں از کتب محدثین چنان بوضوح فرمایا
 کہ بعد ارتقید و تحقیق در صحت بعضی از روایات صحیح بخاری کلام است
 و همچنین در بعضی از روایات صحیح مسلم و قبل زین گذشتہ کہ ان روایات
 کہ اہل حدیث در صحت آن قیل و قال دارند ہر چند قیل قلیل است مگر وہ
 صحیح ثانی زیادہ تر از ان است و برین قدر اکتفا متیوان کرد زیرا کہ

ص ۵۷۲
منتہی الکلام

ص ۵۷۳
منتہی الکلام

ص ۵۸۲
از الہ العینین
مطبوعہ دہلی

افاده ابن اثیر رحمه الله علیه در صدر جامع الاصول جائز که فرع ثالث در
 طبقات مجروحین قرار داده است دلالت بر آن دارد که بعضی از مضامین
 خود اقرار کرده اند که حدیث فک را ساخته بر مشایخ بعد از خود اندیم
 قبول کردند مگر این بی شبهه علوی که او بعیت جبل دافتر است بر
 و هرگز قبول نکرد و از کتب کلامیه و احادیث اهل حق دامامیه بعد از متقی بیسره
 میتوان دانست که اهل تشیع در مطاعن خلفای راشدین خصوصاً
 احادیثیکه تعلق بقصد فک دارد چه اقرار یا که در لباس ستین و اعتزال مجرمانه
 و قبل ازین گذشت که تمیز و اخراج ایشان از زمره اهلست خیل مشکل افتاد
 مگر بعضی از اهل کشف و عرفان را این امر عظیم که مشکل ترین جمله مشکلیها
 توان گفت بعنایت ایزدی آسان گشت تا بعد چند ورق کوفت و بین
 اهل انصاف اندک انصاف نمایند که غضب آن محفوظه و هجران دامامیه
 از ابو بکر صدیق امت محمدی که از وجوه اصحاب سالت مآب بود چنانچه
 والد مخاطب مجله امامت عماد الاسلام از اکابر خویش نقل میکند و در
 در اسلام ندانست و انواع فضایل از دوسه صد دریافت چنانچه
 از تفسیر مجمع البیان و منبع الصادقین و خلاصه المنهج معلوم توان کرد
 با وجود حقیقت خلافتش میتواند شریبا وصف اینکه نماز جازه فی نفسه سلطان
 و خلیفه بود چنانچه علمای شیعه اعتراف بورور دیات در این خصوص
 دارند که این من الکتاب المسمی بحلیه الامامه الحاکمه علیهم السلام و ایدان ابو بکر
 بر آن نماز جازه وقت شب دفن نمودن آنجناب با وجود علم

در این کتاب
 از اهل تشیع

بحقیقت صدیق انرشل نفس رسول مقبول ممکن است لاواللہ ثم لاواللہ
 پس معلوم شد کہ ہر چہ این روایت در صحیح بخاری باشد مگر چون مخالف
 روایات و درایات است اعتماد سے بر آن نمیتوان کرد آیا عاقل و دیندار چو نہ
 تواند کرد کہ جناب امیر صدق علی مع الحق والحق مع علی تاعصر
 شش ماہ بیعت امام بحق نہ نماید خود را معاذ اللہ دخل من لم یفہد امام زمانہ متیمتہ
 جاہلیہ علیہ اسفقتہ انشا اللہ سازد و بعد عرصہ شش ماہ وقت استکار و جود ناس
 التماس بیعت از امام بحق فراید یہاں یہاں رہد تعصب و عناد و بیعت
 اہل تشیع را محیط گشتہ کہ درین مقامات بلکہ دیگر امور متخاصم فیہ نیز دست
 از انصاف برداشتہ و بنیاد اعتراضات را بر معانی انقیس روایات
 گذاشتہ اند کہ خلاف روایت و روایت است انتہی قول عمار اخیال
 جنگ و سرکار زار نیست کیونکہ تمامی کتب احادیث اہلسنت چہ صحاح
 ستہ و دیگر صحاح و چہ سنن مساند و چہ سیر و تواریخ و چہ کتب فقہ و اصول فقہ
 و علم کلام میں یہ قصہ موجود ہے اہلسنت کو دلونہ چواس قضیہ سرگزشتہ
 وہی خوب جانتے ہیں حتی کہ مولوی عبدالعلی بحر العلوم اہلسنت نے
 از راہ کمال اصابت و پاک بد بالانشام اسی روایت کی بدولت جناب
 کو خاطر متہرار دیا و در اجماع اہلبیت طاہرین کو در جہ حجت سراسر کیا
 کتب کلامیہ امامیہ میں بھی خوب سے بحث ہو چکی مینے ہی ذوالفقار صد
 جلد چارم میں بخوبی انکی تقضیح کی مگر یہاں پر مقابلہ مولوی یحییٰ میں بھی بطور
 واقعی کتاہوں نہ بطور مجادلہ کہ اہل انصاف و انصاف فرمائیں کہ

کہ کوئی عاقل کو قہراً کر سکتا ہے کہ جناب امیر اپنی پارہ جگر حضرت ام کلثوم بنت سیدہ فاطمہ
 کا عقد عمر بن خطاب سے گوارا کر نیگے جو از دل اس و ازل بطون سے تھے جیسا کہ جناب
 معارف مثالب شاہ عبدالحق وغیرہ کی کتابوں سے ہویدا ہے اور انواع کفر و نفاق
 اس سے سرزد ہو جیسا کہ صحاح و تفسیر سے پیدا ہوتے تھے کہ خود اپنی نفاق کا جملہ قرار کیا اور
 اپنی کفر کا اظہار کیا جناب سالت مآب نے بوقت وفات اپنی دولت سے نکال دیا اور جناب سیدہ
 تاحیات رنجیدہ رہیں کہ ترک سلام کلام کیا اور ان کے جنازہ پر حاضر ہو نیکی اجازت ملی اور
 جناب امیر عجب مضطرب و محنت البوکر ہوئے فو ابوبکر کو تنہا بلایا اور کھڑکی کے مراد انہوں نے
 پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے شخص سے جناب امیر اپنی دختر نیک خدرا م کلثوم کا عقد کر لیں یا تو
 نسبت و نیکی حسب حدیث رسول مقبول محمد بن جعفر سے مقرر ہو اور احادیث نبویین
 تصریح ہو کہ بنی ہاشم کا فو و ہشتم بنی ہاشم نہیں ہو سکتا غیرہ وغیرہ جو سابقہ کا ذکر ہو
 لا اللہ لا اللہ ممکن نہیں کہ ایسے شخص سے یا وصف عدم رضای تمام خاندان بنی ہاشم
 بطیب خاطر ایسی نسبت واقع ہو جس معلوم ہو کہ قصور محض غلط بیان نہ تھا است کہ صحیح بجا
 و دیگر صحاح ستہ میں بھی قصہ نہیں ہے اور کوئی روایت صحیح قطعی سے یہ قرابت نہیں ہو سکتا
 حالانکہ اگر صحیح بخاری میں بھی تو با وصف مخالفت قطعیات عقلیہ و درایات جلیبہ اعتماد
 نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ زمین بنی آیا کوئی عاقل جو بزرگ کر سکتا ہے کہ جس شخص بدخلق و بدکار
 خود او کو رعایا کی الکیاں منتظر و کارہ ہوں خلاف راہ تمامی خاندان جناب امیر کمال
 اپنی بیٹی کی شادی کر دیں لا اللہ لا اللہ بہیات بہیات رہے اہل بیت و عتبات
 بصیرت اہلست کہ ایسا ضایع و برباد کیا کہ کس طرح کسی مرتحق کو قبول نہیں کرتے قطعیات
 یقینات پر قوی ہوتا ہے کہ کیونکر جناب سیدہ فاطمہ کو بیکر یا وصف غضب فک و خنق غصہ ناک

هوسین اور جناب امیر کبیر با وصف حرمان حق خلافت کیوں کر چہ مہینہ تک بیعت کی اور اسے
 امر صریح البطلان پر مطلقاً تعجب نہیں ہوتا جسکے نیاؤں و ایات و اہمیت و موضوع و اثر و اثر
 جو عقلاً و نظراً و روایتاً و درایتاً صحیح نہیں بلکہ سراسر غلط و تہمت و افتراء و جعل و بہتان کی جتنا غریب
 مابعد اسکو معلوم ہو گا اب نہ کہ اہل سنت نے فقط انہیں ایات مذکورہ کا کار پر کاغذ نہیں کیا بلکہ
 قصہ قرطاس باہین جو سات مقام پر صحیح بخاریین و ترمذیین و دیگر صحیح مسلمین و خود ہر مولوی
 حیدر از الدین مین و مازہین پر لکھ کر فقیر ابدال تتبع کتب ماہرین فرقہ و تصفیہ مضمرات و مکتوبات
 ایشان کہ در تالیفات خویش مقتضای حدیث و تفسیر و احادیث و احادیث کا لاد و قد ظہر فی قلقات
 گاہ گاہ از ان خبر میدہند چنان معنی شد کہ انہی بیعت مثل حدیث و کتب جمیع اصحاب الانبیاء
 لا یبالیہ رخصایض نہیں بودہ و اکابرین مسلک باہین اسرار و دقائق انکی داشتند ان قصہ
 خلق نفیس کما ان بروند و بکتمان نشہد کہ وصایا مخفی و دزد من بعد اہل کمیت بداند مصلحت ان
 دیدند کہ در لباس تشنہ بین وایت را کہ منہا سارے از رویشان بقول معلوم ہر ہر حیات القلوب
 بہت در مدد رہا پیش متعقدین خویش از مرہ الہی حق روایت نمودند انکہ رفتہ رفتہ در کتب
 محدثین تقریر بہین صحت مندرج شد و پر ظاہر ہست کہ اگر انہی بیعت در صدر اول طبقہ
 تابعین بت مشہور ہو تو ان اختلاف و انہدین تالیفات انہما کیارہ از ان بگوشت شام
 صورت نمیداشت ہر یک از دیگر عمد و موافق ہر امیکہ گفت کہ میگفت کہ جنہ و اربابید و جنہ
 نشو کہ اہل خلا کہ بہ محبت نہیں خود را اندا سیکنند بر معنی مطلع شود چنانکہ سنہ سلیم قسطنطنیہ
 کہ اقدم فضل از جمیع کتب احادیث اما میدہد ان کہ اعتق المجلسی فی مجلہ الفقہ الحجاز
 بر امور قوم الصدور دلالت میکند و انہم از اشارات و عباراتش پیدا ہست کہ بعض از اسرار
 انہی بیعت مثل نام فاروق از شعبان ہم در پنج سیکند و کتب رجال و رسائل تحقیق ساقی و دیگر کتب

انزال الفتن
 ۲۹۹

اول دلیل است که مقصود اینها از اختفا و استتار همین بود که آئینده علمای
 اهلست فریب خوردند و سهام تدبیر بر نشاء نشیند و برای منافذ و خفا
 متاخرین را بکار آید و در صورت ظهور این کید پیش نخواهد رفت و جو خوش
 ستیان خواهند گشت که این روایت از خصائص شیعه است و مؤید
 انجیر عاکه در اینجا یاد کردم آنست که بعضی از علمای مابین مکاید پنه
 و حقیقت امر را دانستند چنانچه ناقصین بهقوات مشهدی از امد
 نقل میکنند و میگویند که او در مسند خویش میفرماید که تصدائونی بقراط
 بے ثبوت و بے اساس است و از شیوخ محدثین نقل مینماید که بعد از تصفح
 بنظر و رمی انجامد که در صحیحین دو صد و ده حدیث ضعیف است تفرد و جای
 به شتاد و تفرد مسلم بیکصد میرسد و در سی روایت هر دو بزرگ شریک شده
 انست پس حال حدیث قراطس نزد احق الناس رنگ حدیث قدس
 مینماید که شیخ مبارک جزری ابوالسعادات در تصانیف خویش آورده
 و گفته که بعضی از اهل اخلاق بعد از آنکه اقرا بمجمل واقرا کردند و گفتند که ما
 قدس را موضوع ساخته بر محدثین بعد از عرض کردیم و نزد آنها منصف روایت
 نمودیم پس تمامی جماعت مذکور قبول کردند و بدام فریب واقع شدند و
 این شیخ طوسی که بوضع و اخلاق پی برده و دانست که حدیث از موهومات
 است و انشاء الله تعالی عبارت فرزی بعد از این خواهد آمد با جمله از
 و قاتق مکیدت اهل دعا جان سلامت بدون سخت دشوار است
 اما مگر لطف خدا پیش نهاد کامی چند تمام هوا کلام مولوی حیدر علی

در صحیحین صد و ده

اس کلام سراپا اتہام سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اس قصہ قرطاس سے
اہلسنت کو ہوش و حواس کیسے غفل ہوئے ہیں بھر کیف ہووا کی تقریر
جواب سے بیان مطلب نہیں ہے جو اس طرف متوجہ ہوں لیکن بیان سے
سور و ضات فقیر کے بخوبی تصدیق ہوے جو سابق میں گزارش ہو
کہ وضاعین اہلسنت قصہ عقد حضرت ام کلثوم کو وضع کر کے کمال خرم
احتیاط اپنی فرقہ میں بکلی مشہور کیا بالاخر شیخین اوس سے استدلال کر کے
مگر ناقدین اہل حق نے ظاہر کر دیا کہ یہ سب بالکل بے اصل ہے اور اگر کسی کو یہ
خیال ہو کہ یہ ترکیبیں اہلسنت کی اپنے خلفاء و صحابہ کی حفاظت میں صرف
بیہقا بلہ شیعہ ہیں کہ اپنی صحیحین کو غلط کر دیتے ہیں اور روایات صحیحہ
قطعیہ یقینیہ متواترہ میں الفرقین کو باطل کر دیتے ہیں کیونکہ یہ بجا بلہ شیعہ
سوا اسکے کوئی چارہ نہیں پس یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ دوسرے مقاموں میں بھی
اسی زرد و انکار کے مرتکب ہوتے ہیں یا حدیثین نکال دیتے ہیں یا وہ تابعین
بناتے ہیں جس پر خود قہر لگاتے ہیں دیکھتی صحیح بخاری کی سنادت میں
کہ یحییٰ بن حماد مشیم جو حصہ سے وہ عمرو بن مہیون سے ناقل ہے کہ
سمنے زمانہ جاہلیت میں دیکھا کہ ایک بندر یا پر چند بندر مجتمع ہوے
اور اوسکے ساتھ زنا کیا لوگوں نے اوپر رجم کیا (یعنی سنگ کو
چنے سجیلوں کو گون کے ساتھ اوسکو سنگسار کیا اتنے علامہ ابن حجر
عسقلانی تشریح اسکی فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ ابن عبد البر نے
اس قصہ عمرو بن مہیون پر سخت اعتراض کیا ہے کیونکہ اکتوا سہین نسبت

۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷

زنا سے بے طرف غیر مکلف کے (یعنی جانور و تکلی طرف) دوسری بیان ہو
 کہ حد شرعی جاری ہو ہی بجایم و حیوانات پر حالانکہ یہ موطا میں علم کے نزدیک
 نہایت ہو منکر و متبع ہیں اور کہا ابن عبد البر نے کہ اگر طریق اس روایت
 صحیح ہو تو شاید یہ بند اور بند ریازت سے جنات ہوں جو مکلفین سے ہیں
 ابن حجر کہتے ہیں کہ قول ابن عبد البر بارہ عدم صحت روایت صرف بر
 بنیاد طریق اسمعیلی ہے اور اعتراض کا یہ جواب ہے کہ اس واقعہ کی بصورت نا
 واقع ہونے اور رحم ہونے سے بھی نہیں مراد ہے کہ حقیقت زنا اور رحم
 بلکہ ممکن ہے کہ چونکہ وہ واقعہ صورت زنا اور رحم میں تھا اس وجہ سے زنا اور رحم
 کا اطلاق سپر ہو ا پس وہ اعتراض دفع ہو گیا کلاس سے لازم آتا ہے
 احکام شرعی حیوانات پر جاری ہوں اور حمیدی نے جمع بین ایہین
 اس روایت کو نہایت غریب جانا ہے بلکہ گمان کیا کہ یہ حدیث شاید تفسیر
 نسخہائے بخاری میں وارد ہوئی ہے اور صرف ابو مسعود نے اس کو اطراف
 میں ذکر کیا ہے اسی گمان حمیدی نے دعویٰ کیا کہ کسی نسخہ صحیح بخاری میں
 یہ روایت نہیں ہے شاید کسی نے کتاب بخاری میں بڑھادی ہو مگر قول
 مردود ہے کیونکہ جن جن نسخہ صحیح بخاری کے ہم مطلع ہوئے سہوں میں
 یہ روایت موجود ہے اور کافی ہے اسکی صحت میں یہ امر کہ ابی ذر عاظہ
 نے اپنے شیوخ ثلاثہ سے جو ائمہ متفقین سے تھے یہ روایت فرمائی ہے
 نقل کی ہے اس طرح اسمعیلی اور ابی نعیم اور ابو مسعود کا اطراف میں نقل
 کرنا اسکی صحت کی دلیل کا ہے ہاں روایت نسفی سے یہ حدیث

تاوان کے بندہ و بندہ کی حیوانات سے ہیں

انکار حمیدی انہو جو روایت نکالے گا

اور اس کے مابعد والی حدیث ساقط ہے مگر اس سے یہ نہیں لازم آتا
 کہ روایت فہرستین صحیحہ روایت کیونکہ فہرستین کی روایت میں بہت سی
 روایتیں زائد ہیں بہ نسبت روایت نسفی کی جس پر مجھے تہذیب کیا ہے اور
 کرینگے انشاء اللہ باقی رہا صحیحہ امر جو اسمعیل نے تجویز کیا ہے کہ صحیح بخاری
 پر روایت زیادہ ہو گئی ہے پس صحیحہ قول جامع علماء کے خلاف ہے
 کیونکہ وہ لوگ بالاتفاق قایل ہیں کہ حنبلی روایتیں صحیح بخاری میں وہ سب
 صحیح ہیں اور نسبت اونکی بخاری کی طرف قطعی و یقینی ہے پس قول
 اسمعیل تحذیل فاسد ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صحیح بخاری کی کسی حدیث
 پر وثوق و اعتماد نہ رہے کیونکہ جب ایک حدیث میں یہ امر جائز
 تو ہر حدیث میں یہ احتمال ہو سکتا ہے پس کیوں وثوق نہ رہے گا حالانکہ
 اتفاق علماء اسکی صحت پر ہے اور جس طریق سے بخاری نے یہ حدیث
 نقل کی وہ سپردہ اقرض بن عبد البر جو سند پطریق اسمعیل کے پرستین
 وارد ہو سکتا اور ہے اس مقام میں اسوجہ سے طول دیا کہ کوئی ضعیف
 کلام حمیدی سے فریب نہ کھا جائے اور اس پر اعتماد نہ کر لے جو ظاہر
 ہے تمام ہوا ترجمہ عبارت فتح الباری اقوال اب حاجت کسی امر کے
 بیان کرنے کی نہیں ہے مگر اتنا بیان کہنا ضرور ہے کہ بالضرر اگر وہ بند
 اور بند ریاضات سے تمہی و احکام شرعی کی مکلف تھی تو یہ اور نہ
 دریافت کر لیتے کہ آپ لوگ کسی امام کے مقلد ہیں یا مجتہد تب رحم کرے
 کیونکہ شاید وہ سب مقلد یا امام اور ان لوگوں کے گئے ہوں جنکے نزدیک

راجع علی باب صحیح بخاری

عوماً فروج حلال ہے کیونکہ ملا علی قاری رسالہ ردائاًم احرار میں فرماتے ہیں کہ جزمی و راین عبد السلام اور بیگے ناقل ہیں کہ محی الدین عری نے قائل ہیں کہ عالم قدیم ہوا اور فروج بنی آدم حلال ہے جس سے تحلیل فروج انکے مریدین کے غیر مریدین کے لیے بچاے متعینا یا نہ ہو پس شاید وہ قزو و قزوہ یا جنات اہلسنت کے اس مسئلہ کا قاعدہ کے تقلید یا امام تھے ہوں بھریکے جب اعالم علماء اہلسنت صرف اس حال کہ صحیح بخاری کی روایت غلط نہو جائے اس بند اور بند ریا کر قاعدین یہ تاویل نکلتے ہیں کہ شاید وہ جنات سے ہوں اسوجہ سے و نیز احکام شرعی جاری ہو سکتے ہیں تو اگر ہم لوگ شیعہ بھی اس سے عظم طالب کے لئے کسی واقعہ میں بشرط صحت سند بطور فرض و تسلیم ذکر جنات کریں اور حنیہ کہیں تو اہلسنت کو کیونکر استبعاد ہو سکتا ہے خصوصاً وہ صورتیکہ نسبت اس امر کی دوسطرف ہو جو اہلسنت کے نزدیک بھی حاکم جن و انس و رباعث ایجاد خلق ہو چنانچہ شواہد النبوة ملا جامی شاہد ہر سچان اہلسنت کو ان امور پر تعجب ہوتا ہے نہ شرم آتی ہے کہ مقابلہ الحق یعنی ہجوین و خلیفہ دوم سے اور شیطان سے کی گشتی ہو جی شیطان کو دیلا اور شیطان انکے سایہ سے بھاگتا ہے اور شیطان نے انکے یہ فضائل بیان کئے اور ابوہریرہ کو شیطان نے سکھایا اور خالد نے شیطان کو قتل کیا اور محی الدین عری کے دشمن کیسا کہ نے ان مسائل سخت کالجواب کیا جس میں خلیفہ دوم سا عالم و مجتہد حیران رہا بلکہ طرہ برآن یہ ہے کہ کس زمانہ

اپنی مان کے شکم میں بجات محل تھی و سکن ان کو چھینک لئی اور اس کے بعد کہا
 تو درون شکم سے کہا یہ جھک لے کہ حاضرین جلسہ نے سنا اور اس پر تعجب ہوتا ہے
 کہ جنات کیونکر کسی آدمی کے محکوم ہوئے یا کسی صورت پر متحمل ہو
 جس کا کہ ظاہر شے عجیب زیادہ تر قابل فسوس ہے کہ آنحضرت اہلسنت
 کو خلفائے ثلاثہ کے کسی قضیہ پر تعجب نہیں ہوتا مگر اہلبیت کی طرف اگر اٹھیں
 و کرامت کی نسبت ہوتی ہے تو شیعوں کے داغ کمانے پر تلجاتے ہیں
 دیکھئے انکے امام محمد بن رازی نے تفسیر کہ میں بذیل وس قصہ کے
 کہ خدا نے اپنی روح کو حضرت مریم پر نازل کی اور وہ بصورت مرد متحمل ہوئی
 ایسی ہی چند اشکال اپنے یہاں لکھے ہیں بلکہ کچھ جواب ہی دیا ہے
 کہ مدارا و جوابوں کا محض قدرت باری تعالیٰ سے یا اولیہ سمیعہ یعنی
 آیات و روایات پر کہ عقلا و ان اشکالات کو قبول کر لیا پس نہ معلوم شیعہ
 ایسے جوابے بمقابلہ اہلسنت کیوں محروم کئے جائینگے اور اہلسنت کا
 ویسا ہی جواب بمقابلہ کفار و منکرین و جو دہلک و جنات بلکہ جنت و ناکہ کیونکر
 مقبول ہو گا کیا غضب ہو کہ علمائے اہلسنت محی الدینؒ کو کافر و منکر
 بھی کہیں اور اکابر اولیاء سے بھی قرار دین وقت لازم کیونکر ہو کہ
 کہ تفسیق باعتبار ظاہر شریعت ہے اور ولایت ان کے باعتبار باطن بلکہ
 فاضل رشید متعہ کی حرمت کو خیر کی سال میں باعتبار باطن رسال
 فتح مکہ میں حرمت اور سنی باعتبار ظاہر قرار دین لیکن شیعوں کی کسی تقریر
 کو جو بطور فرض و تسلیم اسی فرق ظاہر و باطن بینی ہو قبول نہ کریں

ص ۴۹
 تفسیر

نیا اضاف ہے حالانکہ جو امر محال ہے بہ طور محال ہے اور جو ممکن ہے
بہ طور ممکن ہے پس جب ممکنہ وجہ کا تمثیل ہونا شکل انسانی ممکن ہے اور
مخالفت انسانی میں شامل ہو تو یہ کیونکر ایک مقام میں ممکن اور دوسری
جگہ وہی امر محال ہو گا اور جس طرح ان امور میں فرق ظاہر و باطن نکالا جاتا ہے
دوسری جگہ بھی اگر بطور سند نص تسلیم ہی بیان کرے تو کیونکر تعجب ہو سکتا

العجب کل العجبین الحمدی والرجب یہ ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب
فرنگی محلی جو خاتم العلماء انکے ہیں وہ صرف اس غرض سے کہ اپنے شیخ نجم الدین
ترک زیارت سولہ کے عیب کو مثالیں رسالہ سعی مشکہ برین فرماتے ہیں
مہتمم اچکا استشہاد حضرت شیخ نجم الدین کے ترک زیارت کے ساتھ جب
درست ہو کہ نے التحقیق اونکی طرف یہ نسبت درست ہو حالانکہ زیارت
کیوسط اونکا تشرف لیما نانا بیت ہر بہ بطریق سفر ظاہری بلکہ بطریق غی
سافت و سفر ہوا کی و بعد ثبوت اسکے منکر اسکا کوئی نہیں ہو سکتا مگر
جو کہ کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہو گا اور چونکہ اس قسم کے امور کے علم سے
حاصل ظاہر ہر اہل دور ہیں ان لوگوں کو کیفیت اونکی زیارت کی معلوم
ہوے اسوجہ سے ترک زیارت اونکی طرف منسوب کر کے اونپر ملامت
کی گئی مافی ہذا الجنان میں شیخ مذکور کے حال میں لکھتے ہیں لہذا فی الظاہر
خارجا من مکان الی مکان بعد من عرفۃ و اساقی الباطن فالعلم بذلك اجمع الی علماء
الباطن قد اخبر بعض اولیاء و هو الشیخ محمد بن عبد اللہ الدکان سکا فی باطن مراغہ
قال ارجعت من زیارة النبی متوجہا الی مکانا فکرت فی الشیخ محمد الدین المذکور علی

ص ۲۸
سی

فی قصہ فی کونہ لا یقصد المدینۃ الشریفۃ ویزود قال ثم رفعت راسی فاذا ابصر الہو مکمل
 جہۃ المدینۃ ونادانی یا محمد کذا وکذا وکذا کلاما سنیۃ انتہی ورتقی فاسی عقد
 ثمنین من بعد حکایت احسن کہ کتب من وجملا الحکایۃ یجاب عن الشیخ بنحو الدین فی عدم اظہار
 الفصل فی یاریۃ البیوان الشیخ علیہ الواسطۃ انتقا علیہ ما کما ذکر الذہبی المصنف
 اتعنی عبارة السعی المشکورہ برکیت چونکہ یہ بحث ہی اہل کتاب میں بربط ہو کر چکا ہو
 لہذا طول نیا مناسب نہیں خیر یہ کلمات اہلسنت طبقہ کے تھو جی انہیں ان حضرات سے
 کیونکہ بمقابلہ خط شیخین کا ضایع جانا آسان ہو گا صحیحین کا مرض متعدی ہو جی کہ ولت
 دین ایمان ہو کہ شیخین کو بقا کی ہی صورت نہیں رہتی باقی مگر اب طبقہ ثانیہ کو انکارات
 ملاحظہ فرما کر کہ معاویہ کی بار میں بھی جی لپہ واری ورجحان سے جان بلب کرستے ہو کہ وہ کیا
 کر اوسکی طرف داری چندان ضروری نہیں تھے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب
 صاف صاف باغی کہد یا معذک وقت داروگیر الحق ایسے متواترات
 و بدبیات سے انکار کرتے ہیں چنانچہ معاویہ کا سبب کرنا میرا مومن ہو
 علیہ السلام کو اور لوگوں کو اس امر کا حکم دینا یقینا ثابت ہر جتنے کہ سن
 ابن ماجہ صحیح مسلم و خدائیں لازمہ شرح مشارق الانوار و مستطرف و عقد
 ابن ربیعہ و کتاب المختصر فی اخبار البشر و شرح مشکوۃ ملا علی قاری تذکرہ
 خواص لامہ سبط ابن جوزی و ریاض النضرہ و محب طبری و منہاج السنہ
 ابن تیمیہ وغیرہ میں منقول ہے بلکہ خود تہذیب میں ہی ہے معذک شاہنا
 گیارہویں باب میں انکار کرتے ہیں کہ انہیں تاحال زروے روایت
 معتبر ثابت شدہ اس طرح معاویہ کے زہر دلوانے سے جناب احسن

۱
 یعنی گو کہ شیخ نجم الدین کا یہ کہ
 فرقہ کا آئے نہ کسی مگر اب میں انکا
 سفر زابل علم ہاں کو معلوم ہو
 چنانچہ شیخ محمد بغدادی کا بیان ہے کہ
 کہ جی نہ یارت ہی سے آپا
 و شیخ نجم الدین کا یہ کہ کیا
 سبب کیا کہین یارت شہر سوا
 بدیہ شریف میں نے جا بداد کے کہنا
 بلکہ تو کیا کہ شیخ نجم الدین ہوا
 اور سے چلے آئے ہیں و بجا آؤنا
 کہ وہ محمد بن یون بعد اسکے کہ
 جی میں بعد گیا ہی زہر دلو

کو ہی انکار کرتے ہیں حالانکہ اسٹیجیاب و تذکرہ خواص لائے سبط بن
 جوزی و تہذیب الکمال فری و تہذیب التہذیب ہی و عزۃ العیال
 در پیچ الابراز زخمی و تاریخ ابو الحسن ملائی و مختصر فی اخبار الیوم
 حسن السیرہ عبد القادر بن محمد طبرے وغیرہ میں بالاتفاق مذکور ہے
 کہ معاویہ کے حکم سے جناب امام حسنؑ جیتے فرزند رسولؐ کو زہر دیا گیا
 مگر فضل رشید اپنی غرہ الراشدین میں اور مولوی حیدر علیؒ اہل البینین
 میں اس واقعہ سے انکار کرتے ہیں بلکہ دربارہ یزید پلیدی ایسے ہی بیہیات کہ نہیں
 امام غزالی حیات العلوم میں لکھتے ہیں کہ یہ امر ثابت نہیں ہو کہ یزید جناب امام حسینؑ کو
 قتل کیا ہو یا حکم قتل دیا ہو پس جب تک ثابت نہ ہو کہ قاتل نہیں
 کہہ سکتے چہ جائیکہ اوپر لعنت کریں انتہا اور صواعق محرقہ میں سے کہ ان
 صلاح سے کیسے لعن یزید کو پوچھا کہ بوجہ قتل کرنے امام حسینؑ کے
 مستحق لعن ہے تو جواب دیا حکم دنیا یزید کا قتل امام حسینؑ ثابت نہیں
 اور اگر ثابت بھی تو قاتل مسلمان پر لعن نہیں چاہئے اور شاہ عبد الحمید
 تکمیل الایمان کی بحث لعن میں فرماتے ہیں تا انکہ بعضے در یزید نیز توقف
 کنند و بعضے براہ غلو و افراط و رشان وے و موالات وے روند و گویند
 کہ وے بعد از انکہ باتفاق مسلمانان امیر شہ اطاعت وے براہام یہ
 علیہ السلام واجب شد یغزوہ باللہ من ہذا القول ومن ہذا الاعتقاد و
 بعضے دیگر گویند کہ وے امر قتل آنحضرتؐ نہ دے دیا نہ راضی نہ ہو و بعد قتل
 وے و از اہلبیت وے سرور و متبشر نشدہ و این سخن نیز مرد و و باطل

یاد شاہیان ملک
 زیاد و زین و کفایت
 میں تامل کیا ہو کہ وہ
 حرمین میں تہذیب
 بابرہ کے از ابلیس
 اسی ملعون کے شکست
 ہوئے غالباً بعد
 اہلبیت کے چاہے
 صواعق محرقہ اور
 ہر ذلالت و نابینا
 ہوئے جو سب اہلبیت
 تاج تابعین میں
 داخل ہے

چہ عداوت آن بے سعادت باہلیت نبوی سلام اللہ علیہم جمعین استبشا
وے بقتل نشان دالال و اہانت و مرایشان را بدرجہ تو اتر معنوی
رسیدہ ست و انکار آن تکلف و مکاہرہ ست انتہی مختصر طبقہ ثالثہ
انکارات اہلست خیر ہائیک کے انکار کی نگو شد یہ ضرورت تھی کیونکہ
اس ملعون کو بھی اکابر ائمہ اہلست حدیث اثنا عشر خلیفہ و اثنا عشر امیر
میں داخل کرتے ہیں اور امام حق و خلیفہ راشد جانتے ہیں چنانچہ کلام
شاہ عبدالحق صاحب سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے پھر اسکی اصلاح
میں کیون نہ کو شان ہوں لیکن تعجب خیر یہ امر ہے کہ خلفای بنی عباسیہ
کے بار میں بھی ایسی ہی بدیہیات و متواترات کے منکر ہوتے ہیں لکن
انکو ائمہ خلفائے اثنا عشر والی حدیث میں بھی داخل نہیں لیتے کیونکہ
وہ شرف تو بنی امیہ ہی کا خاص حصہ تھا معذک شرف ضایع و قباہت
ان خلفائے بنی عباس کے بھے بڑے جوش و غروش سے اور
متواترہ یقین کا انکار کرتے ہیں اور اجماع ناقل کو غلط ٹھہراتے ہیں چنانچہ
علامہ عبد الرحمن بن محمد بن غلدون فرماتے ہیں منجمہ اولن حکایتوں کے
جسکو ملا جل کر مورخین نے بیان کیا ہے اور تمامی مورخین نے اوپر
اتفاق کیا ہے یہ ہے کہ وجہ بربادی خاندان ہیکلمین بیان کرتے ہیں
کہ خلیفہ ہارون رشید بوجہ مداومت شرب شراب اور عشق و محبت اپنی
خواہر عباسہ و جعفر بن یحییٰ بن خالد برکی وزیر کی چاہتا تھا کہ جلسہ شہین
ان سب کا مجمع رہے لیکن خیال پر وہ شرعی سے رنگ میں محفل کا نہیں

علامہ ابن حجر عسقلانی نے
فی فصل عام تاریخ و تحقیق فی تاریخ
نہایت صحت سے

جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا اپنے وزیر جعفر برمکی سے عقد کر دیا
 باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کرتین دونوں میں تخلیہ ہونے
 پائے جعفر برمکی تو حسب الشرف بنحرف عتاب خلیفہ اسے کو بچاتا رہا
 اور باد صف عشق صحبت سے اس کے مجتنب رہا لیکن عباسہ خواہ
 مارون رشید کی فریفتگی اپنے شوہر جعفر وزیر پر پڑھتی گئی تاسی کہ براہ
 حیلہ و کمرا اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوے مورخین کا گمان ہے
 کہ عباسہ نے جعفر کو شراب پلا کر جب خوب مخمور کیا اس حالت نشہ میں
 عباسہ کی تمنا برآئی کہ حاملہ بھی ہوئی جب یہ خبر یارون رشید کو پہونچی
 تو نہایت ہی غضبناک ہوا میاں تک کہ تانای خاندان برا لکھ کر غصہ کر
 ہلاک کیا ابن خلدون اس حکایت کے بعد کہتر بہن بہیات بہیات بہت
 ہی بعید سے یہ امر منصب عباسہ سے اور اسکی دینداری و عظمت
 و جلالت سحرہ بیٹی ہے عبداللہ بن عباس کے چار پشتون کا صرف
 فرق ہے اور یہ چارون بزرگوار بھی اشراف دین عطار ملت سے ہیں
 کیونکہ عباسہ بیٹی ہے خلیفہ محمد مہدی بن عبداللہ ابو جعفر منصور بن محمد
 بن علی ابو الخلفا بن عبداللہ ترجمان قرآن بن عباس عم رسول اللہ رحمہ
 کی ایک خلیفہ کی بیٹی ہے دوسرے خلیفہ کی بہن ہی مخفوف ہے ملک نیر
 اور خلافت نبوی م کے ساتھ صحابی رسول بلکہ عم رسول کی پوتی ہے
 اس خاندان سے ہے جسکے لوگ امام ملت ہیں اور خطہ انوار دے
 اور جبط ملک ہر طرف سے قریب اعدا سے ساتھ عزت و جلالت و عظمت

دین کے دور پہن معائب و قبایح و فواحش سے اگر اس گہرے سین
 عفت و عصمت نہ پائی جائے گی تو پھر طہارت و پاکیزگی کا کمان ٹھکانا
 پس کیونکر ممکن ہے کہ ایسے جلیل القدر و عظیم المرتبہ کا عقد جعفر بن یحییٰ
 بر مکی سے ہو اور ایسے معظم خاندان عرب کی وصلت ایک مرد عجمی سے
 جس کے باپ داغلام رہے ہوں اس خاندان کے کہ منہائے شرف انکا
 بھی ہے کہ ذریعہ تھا اس دولت کا اسی خاندان کی بدولت مدارج عالیہ
 پر فائز ہوا اور کیونکر جائز ہے کہ ہارون رشید ایسا بادشاہ بلند ہمت
 عالم مرتب والد و مان اپنی بہن کی شادی اپنے خاندان کی ازا کردہ
 کرے کہ اہل عجم سے ہو پس اگر کوئی شخص منصف فراج اس حکایت میں
 غور کرے اور نظر و تامل سے کام لے اور عباسی کی جلالت و شان کو
 خیال کرے کہ کیسے شاہنشاہ زمانے کی بیٹی تھی تو ضرور انکار کرے گا
 اس عقد سے کہ ایسے شاہنزدی کی شادی اس مرد عجم سے ہو پس بلا
 و تامل اس واقعہ کی تکذیب میں مبالغہ کرے گا کمان قدر عباسی ہارون رشید
 کمان دوسرے لوگ وجہ غضب ہارون رشید برا کہ پرہیزگار تھے مگر تسلط
 اور حکاک ہارون رشید ذری ذری مال کے لئے محتاج ہوتا تھا ایسے وقت
 اولن لوگوں کو ہلاک کیا تمام ہو اکلام ابن خلدون ابن طاہرین باتمکین اس
 فوائد پر غور کریں کہ چند فائدے حاصل ہوتے ہیں پہلے یہ کہ ان خلفاء
 بنی عباسیہ کو جو ابا و اجداد سے تھے اس عباسیہ کے جس پر اتفاق
 کا فہم و خیرین بکر و حیلہ جعفر بر مکی سے وصلت حاصل کی اور حالت خیر

اوس سے حل رکھایا اور سبکو ابن خلدون مذکور علماء دین و اشراف
ملت خلیفہ و ابن خلیفہ مہبط لشک و منظر افوار وحی جانتے ہیں کہ اگر وہاں
عفت نہ پائی جاتے گی تو پھر کمان حاصل ہوگی پس اس سے کمال
عظمت و جلال ان خلفا کی اہلسنت کے نزدیک ثابت ہوئی ازینجا
کہ علامہ سیوطی بعوض مودت ذوالقرین جو ایں کلام حلیہ اجلا الہ الود
فی القرین سے ثابت ہر مودت بنی عباس کو واجب جانتے ہیں شہاد
توحید و رسالت کے ساتھ اسکے شہادت ہی ادا کرتے ہیں چنانچہ رسالہ
اساس میں مناتب بنی عباس میں جن میں چالیس حدیثیں فضایل بنی
عباس نقل کی ہیں فرماتے ہیں **و اشهد ان لا اله الا الله وحد لا شریک له**
شہادۃ محکمہ الاساس اصلها حجة النبی فرما عمامہ مودت بنی عباس و مدح
یہ کہ جو امر اجماع مورخین اہلسنت ثابت ہو اوسکو علامہ ابن خلدون نے
حال میں لکھا ہے کہ ان خلفا کی باطل کرتے ہیں حالانکہ

ص ۸۴
کما نقلہ عنہما

کوئی رد و قدح رواۃ وغیرہ بھی نہیں کہتے اب میں تصحیف حالین
اور مدعیان اسلام و ایمان سے کمال ادب عرض کرتا ہوں
خدا فرمائے کیا جناب ام کلثوم دختر جناب سیدہ نساء العالمین بضعتہ
خیر المرسلین کی حشر و منزلت عزت و جلالت عباس کے برابر ہی تھی
اور شاہد دوم کی حالی انسی بمقابلہ اہلسنت بنی کیا جعفر برکی سے بھی
کم نہ تھی جو کہی سپر غور کرتے اور میل جوش و خود نشاں مراجمی
مورخین کی تکذیب میں ایسا ہی جوش و خود نشاں رسول کے پاس تھا

اور اس مختلف بین الفریقین کی تحقیق پر ایک جمالی نظر ڈالی اور شہداء رواق
 و اغلاط اقلین کے چھان بین کرتے ہوئے کیسی محبت دینا ان اہلسنت پر
 غالب ہو گئی کہ جو خلیفہ ہوا اسکی ہوا خواہی میں مبتلا ہوئے خلفائے
 نسلۃ کے بعد معاویہ و یزید و ہارون و مامون کے لیے بھی ویسی ہی فدا کیا
 بنی جو امر ان لوگوں کے موجب طعن و عیب معلوم ہوئے اور نکالی و بل
 کرنے لگے نہ بن پڑا تو انکار کر دیا بھی بن خلدون بہن جنہوں نے صرف سی
 ایک واقعہ کے انکار پر کفایت نہیں کی دیگر وقائع میں بھی ان خلفائے
 بنی عباس کے یوہن منکر ہوئے مثلاً سکے کہ ہارون مامون کی تبرکات
 اور قاضی یحییٰ بن اکثم کی مذہبی سے انکار کیا حالانکہ اسکو بھی جماعی کام
 مورخین سے جانتے ہیں مگر مکر تے ہیں اور مامون رشید کے عاشق
 بوران بنت حسن بن سہل سے بھی انکار کیا چنانچہ بعد نقل اس قصہ کے
 اجمالاً کہ مامون نے رات کی گشت میں ایک لکڑی بنیل دیوار سے دھکی ہو
 دیکھی وہ سپر بیٹھ گیا وہ بنیل دپر کھینچ لگی دیان پونچا ایک مکان آستہ
 پیراستہ دیکھا اور نہایت حسین و جمیل لڑکے نظر پڑے تمام شب سرسرا
 پلاتا رہا صبح کو جب اپنے دربار میں آیا تو اوس کے عشق کے نشہ میں
 مخمور تھا یہاں تک کہ اوس فرشتگی میں اوس لڑکی کے باپ راضی کر کے
 اوس سے عقد کر لیا فرماتے ہیں کہ ان یہ سب مواد و کمان مامون سا
 خلیفہ عالم دیندار سیرت خلفائے راشدین کا پابند کہ اپنے باپ دادا
 سے جو سب کے خلیفہ تھے ارکان مذہب کی تعلیم کی ہمیشہ علامہ سے

ص ۳۱۹
 جلد اول تاریخ ابن خلدون

بحث و مذکرہ علمی میں مشغول ہوتا تھا اور احکام خدا کا مطیع تھا اور اس سے
 ان امور کو کیا مناسب جو فساق و فجار کے افعال سے ہیں و راویان
 و عشاق کے اطوار سے اور ان امور کو پوران و خمر حسن بن سہل سے
 کیا واسطہ جو اس خاندان شریف سے تھے کہ جہاں بجز عفت و عصمت
 کسی امر کا چرچہ بھی نہ تھا اس طرح بہت سی حکایتیں ہیں جنہیں مؤرخین کی
 کتاب میں مملو ہیں چونکہ یہ لوگ خود ایسے لذات محرمہ اور فسق و فجور میں مبتلا
 رہتے ہیں لہذا ایسے ایسے حکایات و روایات بنا کر ایسے لوگوں کو کفر
 منسوب کر دیتے ہیں تاکہ وقت دار و گیر انہیں قصوں کو پیش کریں اور طعن و
 لعن سے اپنی جان کو بچائیں انتہی خلاصہ کلام ابن خلدون پس جامعہ
 بلکہ محل حسرت سے کہ ہارون و مامون کے یون پلہ کشی کجاہ اور اہلبیت
 رسول زوریت بتول مخدرات سرادق عظمت و جلالت صاحبان آیتہ
 کے باریں برعکس اسکے وہ خارج از عقل و قیاس باتیں نسبت کی جائز
 جنگ و کوی عاقل و سیدار قبول نہ کرے پس گو اہل اسلام تابعین خیر الانام
 عموما حسب احکام اکابر اہلبیت مثل قاضی عیاض و ماذری و نووی
 شاہ عبدالحق و فاضل رشید و مولوی حیدر علی و ابن خلدون مجاز
 تھے کہ محض بخیاں شرافت و سیادت و عظمت و جلالت بضعت رسول پروردگار
 فخر بنی آدم و دنات و زرات خاندانی خلیفہ دوم و قطا طلت و غلظت خدا
 حضرت ثانی اس نسبت مناکحت سے انکار کریں اور قسم خدا و رسول و
 شہادت بلکہ مقبرین و انبیاء مرسلین بلا خوف و ہراس کہیں جہالت مہیا

بہت بعید ہے شان و عظمت و جلالت جناب میر نفس رسول بشیر نذیر
 سے کہ اپنے پارہ جگر و ختر نیک اختر حضرت ام کلثوم بنت سیدہ نساء العالیہ
 کا عقد بابتنا و ست سنی خلیفہ دوم سے کہیں جنکے ایمان کو حسب روایات
 فریقین کفار سے ہم سری ہو اور بقول ابو حنیفہ ایمان ابلیس کو اوپر برتری
 اور حضرت عباس و عمر و عاص و خالد بن ولید و ماجر بن خالد و خولت بنت
 حکیم وغیرہ وغیرہ صحابہ و صحابیہ مقبولین اہلسنت بلکہ ابوسفیان وغیرہ اولیٰ کتب
 و حسب پر طاعن بہین عم اشرف الناس نے بابت نگی و عظمت و جلالت و صفات
 وہ گالیان سنائیں کہ رزیل سے زہل بھی وہ گالی نہ سہیلا ممکن ہے
 کہ جنگ و رسالت آب اپنی و ختر نیک اختر کے لائق نہ جانیں اور انکار کریں
 اور سن ختر کی و ختر کے قابل کیونکر ہو سکتا ہے اور کیا جناب امیر کو عاشرہ
 بلکہ ام ابان کے برابر بھی قدرت نہ تھی جو ایسے قصد سے خلیفہ کو باز رکھتے
 چہ جائیکہ جناب میر سا امام الشیعین نفس فخر المسلمین بان حلومت اس
 افش طریقہ سے بلا عقد و نکاح اپنے پارہ جگر بھنے خیر البشر کو اس شیخ نسو
 کے پاس ہیجین جس سے کشف ساق و تقبیل و ضم صدر وغیرہ امور خواہر
 ہو اور ان بنی ہاشم کو جعفر غیرت و حمیت کا خاتمہ ہے کچھ جوش بھی نہ آئے
 لا دالله لا دالله لا یکن ذلک ابدا جو شخص صاحب عقل و انصاف ان قایع کا
 میں خور و تامل سے کام لے گا اور کچھ بھی خیال خدا و رسول ہو گا تو اس واقعہ
 سے بیداریہ عقل بکار کرے گا اور بلا تامل تکذیب محیثین موخین میں کہ
 و کاوش کریگا خصوصاً اہلسنت جنگ و اثبات ایمان و ادب شناسی و

جلد اول از فقہ
 جلد دوم
 میں نقل ابو حنیفہ
 کو روایات
 ابلیس و ماجر
 ابوبکر و عباس
 بن ابی بکر
 نفس
 ایمان
 ہو گا اور ساری
 ساری
 جو خاتمہ

کی استد ضرورت ہر ہلاکب مان سکتے ہیں کہ خلیفہ دوم بخیاں حق تلفی ابوبکر
 اور نکی بیٹی ام کلثوم کے عقد سے باز آئیں اور بغرض حق تلفی رسول ایدہ
 اہلبیت طاہرین و ابطال اسکا ام سید المرسلین اس جبر شدید کے ساتھ
 عقد کریں اور مومنی خدا اور سولہ بنین عا شا و کلا ہرگز عقلا و منصفین اہل سنت
 اسکو نہیں مان سکتے اور بدون ابطال و تردید ان روایات موضوعہ کے
 او نکو چارہ نہیں چنانچہ انشاء اللہ غلطی در موضوعیت ان روایات کے
 بنا بر اصول اہلسنت ثابت کیجاتی پس گو کہ محض بھی مور عقلیہ بر سید اسکندر
 ابطال کے لیے کافی تھے اور ہیں لیکن چونکہ اہلحق مثل اہلسنت خود شام پر
 بنی امیہ و بنی عباس ہٹ دہرم و نا انصاف بنین ہیں بلکہ مدار و نکی تقریر
 و تحریر کا احقاق حق و تحقیق امر واقع پر رہتا ہے لہذا میں اسی ادلہ حکام
 سکون و قانع صحیحہ کو تکذیب و انکار میں ہیں واقعہ موضوعہ و غلطی کی جگہ
 نہیں کرتا بلکہ خاص حکم فاضل رشید کو یہی جو در بارہ تکذیب ابطال حدیث
 صحیح مسلم مستلزم شاعت قطعہ چار یا رکھا کہ چونکہ یہ حدیث صحیح مسلم
 شاعت قطعہ چار یا رہے لہذا اتفاق فریقین رد و ابطال یا تاویل و کر
 واجب ہے ہم جاری بنین کرتا بلکہ صرف بھی کہتا ہوں کہ عقل و نقل کو ملا کر
 امانت و دیانت کے ساتھ تاریخی واقعات سے جانچ کر اس نکاح کے
 عدم وقوع یا وقوع کا یقین کروا کر اسکے ساتھ ادون فسادات اور
 قباحتوں کا ہی لحاظ ہو چونکہ جو سے تو سبحان اللہ نور علی نورادوں
 بارہین نہ کسی شیخ کا قول کو جبکہ اہلبیت رسول سے خاص تعلق ہے

نہ اونکی روایتیں دیکھو بلکہ صرف اپنے ہی علماء اہلسنت کے جو صحابہ بلکہ
 خلیفہ دوم کے فدائے خاص ورجان شامین اور اہلبیت طاہرین کے
 دشمن یا غیر فدارم اقوال سے تطبیق دے لو اور جمع و توفیق کروانشاء اللہ
 بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ کچھ نکاح واقع ہوا نہ اس قصہ کی صلیت ہے
 راویوں نے یا بوجہ اشتراک نام اشتباہ میں اگر دو تین مہناموں کے
 قصے دوسرے طرف جوڑ دئے یا بے ایمان جھوٹے راویوں نے جان بوجھ کر
 اس غلط قصہ کو گھڑا اور جھوٹی ہمت لگا کر اپنے موضوعات کو مشہور کر دیا
 اور انکے بعد والی علماء نے بلا غور و تامل بلا تحقیق و تھنل و سکے نقل کی
 یا وہ بھی اوسے وضع واقعات اور جعل و ہمت میں انکے شریک غالب ہو کر
 لہذا اسکی تحقیقات واقعی بنیاد و اصول دو مقالہ پیش کرتی ہیں

مقالہ اولے بر بنیاد اصول اشتباہ رواۃ مہر صاحب عقل سلیم فہم
 مستقیم اگر غور و تامل سے کام لے اور عنان انصاف ہاتھ میں رکھے
 تو بالیقین معلوم کریگا کہ اگر رواۃ اس قصہ کے بفرض تسلیم بالعدم مرتکب
 کذب مزید واقعات سے فصیح مین ہوئے تو نقل واقعہ میں مبتلا ہو گیا
 و خطا ضرور ہوئے اور کسی وجہ سے (خصوصاً بحبت اشتراک نام اشتباہ) کہ
 انہوں نے مختلف اشخاص کے واقعات کو شخص واحد کی طرف منسوب کر دیا
 لہذا پہلے میں نتیجہ تحقیقات بغیر اصل کیفیت واقعہ لکھتا ہوں پھر اسکی
 دلیلین بعد اسکے وجوہ اشتباہ و اخلاط اور دلائل اور نظائر اسکے
 (لاہر اول) یعنی حقیقت کلام میں واضح رہے نصف پیر ایم ایل شہر

کہ جہانک کتب سیر و تاریخ و احادیث اہلسنت پر اسماوہ میں نظر ڈالیجا
اور تحقیقات واقعی کیجائے وہاں تک یہ امر یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ سیر طر
نہیچہ عقد واقع ہوا نہ کسی تذکرہ اسکا آیا بلکہ اصلیت اسکی سفید معلوم ہوتی
کہ چونکہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے جو بعد ابوبکر پیدا ہوئے تھے
اپنے ایام خلافت میں عقد کرنا چاہا اور عائشہ کو اسکا پیغام دیا ام کلثوم
مذکورہ نے انکار کرکلی کیا اور خلیفہ دوم کی شدت و خستہ نت و غلظت و غلظت
کے سبب سری بالکل ناپسند کیا تو بی بی عائشہ نے مضطر ہو کر عمر وعاص
حیلہ ور کو بیچ میں ڈالا اور سنہ اس عقد کے ہونے سے لزوم حق تلفی ابوبکر
کا خیال دلا کر عمر کو روکا پس یہ ایک مادہ اصرار و انکار کا اور یونکو ہاتھ لگا جسکو
کل روایات عقد میں بیان کرتے ہیں اور انکار ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ
بھی اصل انکار و اصرار کا موید ہوا دوسرا امر باعث متقین بوقوع عقد یہ ہوا
کہ چونکہ خلیفہ دوم کی ایک بھوایام جاہلیت سری انلی زوجیت میں تھی جس سے
زید بن عمر متولد ہوا اور مادر دہسرنے بوقت واحد ایام معویہ میں وفات پائی
اوس زوجہ کا نام ام کلثوم تھا اور صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط سے عقد کیا کہ دوام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم بنیں پس یہ دو مادہ
اوسکے متقین بوقوع عقد بعد انکار کا ہوا ایک ام کلثوم کا انکار کرنا اور دوم ام کلثوم
کا زوجہ عمر ہونا جاہلیت اور اسلام میں اسبداوہ و ناقلان اخبار نے خواہ بہ
اشتباہ خواہ بالقصد انہیں دونو واقعہ کو نشتا اتزع قرار دیکر یا خراع کیا
کہ ام کلثوم بنت جباب سیدہ سے خلیفہ دوم نے خطبہ عقد کیا جناب میر نے

خطبہ عمر از ام کلثوم دختر ابوبکر
مادہ اول قصہ

یوم از زید بن عمر سے
عمر کی ایک زوجہ کا نام ام کلثوم تھا
بنت عتبہ بن ربیعہ
قال عتبہ بن ربیعہ
وینت خبر و غیر
عابا و بنجر
عابا و کل
ص ۳۳

دوسری زوجہ کا نام ام کلثوم

انکار کیا اور ہر سے اصرار ہوا آخر عقد واقع ہوا اور اونسے زید پیدا ہوا
 اور مان بیٹے نے ساتھ بوقت واحد بعد معاویہ وفات کیا اور جناب امین
 نے نماز جنازہ پڑھے پس دوام کلثوم بلکہ تین ام کلثوم کے مختلف روایات
 کو نام کے اشتراک کے سبب سے جناب ام کلثوم علیہا السلام کی طرف
 خواہ بالعمد خواہ بالاشتباہ منسوب کیا اور آنحضرت کو سرمایہ افتخار بناتیا
 کہ عمر بن الخطاب کا عقد دختر جناب امیر سے ہوا یہ اصل واقعہ ہے
 کہ عمر بود کا قصہ نقل کا اصل بنا اور وہ معنی دلائل ان دعویٰ کی
 پس دعویٰ اول یہ ہے کہ ایک ام کلثوم دختر ابو بکر تھی اثبات اسکا اصل
 کتاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم میں اصحابہ نے معرفۃ الصحابہ اور اسلام الرجال
 مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی اور تاریخ الخلفاء سیوطی اور صحیح مسلم اور دیگر
 امام مالک اور کثر العمال و در کتاب کامل علامہ ابن اثیر جرزی وغیرہ سے
 کیا گیا ہے بیان صرف عبارت شیخ عبدالحق دہلوی کے ترجمہ پر اکتفا
 ہوتا ہے کہ ابو بکر کے دختر دن کے ذکر میں فرماتے ہیں لیکن بیابان نہیں تھا
 خواہ عبد الرحمن اسماء بنت ابو بکر خواہ عبد اللہ بن ابی بکر جو سب سے
 بڑی تھی اور ام کلثوم سب سے چھوٹی تھی اور مان او سکی نصرا یہ تھی ہیں
 ام کلثوم دختر ابو بکر کا وجود ثابت ہوا باقی رہا دعویٰ دوم یعنی قصہ
 بعقد ام کلثوم دختر ابو بکر اور انکار او سکا پس ثبوت اسکا اصل کتاب میں
 کئی طرح سے کیا گیا ہے بیان وہی عبارت کتاب کامل علامہ ابن اثیر
 جرزی کافی ہے جو سابقا مذکور ہوئی کہ عمر نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے

اور دویم بی بی زلالہ زوجہ

ص ۴۲

تاریخ الخلفاء

اسلام الرجال
 ص ۴۲

ص ۴۲

اصحابہ جو
 کہ مان او سکی
 صبیحہ بنت خازمہ

ص ۴۲
 کتاب کامل ج ۳
 مطبوعہ

عقد کرنے کا قصد کیا اور عایشہ کو پیغام دیا ام کلثوم نے انکار کیا اور کہا میں
 مرد مند بخشن عیش ہے کہ دروازہ خیر اپنے ازواج پر بند کرتا ہی تویری
 چڑھائے گھر میں آتا ہے اور ناک بہون چڑھائے باہر جاتا ہے میں ایسے
 شخص سے نکاح کرنا نہیں چاہتی تا آنکہ روایت جو سابقاً مذکور ہوئی
 اور جال مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی میں ہے کہ ابو بکر نے عایشہ سے وصیت کی
 کہ مجھے القاء ہو اسے کہ مری زوجہ حبیبہ بنت خاربہ سے لڑکی پیدا ہو اور
 باریں نیک وصیت کرتا ہوں پس بعد موت ابو بکر لڑکی پیدا ہوئی عایشہ نے
 اس کا نام کلثوم نام رکھا عمر نے اس کا خطبہ کیا تو ام کلثوم نے انکار کیا
 اور عایشہ سے کہا کہ تم مجھے عمر سے بیاتھے ہو حالانکہ اسکی شہادت و شہوت
 عیش سے بخوبی واقف ہو واللہ اگر بیکار نکاح اس سے کیا تو میں قبر
 رسول پر جاؤنگی و اسکی فریاد کرونگی ہم ایسے شخص سے عقد کرینگے
 جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہوں پس عایشہ نے عمر وعاص کو بلایا
 اور یہ قصہ سنایا عمر وعاص نے کہا ہم تمہاری کفایت کرینگے پس عمر وعاص
 بکر وحیلہ عمر کو اس عقد سے روکا اسے پس ام کلثوم دختر ابو بکر سے عمر کا
 قصد عقد کرنا اذہونکا انکار بلکہ قبر رسول مختار سے فریاد کرنے کا غم ہنہ
 وقوع عقد اور عایشہ کا اضطراب بخوبی ثابت ہو لیکن دعویٰ عام کا ثبوت
 کہ خلیفہ دوم کی زوجہ کا نام ام کلثوم تھا پس ثبوت اسکا ہی چند دلائل
 کتابکامل اصابت تاریخ بخاری تفسیر کبیر ام فخر الدین رازی و اسناد الرجال مشکوۃ
 شیخ عبدالحق دہلوی و از الہ الخفا شاہ و لاء وغیرہ سے اصل کلین

رجال مشکوۃ

دعویٰ عام کا ثبوت
 ام کلثوم نام ہونا

سندرج ہے یہاں اصحابہ اور کامل سے اثبات کیا جاتا ہے اصحابہ
میں سے ام کلثوم بنت جبرول خزاہی زوجہ عمر بن الخطاب والدہ علیہ السلام
بن عمر زکواۃ کا بیٹا یہاں بھی آیا ہے بلا ذکر نام اور کتاب کامل میں عبد اللہ بن عمر زکویہ
اصغر کی ماں ام کلثوم بنت جبرول خزاہیہ کہ اسلام لے دو لوئیں جلد والدہ سی
عبارت سے دعویٰ چہاں ام کلثوم بنت جبرول کا نام ام کلثوم مذکور ہے ہونا چاہیے
ثابت ہوا ان یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ام کلثوم زوجہ خلیفہ دوم سبب اسلام
خلیفہ سے علیہ ہو گئیں پھر وہ تین کمان جو محل شہناہ رواہ میں ہیں کہ سکین اور
اسکے قایل ہوں کہ خطبہ وانکار ام کلثوم دختر ابوبکر زوجیت ام کلثوم
سابقہ روایت کو مستثنیٰ کیا مگر یہ شبہ محض وہی ہے کیونکہ جب شہناہ
ہی ہے تو پھر رہنے کی کیا ضرورت ہو شہناہ تو بلا وجود ہی ہو جاتا ہے
چہ جائیکہ بیان تو وجہ بھی قائم ہے گو بغرض تسلیم و سکوزمانہ ممتد گذرا
معد لک زوجیت ام کلثوم کی خود اسلام کی حالت میں ثابت کرنا ہونا
کیونکہ اس ام کلثوم کے پسری زید کو زید اصغر کہتے ہیں اور حضرت ام کلثوم
فرضی پسری کو زید اکبر ہیں ضرور ہے کہ زید اصغر چھوٹے ہوں زید اکبر بڑے
اور وہ بدون بقا ام کلثوم بنت جبرول اور زید اصغر زوجیت خلیفہ دوم میں
ولادت زید اکبر فرضی کے بعد تک جو متصل بوقت وفات خلیفہ دوم ہے
ناممکن ہے اور نیز عبد اللہ بن عمر کو ہی بطن ام کلثوم خزاہیہ مذکور سے قرار
دیتے ہیں پس اگر ایام تہنہ میں مفارقت ہوئے ہوتی تو ولادت دونوں
زید بن عمر و عبد اللہ بن عمر کے مقدم ہوتے اس مفارقت پر پس اسکا

الطبرستان
 بعد از این
 خاندان
 نصف
 ملک
 از بلاد
 بنت
 و کان
 شهاب
 صلی
 کون

کلام اصابہ کمال کا مرام ۱۳

شمار افراد صحابہ میں ضرور ہوتا حالانکہ کوسمی و نکلا صحابہ میں سترہ نہیں کتا
 بلکہ تابعی کہتے ہیں چنانچہ شاہ عبدالحق نے صرف عبد اللہ بن عمر کو صحابہ
 میں شمار کیا ہے اور عبد الرحمن الکبریٰ اور حقیقی عبد اللہ بن عمر کو لکھا کہ عبد
 رسول میں پیدا ہوا مگر کوسمی حدیث یاد کر سیکے نوبت نہ آئی پس بخوبی
 ثابت ہوا کہ ایام ہد نہ یعنی زمانہ صلح حدیبیہ میں خلیفہ دوم سے اور انکی زوجہ
 ام کلثوم سے مفارقت نہیں ہوئی پس بھیہ بیانائے انکے غلط ٹھہرے ہوئے
 اسکے اس بنیاد پر کہ ایام ہد نہ میں مفارقت ہوئی ہو وہ فضائل خلیفہ دوم
 کہ بدولت انکی اسلام کے اسلام کو قوت ہوئی عبادت خدا علانیہ ہوئی لگی
 ہوا ہوتے ہیں کیونکہ جب انکی اسلام خستہ انتیام نے اتنی سی تاثیر کی
 کہ اپنی بی بی کو مسلمان بناتے تو دوسروں میں کیا تاثیر ہوگی یہ صفت خلیفہ
 اول ہی کے لئے مبارک رہنے دین کہ تاہم فتح مکہ نہ اونکے باپ مسلمان ہو
 نہ بی بی نے اسلام قبول کیا نہ بیٹوں نے بلکہ عبد الرحمن بن ابوبکر تو درجہ
 مکہ لڑنے آئی تھے جسپر اونکے پدر شفیق شیخ عتیق ابوبکر صدیق کو جو شرف
 انکی یعنی خلیفہ اول کی زوجہ کو البتہ ایام ہد نہ میں طلاق ہوا کیونکہ وہ کافر
 ایسی جابرہ تھی کہ سیرح اسلام قبول نہ کیا آخر جدا ہی ہوئی خلیفہ دوم کو
 کمان اتنی تاب تھی کہ اپنی بی بی کو کافر رہنے دین میں بہنوئی کے مسلمان
 ہونے پر تو یہ جو شرف یا اگر میں کہ مسکر خوب زد و کوب کی جب سب لوگ
 ہوئے تب چھوڑا پس کب ممکن ہے کہ ایسا شخص جابرہ شدید اپنی زوجہ کو
 حالت کفر میں رہنے دے اور کوسمی قابو نہ چل سکے پس اس میں معلوم ہوا

کہ وہ بیان انکار عرض غلطی و علاوہ بران خود انزال الہ اشخاص میں بہت سزاوارا یا م خلافت کر
ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم کی طر منسوب میں چند روایتوں میں لکھا کہ وہ جس معلوم ام کلثوم
زوجہ سابقہ زوجیت میں ہی پس خوال علیا کا بغاوت ام کلثوم سابقہ غلام علی بن ابی طالب قنبر بن
وکیعنا چاہتے تھے کہ اگرچہ یہ دھوہ دفع شبہ کے لیے کافی و وافی تھی مگر چونکہ ان
علماء اسلام کو اہل میں مذکور تھا کہ جب آیہ لامتسکو البصم الکواقر نازل ہوا تو خلیفہ
ام کلثوم مذکورہ کو طلاق دیا جیسا کہ اصابت بن حجر عسقلانی میں ہے تو
اسکی تحقیقات کے لیے تفاسیر اہل سنت پر نظر ڈالی خصوصاً کتب کبیر
امام فخرال دین رازی پر توجہ ہوئی مگر میں سے اس قول کی تصدیق نہ
ہوئی کیسے یہ نہ لکھا کہ اس آیہ کے نزول کے وقت خلیفہ دوم نے اپنی
زوجہ سابقہ ام کلثوم کو یاد دیکر ازواج کو طلاق دیا ہو بلکہ برعکس اسکے
یہ فائدہ جدیدہ حاصل ہوا کہ بعد نزول اس آیہ کے خلیفہ دوم نے
دوسرے ام کلثوم سے بمقام جدیدہ جہان انکو نبوت جناب الیاب صلے اللہ
علیہ والہ میں شک ہوا تھا عقد کیا پس اب دوام کلثوم جاہلیت و اسلام
ملا کر انکی زوجیت میں درآئیں ایک ام کلثوم بنت حرو ل خراعی مادر زید
جو ایام جاہلیت سے عقد میں تھے دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی
جس سے بعد نزول آیہ مذکورہ عقد کیا چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے تبدیل
تفسیر آیہ لامتسکو ازہری سے روایت ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی
اوہستی جوانی میں اپنے شوہر عمر وعاص سے بہاگ کر خدمت رسول خدا
میں حاضر ہوئے اور اس کے ساتھ دونوں ہوائی اس کے عمارہ اور لید

و دیگر روایتوں میں
ام کلثوم

ص ۱۹۱
تفسیر کبیر ج ۱
اصل روایت صحیح بخاری میں ہے
موجودی صورت ج ۱
قسطا لانی ج ۲ ص ۳۳۹
مطبوعہ نو کشور

بھی بہاگ کر آئے پس کفار قریش سے اغرا اور اقربا ام کلثوم کے آنحضرتؐ
 پاس آئے اور کہا کہ حسب شرائط صلحنا مردان لوگوں کو واپس کچھ آنحضرتؐ
 نے عمارہ اور ولیدہ برادران ام کلثوم کو حوالہ کر دیا جب ام کلثوم کی ستر داد
 کا دھوئے کیا تو فرمایا وہ شرطین دربارہ مردوں کے تین دربارہ عورتوں کے
 اور بروایت ضحاک آنحضرتؐ نے فرمایا کہ شرط یہ تھی کہ اگر کوئی عورت بجا کفر
 آئے تب واپس کوٹین اور اگر مسلمان ہو کر آئے اور شوہر دار ہو تو جو کچھ اس کا
 شوہر کا خرچ ہو اہو پیر دین پس بنابر اسی قاعدہ کے آنحضرتؐ نے
 ام کلثوم سے بکلف پوچھا جو اس نے بیان کیا حضرت نے دے دیا اور اس کے
 عمر نے اس ام کلثوم سے عقد کر لیا آئندہ پس اس روایت سے بعض وقوع
 طلاق ام کلثوم زوجہ ایام جاہلیت وقوع عقد خلیفہ دوم ام کلثوم نسبت
 بن ابی حنیفہ کے ساتھ ثابت ہوا و الحمد للہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید روایت ابی حنیفہ
 بیان بھی اشتباہ ہو اگر فرار ام کلثوم کو زوجیت عمر وعاص سے خلیفہ دوم ام کلثوم
 تقارب سم بطور طلاق منسوب کر دیا اور روایت کرنے لگے کہ خلیفہ دوم نے
 ام کلثوم کو طلاق دی یا بعض مساوات خلیفہ اول ابی عبد اللہ نسبت کے
 مرتکب ہوئے ہوں کیونکہ بوقت ہزنہ زوجہ ابو بکر و ابو بکر سے مفارقت واقع
 ہوئی ہے بہر کیف میرا دعویٰ بخوبی ثابت ہوا کہ ام کلثوم خلیفہ دوم کی ایک
 زوجہ ہے تو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت میں تھی و جس سے ام کلثوم
 جو اسلام میں وقت صلح حدیبیہ سے انکی خدمت میں آئی اور نیاں پچیس میں
 تیسری زوجہ عمر کا نام بھی ام کلثوم مرقوم ہے یعنی مادر عاصم بن عمر بن ابی

ام کلثوم کشتی میں دہذہ عبادتہ وعاصم ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن
 حمی الدین یعنی عاصم بن عمر کی ماں ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے
 پس ایک نشہ دوشد بلکہ شکر بخوبی تصدیق ہوئی باقی رہا دعویٰ پنجم یعنی
 اسی ام کلثوم اور زید بن ابیہ نے وقت واحد میں بعد معاویہ وفات
 کیا پس ثبوت اسکا خود اسے سی ظاہر ہے کہ جناب ام کلثوم دختر جناب
 اپنی بھائی جناب سید الشہداء روحی اللہ العدا کے ساتھ معرکہ کربلا میں شریک
 رہیں اور سارے ظلم و جور و ستم و مصائب الامین اپنے بھائی امام حسینؑ
 کے غمخوار رہیں اور بعد شہادت سید الشہداء ایک مدت تک سیری میں امام
 سہاکین پس اگر حضرت ام کلثوم نے عہد معاویہ میں وفات پائی ہوتی جیسا
 کہ رواۃ اہلسنت کا بیان ہے تو معرکہ کربلا میں جو اسکی مدت بعد ہوا کیونکر
 شریک ہوتیں اور کابیکو یہ مصائب و آلام جھیلنے پڑتے پس معلوم ہوا
 کہ وفات کرنیوالی اپنے بیٹے زید کے ساتھ بعد معاویہ دوسری ام کلثوم
 ہے یعنی زوجہ سابقہ خلیفہ دوم اور شریک معرکہ کربلا دوسری ام کلثوم
 ہیں یعنی دختر جناب میرزا خواہر جناب امام حسینؑ ہوں و نون میں کوئی واسطہ
 نہیں صرف نام کے اشتراک نے رواۃ کو اشتباہ میں ڈالا اور بوجہ غم و غم نام
 کے دو اور حورتوں کے مختلف قصے اور منسوب ہی اور در صورتیکہ
 خود صحیح بخاری میں کہ کا قصہ اور مدینہ کا ملاحہ کیا گیا ہو ہے تو اگر روایات
 غیر صحیحہ میں باوجود اسباب اشتباہ کہ توے اوں اشتراک نام ہے اشتباہ
 تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے امر سوم یعنی اسباب اشتباہ دو تین یا بیشتر

۱۰
 واقعہ کربلا
 زیادہ باطل نہا
 قتال الدادی
 دخل قصہ المدینہ
 فی قصہ قریش و طوط
 عدا قاری شری
 صحیح بخاری
 فی البیات صحیح

یہ امر روزمرہ کے مشاہدہ اور ہر روز کے تجربہ سے ہر شخص پیشِ بیداریت کے ظاہر ہے کہ جو امور ہماری نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں اور ذہن میں بلکہ سو نہاراؤں کے دیکھنے والے ہوتے ہیں دیکھی ہوئی بات میں دوسرے وقت کیا دہو کے واقع ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان مشاہدات میں جسکی زیارت حقائق انہار میں لوگ کو نشانِ رستہ ہیں ایسے دہو کے پڑتے ہیں کہ اصل امر کا دریافت محال ہو جاتا ہے چنانچہ مولوی حیدر علی دربارہ عدم تعین قبر مطہر جناب سیدہ نسا را العالمین بصدقہ خیر المرسلین کہتے ہیں اگر مرد اٹل نیست کہ از عبارت کتاب مسطور دریافت میشود کہ مقام قبر او معین نیست پس مسلم بسیارے از قبور بزرگان در صدر اول معلوم ہوو بعد از ان بحجت بعد از ان و تقاوم عہد اختلاف روایات پیش از پیش پیداشت و تحقیق آن کا مینمائی پہلوؤں استحالة رد کمانی از اراۃ العین پس جیسا ایسی قبر مبارک جو زیارت گاہ عام مسلمان تھی و صف سعی ضابطین آثار حافطین اسرار و اخباریون مجو ہو کہ تحقیق و سکی ہم پہلوئے محال قرار پائی تو واسے بر حال اخبار سماعیہ کہ مدارا و سکا نقل و حکایت پر اوہین مشاہدات کی ہے جو یون مجو و سہوئی جاکہ بھر کیف جب دن مشاہدات کی نقل ہونے لگی تو خود دیکھنے والے اس ایک واقعہ کو کئی طرح سے بیان کرتے ہیں اور سنتے والے لوگ ان اخبار سماعیہ کو کتنے مختلف طور سے سنتے ہیں اور اسطرح جب نقل و سکی منتشر ہوئی اور وہ خبر دور دور تک شتر ہوئی تو بلا مقصد وضع و افترا و بکیر کسی سبب خاص و ذاتی ضرورت کے کتنی رنگ بدل جاتے ہیں اصلی

واقعہ تو غایب ہو جاتا ہے اور سیکڑوں نہارون اضافہ و سپر ہوتے ہیں
 پس چینی آنکھوں کی دیکھی بجالی باتوں میں یہ شگوئے پیدا ہوتے ہیں تنکا ہار
 بن جاتا ہے تو جن خبروں کو تیرہ سو برس گزر گئے اور سکی کیا حالت ہو
 جنکا لکنا پڑا نہ ہو ابھی تو دوسے برس کے بعد کہ انہیں سنی سنائی تو انکو
 لوگوں نے لکھا اور سنا بھی دیکھی زبانیں جو ایک طرف کے پکے طرندار
 دوسری طرف کے پورے دشمن تھے اور حسب طرف کے طرفدار تھے وہ سب
 امراء اور سلاطین تھے آل رسول کے جانی دشمن جو صرف اس غرض سے
 کہ اہلبیت رسول کے تو ہیں اور ان امر کے اور ان کے بزرگوں کی مدح و ثنا
 میں احادیث و صغی بنائی جا میں نہارون کر و درون رو یہ انعام میں صرف
 کرتے تھے اور بنائے دالے بھی ایسے تھے کہ خوشامد میں کہو تر بار خارا
 وغیرہ کے لئے خود رسول پر ہمت لگا دیتے تھے پس ان سب حالات میں آیا
 کا موضوع ہو جانا اور غلط خبر و کاشت تہ ہونا ضروریات اور بدریات سے
 اور جب بدرون ان امور کے بلکہ بلا سباب شتباہ روایا مشبہ اور غلط خبر کا
 اہلسنت میں مملو ہیں تو یہاں باوجود سباب شتباہ بلکہ قرآن مجید و جعلی
 ہو نیکی کیونکہ متیقن باشتباہ و جعل بنویں ایک سبب قوی شتباہ
 اشتراک نام واحد ہے تین چار شخصوں میں ایک ام کلثوم دختر ابو بکر و
 ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر فاروق ام کلثوم زوجہ سلامیہ عمر جوئے علیہ السلام
 جناب ام کلثوم دختر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں روایات میں ام کلثوم کا
 حال چوتھے ام کلثوم کی طرف منسوب ہو جانا نہایت درجہ آسان و سہل ہے

بلکہ تفریق کرنا اور علی کرنا خود نہایت مشکل کام ہے بحسب بخاری ساعالم
 امام فن حدیث ایسے اشتباہ میں مبتلا ہوا کہ کہہ کے قصہ کو مدینہ کے قصہ
 میں ملا کر اپنی صحیح میں داخل کر دیا اور تفریق نہ کر سکا تو دوسروں کا کیا ذکر ہے
 اور جب خود امام اعظم ابو حنیفہ کے بارعین بہت سے علمائے اہلسنت کو
 یہی حادثہ پیش آیا تو عورتوں کے بارعین اشتباہ ہونا کیونکر تعجب انگیز ہو سکتا ہے
 جنکی شان سے مستوریت ہو اور تحقیق کی کوئی ایسی ضرورت نہیں جو مستوریت
 اشتباہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت ام کلثوم فریضہ خیران جناب میرزا نواسیان
 حضرت رسولؐ کے بسبب عظمت و جلالت و نہتہا شرافت و کرامت
 نہایت درجہ شہرتیں کہ قریب قریب ہر شخص اسے واقف تھا اور
 بخوبی نیکو جانتا تھا تو اب ممکن ہے کہ جو واقعہ بہ نسبت نام ام کلثوم کے
 سنا گیا وہ بلا تحقیق و تفحص ان حضرت ام کلثوم کی طرف منسوب ہو گیا کیونکہ
 قاعدہ ہے واقعات و حالات اوہنین لوگوں کے زیادہ تر مذکور ہو جاتے ہیں
 جو کی طرح کی شہرت رکھتے ہوں ورنہ گناہوں کو کوئی تنا پوچھا ہی نہیں
 نہ اس سے واقف ہوتا ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہو گا کہ ابن حجر
 عسقلانی نے روایت شرا بخاری ابو بکر میں اسی شہرت کو پیش کیا ہے
 یہ سبب اشتباہ انکار ام کلثوم دختر ابو بکر ہے عقد عمر سے کیونکہ اولاً ام کلثوم
 کے نام ہی سننے سے ذہن کا انتقال فوری طرف حضرت ام کلثوم
 کے ہوا اسلئے کہ بہت سے لوگ تو یہ بھی نہ جانتے ہوں گے کہ دوسری کوئی
 بھی اس نام کا ہے حتیٰ کہ خود علمائے اہلسنت سے بہت لوگوں کو

دوسرا سبب

یہ سبب

ایک نین معلوم ہے اور بالخصوص ابو بکر کی دختر ام کلثوم سے تو اور بھی
 ناواقف تھیں کہ مشہور بیٹیاں اونکی اول درجہ تو بی بی عائشہ تھیں بعد ازاں
 اسما حالانکہ سہ ماہین سے بڑی تھیں مگر حسب قدر لوگ بی بی عائشہ سے
 واقف ہیں اسما سے ہرگز اتنا کوئی آشنا نہیں پیرام کلثوم دختر ابو بکر سے
 واقفیت کیونکر ہوتی اور خود اسکی پیدائش سے تو بعد وفات ابو بکر ہے
 پس محض گمنامی ہی کی حالت میں رہے تو اب جسے خطبہ ام کلثوم کو
 سنا بتا دو فوری طرف حضرت ام کلثوم کے ہونا نیا جب دس سال سے
 ام کلثوم کے انکار کو سنا تو اب یقین کلی ہو گیا کہ یہ وہی ام کلثوم دختر خباب
 امیر المؤمنین ہیں نہ دختر ابو بکر سے اور انکار عقد عمر سے کیا مناسب ہے
 بلا تحقیق و تفحص و نہیں پاک سیدہ کی طرف سارا واقعہ منسوب ہوا جو نویں
 رسول تھیں کہ بوجہ عظمت و جلالت اونسے سب واقف تھے اور اصل حکم
 ام کلثوم کو طرف جناب میرزا کے منسوب کیا اگرچہ بعض لوگ تفرقہ کے
 لئے بنت بھی ذکر کرتے ہیں مگر نہ سب کا یہ قاعدہ کلیہ ہے اور نہ ہر جگہ ہو سکتا
 اور نہ سننے والوں کو خاص کر اسکا خیال رہتا ہے چہ جائیکہ بالعد دیدہ و دانستہ
 ایسی ترکیب کی جائے کہ لوگ مشتبہ ہو جائیں چنانچہ پیشتر راوی اس
 قصہ کے ایسی ہی تھی کہ علاوہ کذب اقرا کے بالعد مرتکب نہ لیں سچ تلبیس
 ہون کہ روایت ہوا اور کی نسبت کرین دوسرے کی طرف جسکو علماء
 محدثین کذب کے ہمسر بلکہ اوس سے بدتر جانتے ہیں پر سبب اشتباہ یہ ہوا
 کہ چونکہ اوس زمانہ کے لوگ یا جو اس کے بعد ہوئے ہندو یا اخبار و آثار شدتاً

چنانچہ دار فطنی نے
 بیان کیا کہ وہ جو بکر
 و مکر منظر ام کلثوم
 کہ تو شاہ عبداللہ
 سے معلوم ہوا کہ
 نسبت ہوا کہ
 اصحاب و رجال و غیرہ
 ہوں ام کلثوم
 کہ وہ

چنانچہ شہاد

خلیفہ دوم سے بہ نسبت جناب میرزا داہلبیت طاہر بن بخوبی واقف تھے
 خواہ زبانی اقرار کریں یا نہ اور انکی شرافت نسبی سے ہی بخوبی آگاہ تھے
 جسپر اکثر صحابہ مومنہ آتے تھے پس جب سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری
 اوراد دہر سے انکار ہوا تو بوجہ شہرت بسکواسی طرف تباہ رہوا کہ ام کلثوم بہ نسبت
 جناب سیدہ ۴ سے خواستگاری کی ہوگی اور جب وہ روایتیں سنیں جنہیں
 مخاطب خلیفہ دوم پہ اپنی زوجہ سابقہ ام کلثوم سے کہ اکثر مقام پر بلاؤ کہ
 بنت وغیرہ نام ام کلثوم لیکر آرا اور حکم کیا یا بلایا وغیرہ جو اکثر روایات
 ایام خلافت میں مندرج ہے تو گمان غالب قریب یقین حاصل ہوا کہ
 حیا ذابا لہ انہیں حضرت ام کلثوم سے انکاح عقد ہوا اور یہ حالات تدبیر میں
 اور جب یہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر فرید بن عمر ان بیٹی نے بوقت وحسد
 وفات کیا اور جناب مام حسین ۴ نے نماز جنازہ پڑھی تو یقین کلی ہو گیا کہ
 یہ وہی جناب ام کلثوم و حضرت جناب میرزا ۳ ہیں پس بلا تحقیق و تفحص اسکے
 محبوبہ عمر کونسی ام کلثوم ہے اور زوجہ خلیفہ دوم جس سے اکثر روایتوں میں
 خطاب کرنا اور حکم کرنا اور تکرار ہونا منقول ہے کونسی ام کلثوم اور اپنے
 بیٹے زید کے ساتھ مرنے والی کونسی ام کلثوم ہے قبول کر لیا کہ بر بنیاد و
 ظلم و ستم کے عقد دل قہ ہوا اور یہ امور تذکرہ بالا انہیں حضرت ام کلثوم سے
 متعلق ہیں اور اس خیال کے کہ کم نسب والا خواہی خواہی تحصیل شہرت
 میں از حد سعی ہوتا ہے پوری تائید کی بلکہ یقین دلادیا زینبا سے
 روایت نے ہی خود اس منہم کو کہ مقصود خلیفہ اس سے استحصال شرافت تھا

[illegible]

سادات و اولاد پس ۱۲۰
 ۱۲۱ خود را بدین امانت سپردند
 ۱۲۲ که در کربلا کشته شدند
 ۱۲۳ که در کربلا کشته شدند
 ۱۲۴ که در کربلا کشته شدند
 ۱۲۵ که در کربلا کشته شدند
 ۱۲۶ که در کربلا کشته شدند
 ۱۲۷ که در کربلا کشته شدند
 ۱۲۸ که در کربلا کشته شدند
 ۱۲۹ که در کربلا کشته شدند
 ۱۳۰ که در کربلا کشته شدند

درجِ ردایت کیا پانچواں سبب شتباہ اضطرابِ عالیشان ہے کہ
 عمر و عاص حیلہ جو سے ملتی ہوئیں جس سے بالبدنیہ معلوم ہوا کہ انکو ایسا
 انتشار و تردد ہوا کہ آخری درجہ عمر و عاص کی کید و کمر سے کام لیا گیا
 پس ضرور ہے کہ قبل تن میر پر زور کے اور لوگوں سے صلاح و شور
 لیا ہو کیونکہ مکر و فریب سے کام لینا بدرجہ مجبوری ہوتا ہے اور اس
 عہد کے واقعات سے ظاہر ہے کہ ہر شخص وقتِ مصیبت جب مرہم
 ہوتا تھا تو جناب میر کی طرف رجوع کرتا تھا حتیٰ کہ خلفا کا کام بھی بظاہر
 عامی نہیں چلتا تھا پس وہی بنیاد پر ممکن ہے کہ حضرت نے عالیشان کے
 اسبابِ امداد کی ہو اور حسبِ خواہش انکے خلیفہ کی فمائش فرمائی ہو اور
 یعنی صغریٰ ام کلثوم دختر ابوبکر کو ظاہر کیا ہو چونکہ خلیفہ اپنے عالی
 سے بخوبی واقف تھے اور صحابہ بھی گاہی گاہی فرج و غیرہ میں موخہ
 آجایا کرتے تھے وہی خیال خلیفہ کو اس عذر پر پیدا ہوا ہو کیونکہ طبیعت
 سب سے پہلے اپنے عیب کا خیال گذرتا ہے کہ شاید اس صلت کے
 قابل ہی نہیں جانتے اور بالخصوص جناب میر کی دخل اندازی نے
 ان خیالات کو خوب بہار ہو چنانچہ اس عبارتِ کامل سے ہی مدح و
 خلیفہ وقت فمائش عمر و عاص ہویدا ہے کہ جب عمر و عاص نے کہا ہم
 ایسی خبر سنتے ہیں کہ معاذ اللہ تم ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہتے
 اور میر خلیفہ نے کہا ہر مضائقہ کیا ہے ہم میں عیب ہے یا دین کا امر
 کیونکہ اس کلام سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کو پیش کیا

۹۷
 قابل ہے
 وقال خاضیہ
 فقال علاء الدین
 ما ذاک بک کون
 اور نہ ہی
 وخالہ العقیقہ

۹۱
اور سپر خلیفہ نے حضرت سہو کہا ہوا چھا ہیجہ دو دیکھیں کم سن ہو (جیسا تم بیان کرتے ہو)
یا نہ حضرت نے عائشہ کو سہما بوجھا کہ ہوا ہونا و اتقون نے یہ سہما کہ خود
حضرت نے عیاذ باللہ اپنی دختر نیک ختر کو عمر کے پاس بھیجا اور سارا واقعہ
ادھر ہی منسوب کر دیا اور سامعین کو بھی یقین ہو گیا ہو چنانچہ مولوی حمید علی
در بارہ اسکے کہ خلیفہ اول کو آنحضرتؐ نے لشکر سامہ کے ساتھ لڑائی پر
جائیکا حکم دیا تھا فرماتے ہیں بسیارے از متکلمین و محدثین از ما مورخون
صدیق انکار کردہ اند و ثمانینی باوجود صرف تمامی ہمت در رد مغنی جبر
روایتی بے سرو پا درین باب نیاوردہ و اہل حدیث انمقوله بزر بانی
کہ صدیق بچیش سامہ نافر نہ بود و اگر کسے گفتہ محتمل ست کہ از لباس طہین ہوا
خور دو بخت نیت شان پے بندہ شاید کہ چون ابو بکر بر اسے اہتمام و تحشیر
یا بر اسے ترخیص سامہ ہمراہ اور فتہ باشد کہ عین جہاد نے سبیل اللہ و در دین
و غنچواری بو مردم گمان برہ روایت نمودہ باشند کہ او ہم تر یا میر ست و اسد اعلم
بحقیقہ الحال انتہے پس جب رواقہ اہلسنت ایسے نافہم تھے کہ اس میں تین
نہ کر سکے کون شخص حقیقہ روانگی لشکر کے ساتھ محکوم ہے اور کون شخص
صرف بغرض ترخیص یا ہے جس سے رواقہ علمائے اہلسنت فریب کیا
پس ایسی رواقہ سے اس بار عین کیونکر تعجب سکتا ہے کہ اس قصہ کو کہ جناب
امیر نے عائشہ بی بی کو سہما بوجھا کہرام کلثوم بنت ابو بکر کو عمر کے پاس
بھیجا خود حضرت ہی کی طرف منسوب کر دیا اور کہا کہ خود حضرت نے عیاذ باللہ
اپنے دختر نیک ختر کو عمر کے پاس بھیجا اور تائید اس احتمال کی کہ جناب امیر

[illegible]

جب انتشار عايشہ دیکھا ہو تو عمر کو سہمایا بوجہایا ام کلثوم دختر ابو بکر کو اونکے پاس بوجہایا ہوا اس سے یہی ہوتی ہے کہ ابو بکر کی زود برائے سماء بنت عمیس بنی خلیفہ اول جناب میر کی زوجیت میں آئیں اور محمد بن ابی بکر حضرت کی ربیب بنی اور حضرت ہی کے حفظ و حمایت میں پرورش پاتی تھی پس نہایت ہی درجہ ترین قیاس ہے کہ محمد بن ابی بکر نے اپنی خواہر عايشہ کی اس نشا ورترو کو (دوبارہ) استدعا سے عمر و انکار ام کلثوم بنت ابو بکر (دیکھ کر) نہایت جناب میر عزمین عرض کیا ہوا یا خواہ عايشہ نے زبانی اُنکے کہلوا یا ہوا یا اپنے سوتیلی ماں اسما سے کہا ہوا و انہوں نے جناب میر عزم سے بات دعا عايشہ عرض کیا ہوا یا بلا استدعا عايشہ بطور خود مستدعی ہوئے ہوں گو کہ انہیں اسما سے اور عمر سے دوبارہ حقیقت بشاہ رسالت و فضیلت ہجرت حبشہ نزاع بھی ہوئی تھے جس پر آسانی خلیفہ دوم کو کذب بت یا عمر کا اور بعد اسکے خود حضرت رسالت مآبؐ آسانی شکایت بھی کی فنت رسول اللہ لیس باحق بی منکر و لا صحابہ ہجرت واحدہ و لکھو انتم اهل السفینۃ ہجرت کا فی صحیح یعنی آنحضرت نے جواب شکایت اسافر یا ہرگز عمر کو تم لوگوں سے زیادہ ہم پر حق نہیں اور نہ تم سے زیادہ او سے استحقاق ہے عمر اور اصحاب کو ایک ہجرت ہو اور تم لوگ اہل سفینہ کی دو ہجرتیں ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے بلکہ بروایت ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری فرمایا کذب من یقول ذلک یعنی کاذب ہے جو وہ جو ایسا دعویٰ کرے کہ تم لوگوں سے زیادہ مستحق ہو ہو بولو کہو سے ہو جناب میر عزم سے مدد لیکتے ہو حضورؐ اور صورتیکہ نسبت اس ام کلثوم

۱۔ عدم معرفت حال
۲۔ سماء بنت عمیس منقطع
۳۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۰۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۱۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۲۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۳۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۴۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۵۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۶۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۷۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۸۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۹۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۲۰۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۲۱۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۲۲۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۲۳۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۲۴۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۲۵۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۲۶۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۲۷۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۲۸۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۲۹۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۳۰۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۳۱۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۳۲۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۳۳۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۳۴۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۳۵۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۳۶۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۳۷۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۳۸۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۳۹۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۰۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۱۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۲۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۳۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۴۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۵۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۶۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۷۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۸۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۴۹۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۰۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۱۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۲۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۳۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۴۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۵۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۶۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۷۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۸۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۵۹۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۰۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۱۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۲۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۳۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۴۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۵۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۶۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۷۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۸۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۶۹۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۰۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۱۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۲۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۳۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۴۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۵۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۶۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۷۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۸۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۷۹۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۰۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۱۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۲۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۳۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۴۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۵۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۶۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۷۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۸۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۸۹۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۰۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۱۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۲۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۳۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۴۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۵۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۶۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۷۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۸۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۹۹۔ سماء بنت عمیس امیرہ
۱۰۰۔ سماء بنت عمیس امیرہ

بنت ابوبکر کے باسدر علی اسماعون بن جعفر سے مقرر ہو تو ضرور ہے
 کہ آسمانی اسکی کوشش کی ہو اور حضرت امیر نے ان جوہات سے
 خلیفہ دوم کی زیادہ تر فمائش وغیرہ کی ہو اور سکوناد اقفون نے اولاً سبھا
 اور سارا واقعہ انہیں دونوں حضرات کی طرف منسوب کر دیا چنانچہ سبب
 اشتباہ یہ بیان ہوا کہ ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر زید پسر پر خباب امام حسینؑ
 نے نماز جنازہ پڑھی جیسا کہ شاہ صاحب اسکو ستوا کر کہا ہے حالانکہ عملاً نماز جنازہ
 پڑھنے کا وظیفہ متعلق بسطان حکام ہے حتیٰ کہ اہلسنت بیان کرتے ہیں کہ جناب امام
 کے جنازہ کی نماز سعید بن عاص حاکم مدینہ نے پڑھی یا اسنیمہ مکن یہ کہ چونکہ بیان چند
 مسائل شرعی کی تعلیم تھی مثل سقوط میراث و تقدیم رجال بر نساکہ اسلام ضرورت ہوئے
 کہ جناب امام حسینؑ نماز جنازہ پڑھیں کیونکہ حضرت برہ کرا و عین کو عی عالم احکام شریعہ تھا
 اور بغیر امام کے عقدہ صل سنن ہو سکتا تھا ایسوجہ اسکی شہرت ہی زیادہ ہوئی اور فقہاء
 مجتہدین نے اپنی سند و سنن اسکو ذکر کرنا شروع کیا لوگوں نے اپنے زہنی قرائن لگا کر سمجھ لیا کہ
 ام کلثوم وہی خواہر جناب امام حسینؑ ہیں زید و سنن ام کلثوم کی بیٹی صل امیر بخوبی مطلع
 نہ ہوئی کہ یہ ام کلثوم وہ سنن ہیں بلکہ ام کلثوم بنت حوئل خراعی زوجہ سابقہ خلیفہ
 دوم مادر زید بن عمر ہیں اور حضرت نے بلحاظ قرابت نماز سنن پڑھی بلکہ دوسری ضرورتوں سے
 جسکا بیان سابقہ قوم ہوا اور فقہاء و مجتہدین اہلسنت ناقصین اس قصہ کے
 وہی لوگ ہیں جنکے باریہ بن خوری اپنے تلبیس البلیس میں فرماتے ہیں
 کہ قدیم فقہا صاحب علم قرآن و حدیث ہوتے تھے اور متاخرین کی یہ حالت
 کہ مداردن کے علم کا کتب مشہورہ حدیث پر رہ گیا مثل سنن ابی داؤد

نقل از
 تفسیر
 سابقہ
 ص ۱۱۰

کے آخر درجہ یہ نوبت آئی کہ استدلال و نکاح و آیات قرآنی سے ہوتا ہے جسکے معنی بھی نہیں جانتے اور ازل و حدیثوں سے سند لائے ہیں جسکی صحت اور موضوعیت بھی انکو نہیں معلوم اور شاہ و سلاطین اپنے رسالہ انصاف میں فرماتے ہیں دوسرے طبقہ جو اہل فقہ و نظر کا ہے ایسے اکثر اسکے حدیث نہیں جانتے مگر بہت ہی کم کہ اسکی صحیح کو سقیم سے اور حیدر کو رومی سے پہچانکر تمیز نہیں کر سکتے بعد اسکے فرماتے ہیں اور وہی اونکے زمانہ میں فقہ مشہور اور اونکے شہر و ملک میں پڑا ریس ہو اگر تاہم پڑا حالت میں تھے کہ چپکے سے شیطان نے انہیں اپنی ایک حکمت عملی دی اور اسنے ایک بڑا دھوکہ دیا اسطرح سے ابلیس نے اپنے خیالات کو اسپر ٹھیک بٹھا دیا اور بہت لوگوں نے اسکی اطاعت و پیروی کی تا آخر چترہ سولوی عبد اللہ اور مولو سے بشیر سہلانی فرماتے ہیں اگر منقول ہے تو انہیں فقہاء سے جو طبقہ سابقہ میں داخل ہیں کہ غث اور رقیق میں فرق نہیں کر سکتے جیسا کہ رسالہ سنی مشکورہ مولوی عبدالحی میں ہے اور وہ لوہیہ نے اس قول کا کوئی جواب نہیں دیا پس جب فقہاء و مجتہدین اہلسنت کے یہ حالت ہے کہ علم حدیث سے بے خبر صحیح و سقیم حیدر و رومی بلکہ فریبہ اور وزم میں تمیز نہیں کر سکتے اور شیطان کی اطاعت و پیروی میں ہنک میں تو اسنے کب اسکی امید ہو سکتی ہے کہ اصل قصہ نماز جنازہ میں تمیز کرتے کہ یہ کونسی ام کلثوم ہیں اور برخلاف قاعدہ مقررہ تعلق نماز جنازہ بخلیفہ و حکام جناب امام علیہ السلام نے کیوں نماز جنازہ پڑھی حالانکہ درحقیقت انکو اسکی

احوال خاصہ

ص ۵۲

انصاف

مترجمہ مولوی عبداللہ

چپر وی مطبوعہ بدایہ

ص ۵۶

ص ۲۷۲

سنی مشکور

تحقیقات کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ غرض و نکل اصل مسئلہ سے تھی جب
مرد و عورت کا جنازہ ساتھ آئی تو نماز کیونکر پڑھی جائے اور میراث کیونکر تقسیم
ہوگی جب قبائل امام معصوم سے صورت مسئلہ معلوم ہو گئی تو انکو اس تفتیش
کی ضرورت کیا تھی کہ کونسی ام کلثوم تھی کونسی بلکہ مخفی ہی رہنے کی زیادہ
ضرورت تھی تاکہ اپنے مقلدین کو بہکانے کا پورا موقع ملے کہ دیکھو جناب امام
کی خواہر حضرت ام کلثوم کا عقد خلیفہ دوم سے ہوا اور جسے زید پیدا ہوا ہے
جب انکا اشقاع اٹھ تو خود حضرت نے نماز جنازہ پڑھی پس اب مقلدین عوام الناس
کے بہکنے اور ان قراین کے ساتھ اعتقاد کرنے اور ان فقہاء کے بہکانیں کیا
ناممکن بلکہ قبول شاہ ولی اللہ شیطاں نے اپنی حکمت عملی و مین کمیسری اور
بڑا دانوں کیلئے اور اپنی خیالات ٹھیک بٹھادی بہر کیف علاوہ انکے اور بہت
سے اسباب شتباہ ہیں جنکو ہم نے اصل کتاب میں لکھا ہے کہ جن لوگوں نے
بلا کسی عداوت و بغض و حسد اور بلا تهمت و وضع واقعات کو
نقل کیا اور روایتیں اسکی بیان کی ان جوہ اشتباہ کے سبب مشتبہ ہو کر
ان دونوں ام کلثوم کے مختلف واقعات کو تیسرے ام کلثوم بہنام کمیطہ
منسوب کیا اور ان سب قصوں کو انہیں کا قصہ قرار دیا و وضع واقعات
لئے تو اگرچہ اسکی ضرورت نہیں ہے کہ کچھ اصلیت ہی ہو مگر جہاں کچھ اصلیت
ہی ہوتی ہے وہاں پورا موقع ہوتا ہے اور تہ لیس رواہ پوری کارگر ہوتی
اور ایسے ہی وضعیات کی تیر نہایت مشکل و راہم ہوتی ہے خصوصاً در
صور تیکہ ان محدثین اہلسنت کی یہ حالت ہو کہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

پسین طبقہ اہل حدیث و اشراک انکی اکثر کوشش و ہمت روایات و طرق کو جمع کرنا
اور ان غریب شاذ حدیثوں کے طلب کرنے میں صرف ہوتی ہیں جن میں اکثر
موضوع یا مقلوب ہیں انتہی چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا کہ کل روایات عقیدہ
ایسے ہی موضوعات اور مقلوبات کی ہیں پس جب غموں و اذکی یہ حال ہو
تو جہان خصوصاً انکو ایسے موضوعات اور مقلوبات کی ضرورت ہے تو انکو
مکر و فریب کی نجات پانا اور اصلی وضعی میں فرق نہ کرنا کیسا اہم ہوگا اعلیٰ منی علیہ
اللہ القلب السلیل والہم المستقیم ولعمریہ ان ہر طرف غم میں نہنگی چننا ہر حال میں
دلائل اشتباہ و اغلاط رواۃ یعنی وہ دلیلیں جس سے معلوم ہو جائے کہ روایات
صور تیکہ باوجود علامات و امارات و اقیعہ وضع و اقرار سے رواۃ موضوعیت
و مجہولیت روایات کے قائل نہ ہوں اور اقرار اشتباہ رواۃ و جہت شرک
نام ضرور ہے گو وہ دلائل حتمال وضع میں ہی بخوبی جاری ہوں مگر یہاں
برہنیا و اشتباہ ہے یہ حد دلائل پیش کرتا ہوں دلیل اول منہر سنی کہ کلمہ
مختوبہ عمر ہے جس پر روایات اہلسنت کا اتفاق و رغودا و کلمہ علیہ السلام
سن شمس ہے حقہ کلاسی منہر سنی سے یہ حد بات نکالی کہ بواسطہ منہر سنی
ہوئے سجد رشوت زسیہ ہو کہ حرام باشد اگر صغیر غمی بودید رش علی اور ابانیر
غمی و ستاد پس اب کیہنا چاہئے کہ عند تحقیق از روئے تواریخ منہر سنی
جناب ام کلثوم بنت ابی العزیز بن علیہ السلام وقت خطبہ عنایت ہوتی
یا نہیں اس مقام پر پہلے تحقیق اس امر کی ضرور ہے کہ سال خطبہ کو کونسا تھا
شعب الدین دولت آبادی کتاب ہدایۃ السعدین یون لکھا ہے عمر گرفت

۱۰۰
(۱) کتب و ترویج شمس سالہ باشد ایضاً ۱۳۳۹
(۲) فساد ذلت کہ عمر فرزند علی ابنہ ابی سعید بن ہذا کی کہ تاریخ حسن و ایشا اس حدیث
(۳) ندعاً ام کلثوم رضی یوحنا صبیحہ تری و اکلام ۱۳۳۲

۱۰۱
نہر سنی
منہر سنی

من مرد پیر معزم از شصت سال با لا شده ام جس سے معلوم ہوا کہ یہ قصہ بعد
شصت سالگی عمر ہے اور از روئے حساب سن شصت سالگی عمر سے
بحری میں ہوتی ہے اور بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سئہ ہجری میں
عقد ہوا جس کی تکذیب خود اسی کے آخری جملہ سے ہوتی ہے کیونکہ وہ ہم بصر کے
کا بھلی دسی سئہ کے ماہ و قاعدہ میں قابل ہے جس کا وقوع ایسے صغیر
کے ساتھ محال ہے بھر کیف ان مختلف بیانات کو لازمہ دروغ گوئی ہے
دایرہ درمیان سئہ اور سئہ ہجری کے اور ان دونوں قنونیں جناب ام کلثوم
بنت ابی المومنین علیہ السلام کا چار سالہ بیچ سالہ ہونا باطل محض ہے کیونکہ اگر
سئہ ہجری والا قول ناجائز ہے تو اس وقت حضرت ام کلثوم کا سن کم سے کم
بارہ برس ہوتا ہے اور اگر سئہ ہجری کا خیال ہو تو حسن حضرت ام کلثوم کا
او سوقت ۱۵ یا ۱۶ برس کا قرار پاتا ہے کیونکہ مصنفین کتب رجال نے بالاتفاق
لکھا ہے کہ ولادت حضرت زینب ام کلثوم بعد کرامت حدیث و رانا نام جناب
رسالت مآب ہوئے امین کیسکو اختلاف نہیں اور چونکہ کسی نے سئہ
لکھا ہوا نہ از روئے حساب جانچنا پڑا پس از روئے حساب تاریخ ولادت حضرت ام کلثوم
سئہ ہجری سے یا سئہ ہجری ہوتی ہے کیونکہ عقب جناب سیدہ سئہ
ہجری کے ماہ مبارک یا ذی الحجہ میں علی اختلاف الروایات ہوا اولاد
باسعادت جناب امام حسن ۱۵ رمضان سئہ کو اور ولادت باسعادت جناب
امام حسین ۲۴ شعبان سئہ کو ہوئی پس بنا براسکے ولادت حضرت زینب
اور ولادت حضرت کلثوم سئہ ہجری میں اور ولادت حضرت رقیہ علیہ السلام

شدہ کو ہوگی کیونکہ بالاتفاق اسقاط محسن سلا بھری بعد وفات رسول
 لکھا ہے پس اس حساب سے ولادت حضرت ام کلثوم سہ ماہی ہجری
 قرار پائی اور اگر حوالین کاملین مع ایام رضاعت کا حساب لیا جائے
 تو سہ ماہی سہ ماہی ہجری ہوگا کیونکہ بعد اسکے زمانہ ولادت رقیہ اور سقط
 محسن کے اقل زمانہ سہ برس کا ضرور ہے جو سہ ماہی ہجری پورا ہوتا ہے پس
 از روئے حساب دل یعنی ولادت سہ ماہی ہجری حضرت ام کلثوم کا سہ ماہی
 ہجری گیارہ برس ہوتا ہے اور سہ ماہی ہجری ۱۴ برس اور از روئے حساب
 ثانی یعنی ولادت سہ ماہی ہجری جس سے کم سن ہو سکتا سہ ماہی ہجری
 ۱۳ برس کا سن ہوتا ہے اور تا بہ سہ ماہی ہجری ۱۴ برس کی عمر قرار پاتی ہے پس
 بیان کہ حضرت ام کلثوم وقت خطبہ عمر جاریا پانچ برس کی ستین روایات
 اہلسنت میں بالاتفاق والاختلاف مذکور ہے غلط ہو یا پس جب صغر سن
 نہ ثابت ہوئی تو کل روایات عقد غلط ٹھہری کیونکہ صغر سن نہ ہونے بالاتفاق
 مذکور ہے پس جس روایت کا سر غلط ہوا دم اوٹھکی کیونکہ رہ جائے گی
 علاوہ برآن جب صغر سن نہ رہی تو ہیچنا ہی نامحرم کے پاس حرام ہوا
 اب یا ارتکاب امر ناجائز کی نسبت جناب میرزا سائیں بنی ہاشم اور خلیفہ
 دیگر صحابہ کی طرف کی جائے یا بطلان روایات کذابی کا اقرار کیا جائے
 جیسا کہ سبط ابن جوزی نے بنا براسی ازوم امر ناجائز کے کچھ روایات
 کو غلط ٹھہرایا جس میں کشف ساق وغیرہ مذکور ہے تو یہ روایات بدرجہ اولیٰ
 غلط قرار دی جائے گی بھر کیف فخر اول روایات کا غلط ہوا دلیل دوم

علیہ السلام کے
 برادرانہ جانیہ
 میں دو برس کا
 تفاوت کرتا ہے
 سبط ابن جوزی کا
 بیان ہے کہ حضرت
 ام کلثوم ۱۳ برس
 کی تھیں جب کہ
 حضرت عمر ۱۴ برس
 کی تھیں

طوبیٰ بن محمد بن علی بن ابی طالب
سلطان کربلا
میرزا حسن
عبدالله بن علی بن ابی طالب
سلطان کربلا
سلطان کربلا
سلطان کربلا

ایضاً متعلق بصغر سنی ام کا بر محمد بن ابیہشت و اعظم علمائے زمانہ مثل
محمد بن عبد بن احمد مقدسی و شمس الدین محمد بن محمد بن زری وغیرہ کے
سلسلہ حضرت ام کلثوم کی جناب سیدہ سے احادیث روایت کرتے ہیں
جیسا کہ اسنی المطالب میں مذکور ہے اور روایت کرنے کے لئے اقل
مراتب ان محدثین نے بالاتفاق یہ قاعدہ مقرر کیا جو کہ وقت قتل روایت
راوی کا سن پانچ برس ہو ورنہ اس سے روایت نہ لی جانے لگی
محکمات فی اصولہم لیس لا اقل وقت وفات جناب سیدہ ۴
کہ سلسلہ سمری ہے حضرت ام کلثوم ۴ پانچ برس کی ہوئیں تو سنی
بارہ برس کے ہوئی و سنی میں ۱۰ برس کی پس اس سے بھی دعویٰ ابیہشت
بصغر سنی حضرت ام کلثوم کہ اس وقت میں چار پانچ برس کی نہیں غلط ہوا
اور مؤید اسکی وہ روایات بھی ہیں جنہیں گواہی دیا حضرت ام کلثوم کا یہ کہ
پر وقت طلب شہادت ابو بکر مذکور ہے گواہی روایت کو یہ لوگ مثل
دعوائے جناب سیدہ و شہادت جناب امیر قبول نہیں کرتے مگر گیسو
یہ نہیں لکھا کہ حضرت ام کلثوم ۱۰ اس وقت قابل اسے شہادت کا قتل
مراتب پانچ برس ہے یہ متین ازینجا ہے کہ بروایت صواعی محرقہ
جب جناب امیر نے حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ ام کلثوم کا حق
خلیفہ دوم سے کرو تو حضرت نے عرض کیا انھما امی یعنی یہ عورت ہیں
مثل سایر زنان اپنے امور میں مختار ہیں جس سے بدو وجہ دعویٰ صغر سنی
کا بطلان ظاہر ہوا لہذا اب تک تو یہ کہ حضرت نے امرتہ کا اطلاق کیا اور جب

[illegible]

تحقیقات مولوی حیدر علی احمد کا اطلاق عورت بالغہ پر ہوتا ہے کہ کسی لڑکی
 پر اور دوسرے خود مختار ہونا بھی حق بالغہ پر نہ حق صبیہ صغیرہ اور غیر قول
 سبط ابن جوزی سے بھی عدم صغر سننی ظاہر ہوئی جو اس سے کس صبیہ
 کو باتفاق تمامی مسلمانان حرام کہا کیونکہ حرمت اسکی متعلق بالغہ ہے نہ صبیہ
 بھر کیف دعوائے صغر سننی بھر طور غلط ہوا پس اس کے ساتھ عمر کا خطبہ
 کرنا جو ادن روایات میں مذکور ہے وہ بھی غلط ہوا کیونکہ اس خطبہ کے
 بعد صغر سننی کا بیان ہوا ہے پس اگر اہلسنت قبول کر لیں کہ بعد روایات بالکل
 غلط ہیں تو کم از زیادہ کہ کی ضرورت نہیں یہ بیان اس صغر سننی کا عذر بہت
 ام کلثوم بنت ابوبکر مخطوبہ عمریقینا صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ولادت اسکی
 باتفاق محدثین سنیہ سنیہ بعد وفات ابوبکر ہے پس سنیہ امین اسکی عمر
 پانچ برس کی تھی تو اسکو چار پانچ کھانا اڑھوے واقعات نہایت درست
 و بجا ہے پس اہلسنت معلوم ہوا کہ یہ سارا قصہ خطبہ اور انکار و اصل رکا اسے
 ام کلثوم سے متعلق ہے جسکو رواۃ نے بوجہ اشتراک نام بلا شتباہ یا بلا
 دوسرے ام کلثوم کی طرف منسوب کیا کیونکہ صغر سننی تنفقہ اہلسنت سے
 اسکے دوسرے نہیں پائے جاسکتے پس اس عذر صغر سننی احتمال شتباہ
 رواۃ کو بدرجہ یقین کامل پہنچا دیا اور جب ام کلثوم بنت ابوبکر کھلمے
 اہلسنت نے صرف اسوجہ سے کہ اسے بلا واسطہ رسول خدا سے حدیث کو
 نقل کیا زمرہ صحابہ سول میں داخل کیا تو اگر اشتراک نام کے سبب سے
 ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کی طرف منسوب کر دین تو ایسے

۹۱
 ام کلثوم بنت ابی
 اسد بن ابی اسد بن ابی اسد

ابن ابی اسد بن ابی اسد
 بن ابی اسد بن ابی اسد

ابن ابی اسد بن ابی اسد
 بن ابی اسد بن ابی اسد

ابن ابی اسد بن ابی اسد
 بن ابی اسد بن ابی اسد

ابن ابی اسد بن ابی اسد
 بن ابی اسد بن ابی اسد

ابن ابی اسد بن ابی اسد
 بن ابی اسد بن ابی اسد

ابن ابی اسد بن ابی اسد
 بن ابی اسد بن ابی اسد

ابن ابی اسد بن ابی اسد
 بن ابی اسد بن ابی اسد

ابن ابی اسد بن ابی اسد
 بن ابی اسد بن ابی اسد

ابن ابی اسد بن ابی اسد
 بن ابی اسد بن ابی اسد

تو ایسے نادانوں سے کیا تعجب ہے تبنیہ غالباً واضعین روایات عقد
 اس خیال سے کہ اس خواستگاری ام کلثوم دختر ابوبکر میں جو بوقت خطبہ
 یا پانچ سالہ تھے خرافت صرچی خلیفہ دوم لازم آتی ہے کہ اس بڑا پے میں
 ایسی کمسن لڑکی سے عقد کرنا چاہا اور بوجہ انکار ام کلثوم بنت ابوبکر انتہا
 عالی نسب خلیفہ دوم اور عدم قابلیت و نکلی ظاہر ہوتی ہے لہذا ان دونوں کا
 یوں دفعیہ کیا کہ اس قصہ کو جناب ام کلثوم کی طرف منسوخ کر دیا تاکہ منقصت
 خرافت و رکاکت و ذرات نسب محمدت استحقاق شرافت و حق شہادت
 و خوف و خشیت سے مبتدل ہو جائے جیسا کہ اور مسلمانین خلفاء کی خرافت
 و حماقتوں کی اصلاح و زرا دارا کین سلطنت نے یونچ کی ہے جس کا نمونہ
 سر مغزن ابن خلدون میں دربارہ عباسہ و بارون بلکہ بوران و مامون مذکور
 ہوا اور جب صحیح بخاری و صحیح مسلم سے انہیں خیالات کی بدولت لفظ
 کا ذبا غادر آخانا اثنا وغیرہ کو نکال دالا ہے تو روایات غیر صحیحہ میں ام کلثوم
 بنت ابوبکر کی جگہ ام کلثوم بنت علی بنادینا اور کھنیا لکھنا کون ایسا مشکل
 کام ہے ازینجا ست کہ عجب موقع سے اس حدیث نبوی کو بھیجی اس قصہ
 میں جوڑا ہے حسین کی کو غور و قائل کا موقع ہے و سئل الذین ظلموا انی منقلب یقلبون
 دلیل سوم یہ کہ روایات اہلسنت میں بیان ہوا ہے کہ مہر ام کلثوم چار
 درہم قرار پایا حالانکہ یہ امر بھی بنا بر فادات اہلسنت غلط ہے کیونکہ تصریح
 شاہ ولی اللہ وغیرہ خلیفہ دوم یہ تھا کہ مہر میں زیادتی نہ کیونکہ جناب رسول اللہ
 نے اپنی کسی بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ کیا جو قریب پانچ سو درہم کے

مہر ام کلثوم
 چار درہم
 قرار پایا
 مذکورہ روایت
 از امام رضا
 علیہ السلام
 چار درہم
 اوقیہ
 چار درہم
 اوقیہ

ہوتا ہے اگرچہ ایک عورت نے روبرو سے خلیفہ تبارک و تعالیٰ سے حکم پر اعتراض بھی کیا مگر خلیفہ نے اپنا مذہب نہ پھینکا اور وہی حکم فرمایا کہ حق بنارہا سکوت خلیفہ مرتضیٰ بفرضی ادب با کتابت بتجارت ازراہ عمر اور ناحق ہونے اس حکم کے جیسا کہ شاہ صاحب تحفہ میں تصدیق کی اور سنہ ۱۲۰۱ میں کہ احادیث صحیحہ میں بھی وارد ہے زیادتی مہر سے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ کسی کرد مہر میں اور بہترین عورت وہی ہے جس کا مہر کم ہو اور خیر اور برکت زیادہ ہو میں نے کہا کہ جس کا مہر کم ہو شاہ صاحب اسے بعد کہتے ہیں کہ آیہ قرآنی سے اگر ثابت بھی ہوتا ہے تو ہوازدہی اگر اہت کے ساتھ پس جب نصوص نبوی مخالفت زیادتی مہر میں بخیر اور خلیفہ کا مذہب بھی وہی ہے کہ زیادتی نہوتے کہ بشکل تمام و ذلہ تک کی رخصت دی جیسا کہ از الہ الخفا میں ہے ان عمر رخصت ان تصدق اللہ بالغبین جس سے اس مقدار کی رخصت بھی بکرہت تمام معلوم ہوتی ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ اس قدر مہر قرار دیں اور جناب امیر ۱۴۰ و سکو منظور کریں جو تمام ازدواج و نبات بنی کے خلاف اور رسم و رواج خاندانی و آیات و احادیث رسول ربانی کے مخالف ہو و علامہ و برآن خلیفہ کی ناداری کی بھید صورت تھی کہ آخر مرتے وقت بیٹ المال سے چھپا سی ہزار کے قرضدار قشرف فرما ہوے جسکو حواج مسلمین میں صرف کیا اور فرزند ارجمند کو ادا سکے اداکاری کے لئے درپوزہ لگے کرنے کی وصیت کر گئے گو ادا سپر ہی ادا انہو ایس کیونکر ممکن ہے کہ اس قدر

۱۷
 جالبین طبعی که سکون
 جالبین زن بنابر عجز است
 از جواب با جواب تا بود انتظار
 اونی الواقع لازم یکدیگر بخالی
 است اکنا لشد که در مقام
 چون چرخودن و فزون شمس
 و توجیه خرج کردن مناسب حال
 اعظم ای بیان نیست ایثار از
 تقسیم بقا و بقا بر الفاظ چرخ است
 نمی آید الا اگر مقصودان زن
 از نادانان آید ثبات نهار است
 بمثلات هوید و پس چرخ
 فتنه میریزد یکدله جلاوت
 مجنونی فتح است از آن روی
 انطوائی غریب ایست تابان
 فی اصلق الخ تحفه صراف
 صراف منیر القاری
 شربت صحیح بخاری است مطبوعه
 دکن

عہد خلافت عمرؓ میں اور اونکی کوٹھی والا دشمن ہوئی اس لئے پس برائے خدا
 غور فرمائے کہ جب عون بن جعفر جنگ تستر میں بعد خلیفہ دوم شہید ہو گیا
 تو پیر بعد عمر کا عقد حضرت ام کلثوم کے ساتھ کیونکر ہوا پس جیسے صدر
 روایت غلط ہوا ویسا ہی آخر روایت بہر غلط ہوا ہاں یہاں سے اس
 احتمال کی التبتہ بخوبی تائید ہوتی ہے کہ یہ قصہ خطبہ و اصرار و انکار تمام تر
 ام کلثوم و دختر ابوبکر سے متعلق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر
 کے نسبت انہن عون بن جعفر سے مقرر تھی ہوا سئلے کہ اس نسبت میں
 بعد شہادت حضرت جعفر طیار زوجیت ابوبکر میں آئی بتیں پس وہ سب
 یہ نسبت اپنے تیسرے فرزند کی اس دختر ابوبکر سے مقرر کی ہو کیونکہ دو فرزند
 لکے عبداللہ و محمد تو حضرت زینب ام کلثوم سے منسوب ہی تھے
 خالی تھی فقط تو عون بن جعفر اونکی نسبت اس ام کلثوم و دختر ابوبکر سے
 مقرر کی ہو پس اس صورت میں دو سر اذہر و روایات اہلسنت میں جناب ام
 کی طرف منسوب ہو وہ بھی صحیح ہو گا کہ جب عذر صغر سن ام کلثوم و دختر ابوبکر
 کو حسب فرمائش عائشہ حضرت نے بیان کیا ہوا اسکے ساتھ یہ عذر بھی
 پیش کیا ہو کہ خلیفہ اس حکم بنوئی کو یاد کر کے باز رہیں کہ جب یک طرف سے
 خواستگاری ہو جائے تو دوسرا خطبہ نہ کرے اور اس صورت میں شرکت
 جناب امیر حمایت بی بی عائشہ میں دوبارہ باز نہ کہنے خلیفہ دوم کے
 عقد ام کلثوم بنت ابوبکر سے بات نہ جائے بی بی عائشہ یا بات نہ
 اس نسبت میں نہایت قرین قیاس ہے کیونکہ علما و انکار ام کلثوم

ذکر عون بن جعفر الفضا
 فی عہد رسول اللہ
 امہ ایضا احادیث
 ایضا نسبت و انکسبہ
 ذخائر النبی ص ۱۱۱

خود عون کے خیال سے زیادہ کوشش کر نیکی حاجت تھی بحر کیف اس
رو سے بھی اشتباہ روایت کا قایل ہونا ضروری ہو اور اسکا اثبات کرنا
کہ جو شخص محمد عمر میں مر چکا وہ بعد خلیفہ کیونکر زندہ ہوا اور اسنے کحل کیا
ولیلین ترجمہ اربعی ون روایات متذکرہ بالا میں بالاتفاق بیان ہوا ہے
کہ بعد وفات عون و محمد فرزندان جعفر کی بعد دیگرے عقد حضرت ام کلثوم
کا ساتھ عبداللہ بن جعفر کے ہوا بلکہ خود جناب میر نے یہ عقد کروایا اور اس
سماویہ میں حضرت ام کلثوم اور انکے فرزند زید نے ساتھ بی وفات
کیا اب یہ کہنا چاہئے کہ یہ امر صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ
بن جعفر شوہر تھے حضرت زینب خواہر حضرت ام کلثوم کی اور حضرت زینب
علیہا السلام بھی مثل حضرت ام کلثوم بالاتفاق تابعہ کر رہا بلکہ بعد اس کے
زندہ رہیں اور کسی نے یہ نہیں بیان کیا کہ معاذ اللہ حضرت عبداللہ نے
جناب زینب کو کبھی طلاق دیا ہو پس بدو بی وفات حضرت زینب کیونکر ممکن
ہے کہ حضرت عبداللہ جناب ام کلثوم سے عقد کر کے حج بین الاختین کے
مرتب ہوں اور خود جناب میرؒ ایسا نکاح کر جائیں تو اب ضرور ہوا کہ اہل بیت
حضرت ام کلثومؑ کے تابعاً بعد وفات حضرت زینب قایل ہوں جو بعد مر
کر بلا ہے یا قایل بعدم وقوع نکاح ہوں صورت اول میں وہ روایات
غلط ہوتے ہیں جس میں وفات حضرت ام کلثوم زید فرسی کے ساتھ عقد معاہدہ
میں مذکور ہے صورت ثانیہ میں وہ کل روایات غلط ہوتی ہیں جس میں صغریٰ
حضرت ام کلثوم و خطبہ عمر و اصرار و انکار و وقوع نکاح بعد عمر عون کے ساتھ

اصحاب
صوفیہ
اسماء صوفیہ
دفاع از اشعری صرف
اصحاب
صوفیہ

بعد اونکے محمد بن جعفر کے ساتھ ہوا اونکے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ
 مذکور ہے پس اس سے بھی مطلوب الحق حاصل ہوا غریب ہوا کہ ہونو
 کشتہ ہوا سسکا بہ طور چونکہ روایات و اہمید و ذنون صورتوں کی اہمیت
 کے بیان اس کثرت سے ہیں کہ انکار کلی و نکاحین کر سکتے نہ خود میر
 ابھی فرمائش سے لہذا ضرور ہے کہ بنا بر دلائل محققین محدثین اہمیت اس
 قاعدہ پر عمل کوین جو محدثین میں بکثرت جاری ہے جسکا ارتکاب مذکور
 امرون کے لیے کرتے ہیں یعنی یہ کہ قایل ہوں بوجہ اشتباہ
 رواۃ کہ او سے لوگ بوجہ اشتراک اسی مبتلا سے عرض اشتباہ
 ہوئے اور وہم و خطا میں گرفتار ہو کر ایک ہنس ایم کا واقعہ
 دوسرے ہنس ایم کی طرف منسوب کر دیا کیونکہ ممکن ہے او سے
 ام کلثوم بنت ابوبکر کا یہ واقعہ ہے ہو جسکا خطبہ نسیقہ دوم نے
 کیا اوسکے انکار سے بے بے عایتہ مضطر ہو میں جناب امیر
 علیہ السلام نے بوجہ بات مصرحہ بالا حمایت عایتہ کے ہوا اور
 بعد رفع فتنہ و فساد اس ام کلثوم کا عفت دعون بن جعفر سے
 اور بعد مشاوت اونکے عہد عمر بن عبد اللہ بن جعفر سے ہوا ہو
 کہ راویوں نے باشتباہ و اشتراک اسی جناب ام کلثوم سے
 کی طرف منسوب کیا اور یہ نہ سمجھے کہ باوصف زوجیت و موجودگی
 حضرت زینب قوع عقد محال ہو لیل ششم شاہ عبدالعزیز نے امیر و
 تو اتر کیا ہے کہ حضرت ام کلثوم سے کہ یہ پیدا ہوئے عمر نے بنام اپنے

بہائی زید کے انکو سے کیا پزیرید بن عمر ایک خانہ جنگی میں کیسی ہاتھ سے
زخمی ہو کر فری اورمان اورنگے ام کلثوم جو پہلے سے بیمار تھیں اونہوں نے
بھائی اسی روز انتقال کیا دونوں کا جنازہ ساتھ آیا جنابا مام حسین ۱۴ اور
عبداللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا مولوی حیدر علی نے بھی سپرد
دعائے تواتر کیا ہے اور اسکی بھی تخصیص کی کہ خاص عہد معاویہ میں
یہ واقع ہوا پس اب دیکھنا چاہیے کہ از روئے واقعات تاریخی کہاں
اسکی تصدیق ہو سکتی ہے کیونکہ اولاً انکے بیان میں اختلاف ہے کہ وہاں
بھی ہوئے یا نہ مگر ہم اس سے بحث نہیں کرتے پہلے زید سے بحث کرتے ہیں
کہ اوںکو شیخ عبدالحق وغیرہ زید اکبر کہتے ہیں اور عبداللہ اور عبد الرحمن بن
عمر کے بعد فکر اولاد عمر بن دیگر اولاد پر انکو مقدم کیا ہے شاہ صاحب کلام
بھی معلوم ہوتا کہ قبل انکے کوئی دوسرا انکا عمر کا سسے زید نہ تھا کیونکہ اپنے
بہائی کا نام رکھا اگر کوئی دوسرا زید عمر کا بیٹا ہوتا تو اسنام رکھنے کی ضرورت
کیا تھی اور چونکہ یہ عقد آخری وقت میں ہوا پس معلوم ہوا کہ یہی ایک زید
اوںکا بیٹا تھا حالانکہ تبصریح صاحب کامل و دار قلمیے بنقل شاہ عبدالحق
ثابت ہے کہ زید بن عرام کلثوم بنت جردل خراعی زوجہ سابقہ سے
پیدا ہوا جو ایام جاہلیت سے عمر کی زوجہ تھی گواسمیں اختلاف ہے
کہ عبید اللہ بن عمر برادر حقیقی زید یعنی بطن ام کلثوم مذکور سے تھا
یا نہ مگر اسپر اتفاق ہے کہ زید بن عرام کلثوم بنت جردل خراعیہ کے
بطن سے تھا پس اگر اسکے قابل ہوں کہ زید پسرام کلثوم خراعیہ چوتھا

پیدا کبر فرضی سے تو وہ روایت غلط ہوئی ہے حسین طلاق م کلثوم خراعیہ بعد
 نزول آیہ امتسکوا درج ہے کیونکہ جب وہ زوجیت ہی میں رہی تو زید اصغر
 اوس سے پیدا کیونکہ ہوا حالانکہ ولادت زید ام کلثوم خراعیہ سے یقینی ہے
 اور اگر یہ احتمال پیدا کین کہ زید بن ام کلثوم خراعیہ بڑا تھا اس زید فرضی سے
 جسے بطن جناب ام کلثوم سے قرار دیتے ہیں تو پھر زید اکبر کیونکر ہو سکے
 علاوہ برآن جب زید بن عمر ہوئے دوام کلثوم سے تو حالات اسکے
 بھی لگ لگ ہونے چاہیے کہ یہ زید اور ام کلثوم فلان وقت مرے
 دوسرے زید دوام کلثوم کی یون وفات ہوئی جیسا کہ کل ولادت سے کہ
 دختران خلیفہ دوم کا حال علیہ علیہ باجمال و تفصیل عقد وغیرہ مرقوم ہے
 بخلاف ان دونوں زید اور دونوں ام کلثوم کے کہیں بجز ایک دفعہ وفات
 ایک زید اور ایک ام کلثوم کی دوسرے ام کلثوم زیدمان بیٹے کا کوئی
 حالی وصف تفحص و تلاش نہیں ملتا جس سے بہدلیت عقل سلیم معلوم ہوا
 کہ دراصل ایک ہی زید بن عمر تھا بطن ام کلثوم بنت حریز خراعی زوجہ سابقہ
 عمر سے پیدا ہوا نہ دوسرا نہ تیسرا جہاں راویوں نے بوجہ اشتراک نام
 دوام کلثوم بلکہ قین ام کلثوم کے مختلف کے قصوں کو جو تھے منام کیطرت
 منسوب کیا وہاں اصلی زید کی نسبت بھی اودہر ہی لگادی اوسکے ساتھ
 اصلی زید دوام کلثوم کے حالات بھی سی فرضی زید دوام کلثوم کے سرسٹا
 اصلی مان بیٹے تو غایب ہو گئے اور فرضی اصلی بن گئے اور اگر اس قدر
 فقر کی کوئی شبہ ہو تو سن و سال جو ٹہلے جسے ولادت زید بحال ہوئی

کیونکہ عقد جیسا کہ سابقہ قوم ہوا دایرہ ہے درمیان سند اور سند
 اور حضرت ام کلثوم کا وقت عقد چار پانچ برس بیان ہوتا ہے اور قاتل
 خلیفہ دہم ستائہ ہجری ہے لیکن وقت سال کی یہ اگر ستائہ میں چار سالہ
 قاتلہ میں کہ وہ وفات خلیفہ ہے دس برس کی ہو گئی اور وہیں کی لڑکی
 کے لڑکا ہونا خالی از استبعاد نہیں خصوصاً در صورتیکہ دو تین برس قبل
 از وفات خلیفہ کے قوت باہ کو زوال کلی ہو گیا ہو چنانچہ عقد عاصم بن عمر
 والی روایت سے ظاہر ہے کہ خلیفہ نے فرمایا ولو کان فی بیکر حرکت الی
 لہ لیسبقہ احد الیہما یعنی اپنی اولاد کو منع کر کے کہا اگر تمہارے باپین
 رفتہ حرکت نسوانی باقی ہوتی تو اس بارہین کو ہی ادبہر سبقت نہ لیجاتا
 جس سے فقدان باہ اس زمانہ میں یقیناً ثابت ہوا چہ جائیکہ از روے
 فطرت بھی یہ قوت کم تھی اور دوسری قوت کو غلبہ تھا چنانچہ ان روایات
 سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے جنہیں خلیفہ نے کہا تم تصنع و تکلف عورتوں
 تعلق کرتے ہیں اور جب قدر عورتوں سے خطبہ کرنا ہم پر گران ہوتا ہے دوسرا
 کو می امر نہیں گران ہوتا بلکہ خود ان روایات موضوعہ عقد سے ظاہر ہے
 کہ خلیفہ نے کہا کہ ہکواب باہ نہیں ہے نسوان کی حاجت باقی نہیں ہے
 پس وہ سالہ لڑکی سے باین پیری و نعل شتیج المشایخ لڑکا ہونا سراسر حرکت غیر
 سالانہ اگر اسکان عقلی نہ عادی نکلتا ہی ہے تو ایک لڑکے کا ہونا خیر بیطرح
 ممکن ہو سکتا ہے بخلاف دوسرے لڑکے کے جس کا رقیہ نام بتاتے ہیں
 کہ وہ تو بالکل محال ہے کیونکہ قبل از زہ سالگی عورتوں کو بلوغ نہیں ہوتا

ص ۱۹۶
 ارالہ الفقہ
 مقصد ۲

چہ جائے تحمل حال ورنہ سالگی پوری ہوتے ہی سترہ مین اب ایک سال
 مکمل خلیفہ کی حیات کا زمانہ باقی ہے اس مین دو دلازمین کیونکر ممکن ہے
 اور اگر سترہ مین عقد مانا جائے تو جو لڑکی و سوقت چار سالہ تھی سترہ مین
 کہ سن فات ہے ہفت سالیانہشت سالہ ہو گئی اس سنکی لڑکی نہ بالغ ہوتی
 نہ حاملہ ہو سکتی ہے یقیناً محال ہے پس تولد زیادہ اس م کلثوم حبس کو
 عقد سترہ یا سترہ مین چار سالہ بیان کرتی مین یقیناً محال ہے چہ جائیکہ ایک
 لڑکی بعد اوسکے پیدا ہو چہ جائیکہ وہ زید اکبر ہو کہ اصغر کا ہونا ہی محال ہے
 حالانکہ اصغر اولاد عمر اس مین کو کہتے مین نہ رقیہ کو بلکہ زینب کو اصغر اولاد عمر
 بیان کرتے مین جو بطن ام فکیب سے پیدا ہوئے مہر کیف یقیناً معلوم ہوا
 کہ زید نہ کورا اصلی زوجہ ام کلثوم بنت جردلی خراعیہ سے تھا جسکو مقصد موضوعہ
 عقد کے ساتھ حضرت ام کلثوم علیہا السلام کی طرف منسوب کر دیا دوسرے
 وفات زید و ام کلثوم مادرش بوقت واحد عدم معاویہ مین اور بھی اسکی تائید
 ہوئی کہ یہ وہی اصلی ام کلثوم ہے جو ایام جاہلیت سے خلیفہ دوم کی زوجہ
 تھی جسکے بطن سے زید بن عمر منولہ ہوئے کیونکہ جناب ام کلثوم بنت جفا
 امیرہ باتفاق روایات فریقین شریک معزکہ کہلا تین چنانچہ مقتل ابو مخنف اور
 مشد ابو اسحق سفرانی اور روضۃ الشہداء علیہ السلام کا خطی اور روضۃ الصفا
 اور حبیب السیر وغیرہ مین تفصیل تمام مرقم ہے چنانچہ عبارت مقتل ابو مخنف
 یہی متوجہ ہو مین ام کلثوم طرف مسجد رسول کے یا کتبۃ العین و محراب
 اور کہا اسلام علیک یا جدۃ مشد ابو اسحق مین ہے آگے بڑھیں حضرت

سختی داد به دشمنان و سختی داد و خضرت ام کلثوم به او لب و نه الحمد لله الذی کرمتنا محمد
 طهرنا تطهیر اشکر خدا را که گرامی کرد ما را محمد و پاک کرد ما را پاک کرد فی باطن یاد
 کیفر دایم قدسرة الله چگونه دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمودند
 یجمع الله بیننا و بینکم الخ بعد اسک لکته بین کوفیان حال خرابی دو مان نبوت
 و بزند و گریستند ام کلثوم گفت که ای مردم کوفه حالا بر سر چه گریه می کنید
 بعد اسک لکته بین زید و جوابی بفرستید که نذیرتو چه لطف زنان بیتیان
 اهل بیت شده زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک تر طلبید چشم حضرت زینب
 چون بر سر مبارک شاه شهیدان افتاد و گفت و اجداه و امجداه بعد از آن خطاب
 به زید کرد و گفت هیچ نمیدانی که زنان خود را در سرای برده عت و حجاب نشاندی و
 دختران رسول خدا را باین بے پردگیها بر شتران سوار کردی و در مجمع مردمان
 پیش خود طلبید خود را قیامت از عهده عمل خود چه جوابی انی داد و زید پسر
 که این که ام زن است گفتند زینب خواهر حسین ۴ و دختر فاطمه زهرا پس از آن کلثوم
 برخواست و بر سر حسین افتاد و لب دندان خود را بر آن لب و مان چنان لب
 که بیوش شد بر زمین غلطید چون بهوش آمد دعا بے بدر و حق زید کرد و
 که یزید متع از دنیا نیامی و چنانکه مادر و ملا انگندی تو هم در دنیا و عقب و در راحت نیستی زید
 پلید گفت مگر این زن هم خواهر حسین گفتند که این کلثوم دختر فاطمه است و در کتابنا بیامده
 بین شیخ سلیمان لم یجی قن و زری لکته بین ما ام کلثوم فحین توجهت المذنبه جعلت علی
 تقول صدیه جانا لا تقبلینا فی المعرکات و الاخران حیثما نضربناک بالاک
 جویا لا رجال لا یبذلون رءسهم و انما یبذلون رءسهم و انما یبذلون رءسهم و انما یبذلون رءسهم

ص ۹۱

ص ۹۲

جسکا درجہ تو اس سے بھی بڑا ہے کہ دو یقین میں با اتفاق یہ اس علم اور چونکہ شریک الشک میں بلکہ جان
روایت شدہ کو جو علامات جعل و وضع سے خالی ہو بالاسان العین قبول مآثرین تو اس میں باخفا
روایات شیعہ بھی یقیناً علامات جعل و وضع سے بے یقین قبول ہو کر جو بحایت اشتہار علم نقل
نہیں کرتے کہ ہر کہہ دہس سے واقف ہوا در اخبار اور اقوال ان حضرات کے
علیحدہ علیحدہ کتب سیر تواریخ و لغت وغیرہ میں بھی قوم جناب پختہ بایا بن
فیر میں ہے جو کتب مشہور معتبرہ الہست سے ہے بذیل لغت فرت فی حدیث
ام کلثوم بنت علی قالت لا اهل الکوفۃ اهل من امی کید فرشتہ رسول اللہ ص الفرت لغت

بالفہم والادی فیہ یعنی حضرت ام کلثوم اہل کوفہ سے فرمایا جانتے ہو کس جگہ کو رسول خدا
کے غم والہم سے پارہ پارہ کیا پس جب با اتفاق فریقین جناب ام کلثوم شریک
معرکہ کر بلا ہوئیں تو انکا اشغال تھا خواہ بہر اسے زید ایام خلافت معاویہ
میں یقیناً غلط ہوا اور اسطرح وفات اونکی ضرر سنی میں حبسیا کہ ہدایہ
السعدی غلط ہو لہذا بغرض تصحیح روایات متناقصہ و تطبیق وقایع متخالفہ
بنابر داب محققین محدثین ضرور ہو کہ قابل ہوجم و اشتباہ رواۃ ہوں حبسیا کہ
احادیث صحاح وغیرہ میں اسی بنیاد پر جمع و توفیق کیجاتی ہے پس معلوم
ہو کہ ایک مہنام کا واقعہ دوسرے مہنام کی طرف منسوب کیا کیونکہ ان میں
ساتھ مرنے والے وہی صلی ام کلثوم زوجہ سابقہ خلیفہ دوم ہوا دراصلی
کہ ایام خلافت معاویہ میں ان میں صلی ساتھ مرے اور جناب ام کلثوم شریک
معرکہ کر بلا در جناب میرو دوسری ہیں جنکو زود بیت عمر سے علاقہ ہے
تا بنیت زید بن محمے مرو کا اور مروید کے یہی ہے کہ عبد اللہ بن حسنہ

کا عقد کرنا حضرت ام کلثوم سے بعد محمد روایات اہلسنت میں بالبقا
 مذکور ہے گو اس میں اختلاف ہے کہ وفات عبداللہ قبل ہے یا وفاق
 حضرت ام کلثوم مگر عقد عبداللہ بن جعفر مسلم ہے تو اب یہ بیان کہ بعد
 معاویہ وفات کیا غلط ہوا کیونکہ باوجود موجودگی حضرت زینب عفتہ
 عبداللہ محال ہے اور حیات جناب زینب ام کلثوم تا معرکہ یربلا کہ
 سترہ ہجری سے مسلم تو لا بد وقوع عقد بعد وفات حضرت زینب
 ہوگا اس سے بھی بیان وفات بعد معاویہ مغریہ غلط ہوا چنانچہ تھامہ
 اس امر کی اس روایت اصحابہ سے بھی ہوتی ہے فقہ و جہا اخوہ
 عبداللہ بن جعفر خاتمت عندہ یعنی عبداللہ بن جعفر نے حضرت ام کلثوم
 سے عقد کیا اور اس سیدہ نے اوئیں کے بیان انتقال کیا کیونکہ
 اس روایت میں کوئی ذکر زید وغیرہ کی وفات کا نہیں ہے لیکن صورت
 یہ دعویٰ غلط ہوا خصوصاً اور صورتیکہ وفات عبداللہ مقدم ہو برفاق
 حضرت ام کلثوم پس اس صورت میں اور بھی یہ بیان کہ ان بیٹے نے
 ساتھ بعد معاویہ وفات کیا غلط ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ نے
 سترہ عہد خلافت عبدالملک میں انتقال کیا پس اس صورت میں ہے
 تصحیح روایات کے لیے اشتباہ روایات کا قایل ہونا ضروری ہوگا کہ بعد
 ام کلثوم جسنے اپنی بیٹی زید کے ساتھ عہد معاویہ میں انتقال کیا وہ
 زید بعد سابقہ خلیفہ تھی نہ حضرت ام کلثوم بنت جناب میر جعفر شریک ہو کہ
 کر یا رہیں کہ اس صورت میں وقوع عقد ساتھ عبداللہ بن جعفر کے بعد

۱۱۷
 احادیث اہل السنین

عبداللہ بن جعفر عفتہ

رشیادات عندہ

بہین جعفر و ام

بہین معاویہ

اسا الرجال شافعی

سج عبداللہ بن جعفر

سج و زینب

سج زینب بنت جعفر

سج زینب بنت جعفر

بعد وفات حضرت زینب ممکن ہے اور تقدم وفات عبد اللہ یا حضرت
ام کلثوم بھی ممکن ہے جسکو ہم بعد اسکے لکھیں گے **تلبیہ** واضح
رہے کہ ہر حذیبہ ادا لہ جو مذکور ہوئے ابطال واقعہ کا نہ کے لئے کافی اور
احتمال شتباہ رواداہلست کے لئے حجت شافی ہیں کہ اگر دہ العروہ باغ ہو
اپنی کرین تو ان لایل کو اوٹھانین سکتے مگر چونکہ غرض راقم تحقیق اصل
واقعہ پر مجاہدہ و مکاہرہ با اہلست اسوجہ سے بطور مصالحہ و مسالہ
گفتگو کی اور قابل بہ شتباہ روادہ ہوئی جسکو ہزاروں جگہ علمائے
اہلست اپنی روایات صحیحہ میں صرف کرتے ہیں لہذا قرائن اور دلائل و
اسباب شتباہ پیش کئے اب اسکی حاجت نہ رہی کہ ہم اور دلیلیں سپر
قائم کرین مگر چونکہ تحقیق کے لئے ہر پہلو و جوانب پر غور کرنا لازم ہے
لہذا کچھ محاضرات خارجہ در کچھ مویات داخلہ اور ذکر کرتے ہیں تاکہ
تحقیق کے لئے کوئی حاجت منظرہ باقی نہ رہے اور محققان و دانشور و
منصفان نکتہ رس کی بخوبی تشفی ہو جائے **معاصل خارجہ**
اول قصہ مغیرہ بن شعبہ ہے جس سے اسکا بیہ واقعہ نکاح خلط بیان
کیا جاتا ہے اوسے اسکا بیہ واقعہ صحیح ہے کہ مغیرہ بن شعبہ صحابی نے جو تیسرا
سرحد دار اہلست و جماعت اور احباب خاص خلیفہ دوم سے تہا کہ بدلت
خلیفہ حکمران بصرہ جو ام حبیلہ نامی زن زانیہ سے زنا کیا تین صحابے
ابوبکر موملے رسول شبل فغ نے دوسرے خلیفہ دوم پوری شہادت
اداکر شاہد چارم نے تعلیم خلیفہ دوم شہادت کاملہ میں اتنی کسر لکھی

ماہی طبری ابو الفدا
و غیرہ تفصیل کے
تتبع المطالعین
جلد دوم صفحہ ۵۹
میں ملاحظہ ہو

کہ جس طرح سلاسی سرمدانی میں جاتی ہے اور سطر حنین دیکھا جس
 خلاف حکم در اسے جناب میٹر کیونکہ حضرت کو اسکے رجم کرنے پر ایسا
 حتم تھا کہ ہمیشہ بعد اسکے فرماتے رہے اگر میرا دست رس ہوتا تو مغیرہ پر
 حد جاری کرتا مغیرہ کو خلیفہ دوم نے حد زنا سے رہائی دی اور اصحاب
 ثلثہ پیرت لگانے کی حد جاری ہوئی جب موسم حج میں خلیفہ دوم نے
 ام حبیل مذکور کو دیکھا تو مغیرہ سے پوچھا اس غورت کو پہچانتا ہے مغیرہ نے
 (بر بنیاد اس عداوت کے جو جناب میر سے اسکو مثل دیگر صنما حاصل
 تھے و نیز اسوجہ سے کہ حضرت کو اسکے حد جاری ہونے پر اصرار تھا)
 کہا ہاں معاذ اللہ یہ ام کلثوم بنت علی ہے عمر نے کہا تو تمہی تجاہل
 عارفانہ کرتا ہے مجھے ہرگز گمان نہیں ہے کہ ابوبکرہ مولے رسول نے
 تجھے جھوٹی گواہی دی ہو اس حد جاری کرنے پر مجھے واللہ ہر وقت
 گمان ہوتا ہے کہ کہیں آسمان سے مجھ پر سنگ باران نہواں منتہی تاریخ
 طبری اس روایت کے شرح پر ہرگز کوئی مسلمان قادر نہیں کہ مغیرہ نے
 کس نے ادبی کا کلمہ استعمال کیا اور خلیفہ نے تنبیہ و تادیب سے ملعون
 کی نہ کی سبحان اللہ فرضی مقام پر دختر ابوبکر کے نام لینے سے جو ادبی
 ثابت ہوا اور واجباً تعزیر قرار پاتی اور یہ ملعون ایسا کلام بے ادبانہ کرتا
 خلیفہ کو کچھ خوش ہی نہیں آتا نہ تلوار ہی چلائے تے میں نہ درہ لگاتے ہیں
 نتیجہ پر حد جاری کرنے سے تو آسان رجم کا خوف ہوتا ہے اگر
 کلمہ سے تعلق جہنم کے ہرگز کے کا بھی در نہیں ہر کیف جس طرح اس کلمہ

الغلام محبت و دلا سے صحابہ و خلیفہ دوم با جناب امیر و اہلبیت علیہم السلام
ظاہر ہوتا ہے اور سیطرہ الغلام وقوع عقد مذکور ہی ظاہر ہوتا ہے
اور وضعیت روایات بھی یہی ہے کیونکہ پہلا جملہ صغریٰ تو اس تشبیل سے
بالبدیہ باطل ہوا اس لئے کہ ممکن نہیں کہ کسی احمق ہی ایسی تشبیل محل صریح
البطالان بیان کرے کہ تیس چالیس برس کی عورت کو تین چار برس کے
لڑکی قرار دی خصوصاً مغیرہ ایسا عاقل جس کو اہلسنت نے عقلاً و عربیہ
منتخب کیا ہے بھر کیف اسکے ساتھ دوسرا جملہ یعنی وقوع عقد بھی باطل ہوا
کیونکہ اگر عقد ہوا ہوتا تو کیونکر ممکن تھا کہ مغیرہ ایسا کلمہ خلیفہ کے روبرو نکالتا
اور خلیفہ کو بھڑا موس کا ننگٹا بھی نہوتا جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ
یہ واقعہ عقد محض غلط اور سراسر تمسک اور افتراء ہے پس تصحیح روایات کو
استدلالاً بابتہا در اۃ ضروری ہوا و سہرے مسئلہ کفارۃ ترجمہ
صواعق محرقہ میں ہے بداندک از احادیث سابقہ معلوم شد کہ انجہ صاحب
تلخیص از اصحابا گفتہ کہ از خصایص پیغمبر است کہ اولاد نبات انحضرت
بآنحضرت منسوب اند در کفارۃ و غیر آن دانا اولاد نبات دیگر با جہاد و مادر
منسوب نمیشوند در کفارت و غیر ذلک قول دوم وجہ است و معنی انتساب رسول
کہ از خصوصیات آنحضرت است کہ میتوان گفت آنحضرت پدر ایست
و ایشان پسر آنحضرت اند تا در کفارۃ مقبرہ است چنانچہ زنی شریفہ ہاشمیہ
کنومر دے خیر شریف نیست اما انجہ گفتہ اند کہ ہاشمی دے مطلبے گفتہ کہ یگوند
محل آن غیر انصورت است چنانچہ بیان آن بانظیری کہ در آیت چنانکہ

۱۲
السی بود و تفسیر دی کو تفسیر و
تفسیر کوئی و چند نسبت ضروری
اور در بیان چار برس کے لڑکے اور ام
جمل کی کوئی نسبت نہیں
دوسری کلمہ کفارۃ
صواعق محرقہ
۱۹۱
در حق

مستور سہا سہتا پست پس اس سے معلوم ہوا کہ کفو ہاشمی کا مطلب ہی ہاشمی
 کے سوا دوسرے کوئی نہیں ہے اور نکاح میں لزوم کفایت خود خلیفہ دوم کا
 بھی مذہب تھا از الہ الخفا میں یہ قول لا منعن فرج ذوات کھنسا من النساء
 الا من لا کفء کا معنی یہ ہے ہوں گا کہ زنان صاحب مسک نکاح غیر کفو غیر
 ہمسر سے ہوا ایضا خلیفہ صاحب غلام کے نکاح کرنے کو زل آزاد سے
 بھی منع فرمایا ہے اور عورتوں سے عجم مردوں کے نکاح کے
 مخالفت کی پس یہاں ایسے احادیث نبوی جن کا نتیجہ صاحب صواعق نے
 یہ نکالا کہ زن شریفہ ہاشمیہ کفو مرد غیر شریف نیست و با این مذہب خلیفہ
 کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ دوم نے ایسا خطبہ کیا ہو اور بلال کا کفویت جناب
 علیہ السلام پر یہ جبر شدید کیا ہو کہ جناب ام کلثوم کا اسے عقد کر دین اور جناب
 امیر نے خلاف حکام رسول عیاذ اللہ اس امر کو قبول کیا ہو اور خلیفہ دوم
 کا کفو ہونا اس درجہ واضح ہے کہ خود امین روایات سے ظاہر ہے کہ جب
 حضرت عقیل نے منع کیا اور غیظ و غضب ظاہر کیا تو جناب امیر نے فرمایا
 کچھ جانتے ہو مقصود خلیفہ اس عقد سے کیا ہے فقط حدیث نبوی عمل کیا
 جس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عقیل بلکہ جناب امیر کے نزدیک
 بھی عمر کفو نہ تھا علاوہ برآن جب خاندان خلیفہ اول اذل بطن ہو جیسا کہ میل
 الامان شاہ عبداللہی میں ہے و اذل بطن قریش شارح بر ابو بکر صدیق
 کر دکھا رہی ہے تو اذلیت اور اذلیت بنی حدی خانوادہ خلیفہ دوم میں
 کس کا ذکر شک ہو سکتا ہے از پنجاست کہ اکابر صحابہ المست ہستہ

ص ۱۱

۱۲

ع
 علیہ السلام
 خطبہ علی علیہ السلام
 فاستشار علی العبار
 وفتنوا الحسن فغضب
 عقیل فقال لعنه
 بالتریک الایام
 الامی نے اسے اس وقت
 ان فتنے کی فتنہ
 کیونکہ اس نے
 خطا را فتنی کیا
 اطرہ کی فتنہ

کوڑے مارے کی چپارے کی پشت خوشنہ تر ہو گئی (ی) ،
 مسلمانوں کو مان ہو کس خواب غفلت میں پڑے ہو ذرا جو نکو برام خدا
 غور کر کسی مذہب میں بھی دل الزنا اچھا سمجھا گیا ہے جو اس سلام میں
 کہ اشرف ادیان ہر اس کی تعریف کجا چہ جائیکہ مقتدا دین خلیفہ سید المرسلین پر ہے
 شیخ الاسلام عمر بن قسطنطنیہ اور وقت ابو ہریرہ کی تعریف کجا چہ جائیکہ
 کہ اسپر ترقی کر کے یہ قاعدہ بنائیں کہ دل الزنا انجیب یعنی دل نہ ترنا سب سے
 زیادہ نجیب ہے جیسا کہ محاضرات امام راغب صفحہ ۱۱ میں ہے کہ کہاؤں کہ
 اولاً دل الزنا انجیب ہے کیونکہ مرد جو زنا کرتا ہے تو بر غبت تمام دنیا و کمال اس سے
 جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ کامل ہوتا ہے اور جو حلال سے پیدا ہوتا ہے
 پس چونکہ مرد اپنی زوجہ حلال سے تبضع و تکلف تعلق کرتا ہے لہذا لڑکا
 کامل بنیں ہوتا علامہ قطب الدین شیرازی بھی اپنی نزہۃ القلوب میں اس
 افادہ پر فائدہ سے تازگی قلب جگر حاصل کرتے ہیں کما فی فیہ فی استقصاء
 الافحام از نجاست کہ چونکہ مولوی حیدر علی کو حضرت خلیفہ دوم سے تعلق
 خاص ہے لہذا شیعوں کی ایسی روایتوں پر جس میں مذمت دل الزنا وارد ہے
 بہت کچھ اعتراض کیے بدانت خود بڑے شد و مد سے لکھا ابطال کیا
 اور اپنی بہ نسبت انکار کلی کیا کہ ابانت کے بیان کو ہی روایت اس کے
 مذمت میں نہیں ہے منتهی الکلام میں بعد نقل بعض روایتیں شیخ مذمت دل الزنا
 میں فرماتے ہیں و بحمدہ اس کے منقذین المبحرین از تخریج این روایات مبلو غنہ
 اند چنانچہ از رسالہ ملا علی قاری کہ در موضوعات حدیث مجمع فرمودہ

ص ۵۵
 استقصاء الافحام
 جلد اول

ص ۵۵
 منتهی الکلام

ہو یا می شود و انتہی جواب سکا تو کتاب سطا ب استقصاۃ الافہام میں قابل
ملاحظہ ہے کہ امام احمد بن حنبل بن ابی شیبہ عبد بن حمید سفیان بن زورے
عبد الرزاق ابو عیسیٰ ترمذی نسائی ابو داؤد ابن ماجہ حاکم ابو حاتم وار قطنی
بیہقی ابو نعیم اصفہانی ابن فیل ابو العباس خراطی ابن اسحاق ابو الشیخ ابو
سلیمان بنی طبرے طبرانی ابو العلی خطیب بغداد ابن مرد دین بن بخاری طحا
رافی منذری تعلی بن زحشری بن اشیر جزری ابو الحسن بن اشیر جزری
ابن مندہ ابن السکن نجم الدین قوی عبد الغفر بن وغیرہ وغیرہ جنکی متاد
پچاس سے زیادہ ہے بالاتفاق احادیث کثیرہ میں جسکی متاد
صد ہا سے متجاوز ہے مذمت اولاد زنا اور انکے جہنمی ہونے کے
ناقل میں یہاں تک کہ سات پشت تک بھی حکم او نہ جاری ہر بار نیمہ ہو کو
حیدر علی کی ایسی روایات سے انکار کرنے اور ان احادیث کی تقلید کو
منفدین سے نکالنے اور اس کے دکاوش سے نفی مذمت اولاد زنا
میں جو نتیجہ نکلتا ہے عقل سے روزگار پر ظاہر و ہیدر ہے اور اس
جانکا ہی سے انکی جو امر ثابت ہوتا ہے محتاج شرح نہیں کہ کیوں
ایسی کہ پڑی بھر کیف با انہیہ کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ خلاف اپنے مذہب کے
جو ذوات الاحساب میں کو کو ضروری قرار دیا ہے اور خلاف حکم
کے کہ کو بنی ہاشم غیر بنی ہاشم و عبد المطلب نہیں ہے ایسا مقصد کہ میں پس
ان قرآن و شواہد سے ہی بالیقین معلوم ہوا کہ ہرگز نہ خلیفہ نے خطبہ کیا
نہ عقد ہوا اصل مرد ہی ہے کہ سارا مقصد خطبہ انکار متعلق بہ ام کلثوم بنت

ابو بکر ہے کہ روایت نے بحجت شرکت نام و وحدت نام اس طرف منسوب کیا
 متاخرین نے تقلید متقدمین و اخصین انہیں موضوعات کو مشتہر کیا
 دیکھتے باتفاق تمامی مورخین و محدثین اہلسنت جناب رسالت مآب نے
 اپنی بیٹیاں رقیہ و ام کلثوم کو پسران ابولہب کا فرسے جو بنی ہاشم میں تھا
 سیاما مگر حضرت نے شیخین سے کسی کو اس لائق نہ جانا کہ کوئی بیٹی اپنی اداں سے
 بیاتے پس ہر عدم کفایت کون باعث تھا جناب سیدہ نساء العاتقین
 صلوات اللہ وسلامہ علیہا کہ باہین شیخین کے بعد دیگر خطبہ کیا مگر ہر دفعہ نامعلوم ہو
 پس جب خاندان رسالت میں اس قدر پابندی کفایت اور
 قرابت خاندانی کی گئی تھی کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا اگر علیؑ
 نہ پیدا ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ تھا جس میں بلا استثناسب خل میں
 اور ہمیشہ عمل درآمد بھی اسی پر رہا کہ اپنے ہی خاندان میں و عدلت ہو نہ
 ہو کیا اور خود خلیفہ کا بھی یہی مذہب تھا کہ نکاح میں کفو ضرور ہے چنانچہ
 سابقاً مذکور ہوا اور کنز العمال میں ہے ان عمر کا یثد د فی الکفاء یعنی عمر
 کو نہایت سختی تھی کفایت کے بار میں تو کیونکر ممکن ہے کہ خلیفہ ایسا قصد
 کرے یا سعاد اللہ جناب میرؑ برخلاف سیرت نبویؐ رفتار نہ کر ایسا
 بطیب خاطر گوارا کرتے ازینجا ست کہ خود غلام علیؑ آزاد بلگرامی کو بھی اکابر
 اہلسنت سے ہیں اس عقد پر سخت تعجب ہوا کما نقل کہ با وصف اس
 پابندی کے یہ عقد کیونکر ہوا لیکن بوجہ تعصب مذہبی امر حق کو چہا کر جواب
 یہ دیا کہ چونکہ اسلام تھا بوجہ قلت رجال ایسا واقع ہوا ہو حالانکہ

صریحی بہت دہری ہے کیونکہ بھلا مرصاف صاف اوہین روایات میں
 مرقوم ہے کہ حضرت ام کلثوم کی نسبت فرزند جعفر سے مقرر تھی مگر کیوں وہ
 نسبت ترک کی گئی سوار اسکے ابتداء اسلام تو وہ تھا جس میں شہین علیہ السلام
 جناب سیدہ کے بار میں استدعا کی ورنہ منظور ہوئی پس جب وہاں جناب
 رسالت مآب نے اس قابل نہ جانا تو اس صورت خاص میں کیونکر ممکن ہے
 کہ جناب میرے منظور نہ راوینگے سبحان اللہ حبیب ابو بکر و عثمان اپنا کفر
 نجائیں جناب میرے کا کیونکر ہو سکتا ہے خصوصاً در صورتیکہ تمام کتب
 قبیلہ از خود تا بزرگ سار میں ناظر افلاک ہیں اور خود در تنیک ختم ہی نہ فرما
 اپنی بیان کرے اوپر یہ جبر شدید کیا جائے لا واللہ لایکون
 خلک ابداً بجز احتمال شتباہ رواۃ بوجہ شتر کر نام یا عرف کذا میں و ضاین
 دوسرا احتمال یہ نہیں سکتا تیسرے کچھ بھی ان سب روایات میں
 بیان ہوا ہے کہ مقصود خلیفہ اس عقد سے محض اتصال با سبب نسب
 رسول اللہ و دیگر امورا زسم خانہ داری وغیرہ از الہ العین میں ہے
 غاروق بجا ایش گفت کہ مقصود میں خانہ داری نیست ولیکن از جناب
 رسالت مآب شنیدہ ام ایضا عمر گفت کہ بخدا خطبہ و نہ کردہ ام فقط
 برائے خانہ داری ایضا گفت خطبہ کرد عمر سوے علی بن ابیطالب
 ام کلثوم را پس از حضرت عباس و عقیل مشورہ فرمود عقیل منع نمود
 حضرت فرمود حضرت عباس کہ بخدا انچہ عقیل میگود بخیر خواہے نسبت
 باندہ عقیل متوجہ شد و گفت بخ میدانی کہ خطبہ امیر المؤمنین پر سبب است

واضح ہو کہ مولوی سید
 نے ترجمہ اصل روایت میں
 نہایت کیا دی کیونکہ

ذخائر عقیل میں ہے

قفس عقیل و قال لے

مانعیک الامام و مشور

الامام فی امر عقیل

ان فعلت لیکون دیکھتی

ان صحیح یعنی حضرت

عقیل غضبناک ہوے

کہ اور جناب میرے کا

کہ دورایم مشور
 زیادہ نے عقیل سے
 داتا گشتہ ایسا کیا
 برضا ہوگا ۱۱ نہ

مقصود اوبالذات عمل نمودن است بر حدیث حضرت رسالت مآب کہ
 فرمود کل سبیل الخ اقول اولاً بیدینہ عقل یہ بات اس روایت سے
 ظاہر ہوتی ہے کہ خلیفہ دوم جناب میرج کے نزدیک بہی قایل اس عقد کے
 نہ تھے کیونکہ اس کلام سے جو حضرت نے عقل سے کیا صاف ظاہر ہے
 کہ لائق اس عقد کے نہیں ہیں صرف بغرض اتصال سبب و نسب یہ
 عقد کیا جاتا ہے پس بہلا کو مئی عاقل قبول کر سکتا ہے کہ دوسرے کی
 شرافت حاصل ہونے کے واسطے اپنی برائیاں نیک و عار گوارا کرے گا
 اور بالفرض اگر ایسا ہی تھا تو جناب رسالت مآب نے کیوں نہ اپنی
 دختر نیک خسر کا اسے عقد کیا حالانکہ ان لوگوں نے استدعا ہی کی تھی
 اور حضرت کی ضرورت اور محبت کو دشمن کے ساتھ بہ نسبت جناب امیر
 علیہ السلام کے زیادہ مانتے ہیں سبحان اللہ کفو کا خیال جنک جلال
 تک میں ہوا اور بیٹی بیابانی میں نہو جناب امام حسین علیہ السلام الموت
 اولی من کو بوالعاص مرنا بہتر ہے نیک و عار قبول کرنے سے فرامین اور
 جناب امیر مہرنگ گوارا کرین لاواللہ لا اللہ ثانیاً یہ ممانعت حضرت
 عقل خلاف خیر خواہی کیونکر ہو گئی جو حضرت نے فرمایا بخدا انچہ عقل
 میگوید خیر خواہی نیست آخر خاندان رسالت کو اس نسبت سے نفع کیا
 تھا جو در صورت نہو نے عقد کے بدخواہی ہو بہلا کو مئی عاقل اس ممانعت
 حضرت عقل کو بدخواہی کہہ سکتا ہے جو جناب امیر اسکو بدخواہی کہیں
 حالانکہ خود حضرت ہی پہلے مانع تھے اور حسین علیہ السلام ہی برابر

مانع رہے جیسا کہ انہیں روایات سے ظاہر ہے بھر کیف کسی عاقل کو
 دروغ اور موضوع ہونین اس حکایت کے کوئی شبہ نہیں ہے
 لیکن اب واقعات تاریخی سے غلطی اس روایت کی ثابت کرتا ہوں
 اما اولاً پس عدم صحت اسکی ہے سی ظاہر ہے کہ پہلے خلیفہ دوم نے
 ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا جب عمر دھارے نے حق تلفی
 ابوبکر کا خیال دلا کر روکا تو یہ رائے دی کہ معاذ اللہ ام کلثوم بنت
 علی سے خواستگاری کرو اور تعلق بسب سول کو ذریعہ تدارک
 جس سے صاف معلوم ہے کہ یہ دعویٰ محض غلط ہی ہے خواہ ابان خلیفہ
 دفع خلاف و دنارے نسب کے لئے وقت وضع اس روایت کے
 یہ ضمیمہ دیا تاکہ فریب نکا بخوبی کار گرہو اور جعل واقعات کتب کے
 وقدم نہائیگا اس قضیہ وضعیہ کے مابعد والی کارروائی سے بھی
 ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیان یعنی صرف بغرض اتصال با سب سول
 عقد کرنا محض غلط ہے کیونکہ اگر واقعی مقصود خلیفہ اتصال با سب سول
 تہانہ مطالب مقصود تمام عقد تو چاہئے تھا بعد اس عقد کے دوسرے عقد
 نہ کرتے خصوصاً در صورتیکہ اس وقت بالکل حاجت نسا و نکاح
 نہ تھی جیسا کہ روایات عقدین مذکور ہے حالانکہ مطالعہ کتاب کامل
 ابن اثیر جزری سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد اس عقد موضوع کے
 خلیفہ دوم نے فکیہ سے اور فاطمہ بنت الولید سے ستمین اور عاتکہ
 سے عقد کیا کہ بعد فوت عمر اس سے زبیر کا نکاح ہوا جس سے معلوم

غلطی بیان اصل شاخہ

ہوا کہ اصل منشا محض حصول قرابت رسول میں تھا ورنہ اگر ابوبکر بن کمان بقرات حاصل
 ہوتے تھے تو اسی عقد کرنے کا عمر کا جسے صاف معلوم ہوا

ص ۲۲
کامل جلد ۳

کہ جد اس عقد مہضوع کے خلیفہ نے تین عورتوں سے عقد کیا
 بلکہ وہی کتاب کامل میں ہے کہ آخر اولاد عمر زینب ہے بلکہ فکیہ
 سے پس اگر منشاء عقد صرف انصال سب رسول تھا تو بعد حصول
 او سکے دو تین عورتوں سے کیونکر عقد کرتے حالانکہ مواہب لدنیہ
 سلطان بن علی کہ کما شیخ ابو علی شیخی فرماتے ہیں کہ ہر عقد کرنا دوسری سے دو عقد جنت نبی ہے
 اور ذخائر العقبین میں ہے مسو بن مخزومہ کہ حسن بن حسن نے مسو کی بیٹی سے عقد کیا
 قصہ کیا اور پیغام دیا مسو کہ تو شام ملاقات کے اور بعد حمد شام آئی کہ کسی نسبت
 دامادی تم اہلیت زیادہ مجھو نہیں مگر رسول نے فرمایا ہے کہ فاطمہ پارہ جگر میری ہے
 جس سے فاطمہ کو رنج پہونچتا ہے وہ مجھ کو رنجیدہ کرتا ہے اور جو خوب
 مسرت فاطمہ سے میری مسرت کا باعث ہے اور یہ کہ فرمایا حضرت
 برنسب منع ہو گا ہر روز قیامت مگر میرا نسب و سبب بعد اسکے مسو کہ
 حسن بن حسن سے کہا کہ فرزند رسول کی بیٹی تمہاری زوجہ میں اگر میں اپنے
 بیٹی تم سے یا ہوں تو اس سے ضرور انکو رنج پہونچے گا پس حسن بن
 حسن نے اسکا عقد قبول کیا مصنف ذخائر العقبین کہتے ہیں کہ یہ روایت
 اسکی دلیل ہے کہ مردہ سے بھی اون مردوں کے رعایت کیجا جن مردوں کی
 رعایت زندوں سے کیجاتی ہے حالانکہ ذکر کیا ہے شیخ ابو علی شیخی نے
 کہ ذخیران نبی سے عقد کرنے کے بعد دوسرے سے عقد کرنا حرام
 تمام ہوا ترجمہ ذخائر العقبین اور ہر گاہ خود اہلیت اسکی تصریح کرتے
 کہ جو امر موجب ایدائے جناب سیدہ سے ہے قلیل ہو خواہ کثیر وہ امر

موجب ایذا سے سرور کائنات سے ہے اور ایذا کی حضرت حرام مستحب جیسا
 کہ سابقاً صحیح بخاری میں قصہ موضوعہ خطبہ جناب میرزا مین واسطیہ دختر
 ابو جہل کے مذکور ہوا اور خود فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے
 کہ کہا ابن تین نے کہ آنحضرت ص نے جناب میرزا پر اسوجہ سے جمع دختر
 بنی و دختر ابو جہل کو حرام کیا کہ یہ جمع موجب ایذا سے آنحضرت ص اور
 ایذا سے آنحضرت حرام ہے بالاتفاق استہدائیں جب مطلق ایذا
 جناب سیدہ ۲ کے خیال سے تاحیات معصومہ جناب میرزا پر وہ سبب
 عقد حرام ہوا تو اس عقد خلیفہ دوم سے بھی (جس کو بعد عقد حضرت ام
 علیہ السلام بیان کرتے ہیں) ضرور جناب م کلثوم کو ایذا ہوگی یا درحقیقت
 کی ایذا ایذا سے جناب سیدہ ۲ سے اور ایذا سے جناب سیدہ ۲ ایذا سے
 جناب رسول ہے جو حرام ہے ازینجاست کہ شیخ عبدالحق صاحب
 حکمیل الایمان میں فرماتے ہیں و بعضے دیگر گویند کہ قتل حضرت امام حسین
 علیہ السلام گناہ کبیرا ہے قتل نفس مومن یا مومنہ بحد حق کبیرہ نہ کفر و
 لعنت مخصوص کا و اکتس ولایت شعری کا را باب بن قادیل قادیل بن
 احادیث نبوی کہ ناطق اند با آنکہ بغض و ایذا و ایمانت فاطمہ و اولاد ادا
 موجب بغض و ایذا و ایمانت رسول است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ کیونکہ
 و آن سبب کفر و موجب لعن و خلود نار جہنم است بلا شک و ریب ان الذین
 یؤذون اللہ و رسولہ لغنم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و عدیم عذاباً محینا پس جب ایذا سے
 جناب امام حسین ۲ بلکہ رنج و دختر جناب امام حسین ۲ موجب ایذا سے

جناب سیدہ و رسول ہے تو ایذا کے جناب ہم کلمہ کیونکہ موجب
ایذا کے جناب سیدہ و رسول خدا ہو گا پس بددن انکار وقوع عقد
حضرت ام کلمہ اہلسنت کوئی چارہ نہ رہے **سبحان اللہ** ام کلمہ دختر
ابوبکر کے عقد کرنے سے تو باین خیال کہ شاید کسی قصور اس سے
سرزد ہو اور اسکی تبنیہ کی جائے تو حق تلفی ابوبکر لازم آدے گی خلیفہ ضا
باز آئیں اور بضر رسول کے عقد کرنے میں با ائمہ مخصوص صریحہ احکام
واضحہ و عدم کفایت نہ صریحہ است کا خیال ہے نہ ایذا سے رسول کا لیا جاتا ہے
نخواہی عقد ہو جائے اور جناب امیر ماقبول فرمائیں جاشاد کلا کوئی
عاقل نصف مزاج اسکو قبول نہیں کر سکتا چوتھے فضائل خلیفہ
دوم میں بیان ہوا ہے کہ بعد حصول خلافت خلیفہ دوم نے اپنی زوجہ
محبوبہ کو جس سے نہایت محبت تھی طلاق دی باخیال کہ شاید اسکی سے
اور سفارش سے تعطل احکام وحدود میں کوتاہی ہو پس جب انکو اسد
عدالت کا لحاظ تھا تو کیونکر ممکن ہے کہ اس جبر شدد سے خلاف عدالت
ایسا عقد کریں علاوہ برآن اس عقد سے بھی تو اسی تعطلی احکام کا
خوف پیدا ہونا چاہیے تھا بلکہ اس سے زیادہ کیونکہ ایک دفعہ خاندان
رسالت سے ہونا ہے احتمال سعی اور سفارش کے لیے کافی سمٹ
چہ جائیکہ عیاذ باللہ زوجہ خلیفہ ہوں وہ بھی اس صرار و مبالغہ سے جسکو
مجبوریت لازم ہے کہ ایسی حالتیں خواہی خواہی سعی بجا کے راہ
نکالت میں کمالا تحفے باقی رہے مویدات اخیلہ و مثبت اشتباہ میں

از انجیل
علاقہ افغانستان
باد محبت و دوستی
فی الاجالہ و
عمر خلافت حضرت
زوجہ محبت و دوستی
ان شریعت و شریعت
نے باطل و غلطی
و طلب خدا
از انجیل مقصد
ص ۴۴

اول حالت نکاح ہے پس چاہنا چاہیے کہ وقوع نکاح نہ گورین صرف
 تین مختلف قول منقول ہیں ایک یہ کہ جناب میر نے فرمایا کہ اگر تم صغیر ہو گئے
 تو یہ تمہاری زوجہ ہے مولوی حیدر علی کے نزدیک یہی جملہ وقوع نکاح
 کے لئے کافی ہے دوسرے یہ کہ فرزند یعنی نکاح کو دیا جس سے پہلی
 صورت نکاح کی غلط ٹھہری کیونکہ جب نکاح ہو چکا تھا تو بزرگ نکاح کرنا کیسا
 عادلک با سمین اختلاف ہے کہ پہلے عمر کی پانچ یا چھ چھ ماہ عقیقہ پڑھا کر
 عقد ہوا تب عمر کے پانچ سوا چھ مہینے اور اجازت لے کر کہ وہ عقد دیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ
 کے مشورہ کو بعد چنانچہ مقالہ تانیہ میں یہ بحث آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ قرآن ہر کہ
 حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جناب میر کو سمجھا ہوا تھا کہ راضی کیا اور خود نکاح کر دیا یہ
 تینوں قول ان وصف اختلاف شدید ہے ابہام احادیث و روایات سے بیان کیا گیا ہے
 کہ ہرگز اس مرعظیم الشان میں جس کا ابتدا سے قصہ اس شد و مد سے بیان ہو
 اصل امر جو نتیجہ شد و مد سے کہی یوں بیان نہیں ہو سکتا پس یہ بیان مجمل و مبہم
 و مختلف باشد اختلاف خود و قرینہ قویہ ہے اشتباہ روایہ کا اور کسی روایت میں
 خطبہ وغیرہ کا نہ گور نہ ہونا دلیل قاطع ہے و گریہ کہ روایات اہلسنت سے خوب لے
 ظاہر ہے کہ یہ معاملہ عقد طویل کہنی اور طریقت سے کہ وہ کاوش کنی غیبت پچی
 بالاختلاف و روایات سے یہ ہے کہ اگر تم چاہو کہ نکاح کے وقت بلکہ بعد
 نکاح بھی صحابہ کبار صحابہ کرام اولین اس سے ناواقف تھے کیونکہ جب
 خلیفہ دوم اوسنے طالب مبارکباد ہوئے (جو بعد وقوع عقد ہوا) تو اسے
 تو سب نے کہا کس بات کی مبارکبادی دیں تب کہ نہ ہوئے وقوع عقد

بیان کیا صحابہ نے اس پر اعتراض کیا کہ ایسی کلمہ سن لڑکی سے عقد کرنا
 کیا فائز پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد وغیرہ نہیں ہوا ورنہ علمی
 اولن مباحین اولین کی وراعتراض بعد العقد خارج عقل و قیاس ہے
 چنانچہ خود مولوی حیدر علی دربارہ روانگی شکرتال مرتدین کے
 شہد الکلام میں فرماتے ہیں: اختفا و استتار یا مقسم امور کہ در مجامع اصحاب
 بر سندا صاغردا کا بر جاری شود از محالات حاویہ است چنانچہ گفتہ اندر ع
 ثمان کے مانند آن رازے کر دسازند محضاً پس اگر یہ نکاح ہوا ہوتا تو ان
 صحابہ پر کیونکر مخفی ہوتا جو خلیفہ سے پوچھ رہے ہیں وراعتراض کرتے ہیں
 جس سے صاف لاعلمی و انکی ظاہر ہے ازینجا است کہ روایتیں ہی بانوہا
 مختلف اور ایک دوسرے کے معارض ہیں کیونکہ ایک روایت کا محصل
 یہ ہے کہ عمر نے استدعا کی حضرت نے صغریٰ و تقریٰ نسبت کا ذکر کیا
 عمر نے اس پر کاح اور اصرار کیا اور وقت حضرت نے فرمایا میں نے نکاح
 کر دیا پس وہ روایتیں حسین مشورہ لینا حضرت کا عباس اور عقیل سے اور
 ناراضی عقیل پہلو کے بعد عقد کر دینا اور بعد مشورہ حسین ہونا ناراضی تمام
 عقد کر دینا اور بعد تکلم امام حسن و سکوت امام حسین بہینا حضرت کا عمر کے
 پاس و رہنجام پہچانا اور عمر کا گلے سے لگانا و اعلام حضار مجلس کے دلا اور
 تزویج میکنم ایشان گفتند این صبیہ ضعیف است چگونه تزویج میکنی حبیباً کہ
 صواعق میں سے بالکل اسکے معارض و مخالف ہیں بھر کیف اس طرح سے
 چپ چاپ عقد ہو جائے گا کیونکہ یہ ہوا در مجامعین اولین ہی لاعلم محض ہیں

قریب قریب محال علمی ہے حالانکہ محمد باکھاح میں تاکید شدید
 ہے کہ فرمایا حضرت نے انکار اکبند این عقد شرعی را کہ نکاح سہت
 فیکر دیند از در مسجد را و نیز بر آن دنا اور نیز فرمایا فرق کہ میان حلال و حرام
 آواز کردن دف زدن سہت و مراد با و از کردن تشریت میان مردم
 کمانے شرح المشکوۃ اور نوذ خلیفہ کا بھی یہی نہ سبب ہے کہ نکاح میں اعلان
 کیا جائے اور اہل قریہ اور اہل شہر کا مجمع ہوئے کہ جس نکاح پر ایک دو ایک
 عورت شاہد ہوں اور سکو باطل کر دیتے تھے کمانے از الیہ الخفا پس جب
 عموم نکاح کی یہ حالت ہو تو یہ نکاح خاص حسین لسی کہ و کاوش کی گئے
 اور بدقت تمام معاذ اللہ یہ منقبت عظمیٰ خلیفہ کو حاصل ہوئی بدرجہ اولیٰ
 مستحق اعلان شہادت تھا کہ مجمع عام کیا جائے اور حضار جاسکے سنے
 خطبہ ہوتا یقین مہر ہوتا عقد واقع ہوتا دیکھئے جناب سیدہ کے عقیدین
 نہ کوئی کہ و کاوش ہوئے نہ کوئی صراحت انکار اور پھر بھی مباح و انصار مجمع
 کیے گئے جناب خدیجہ کے عقیدین بھی قریش کا مجمع کیا گیا اور خود انحضرت
 نے اسکا حکم قطعی دیا پس با وصف امور مذکورہ بالا ان باتوں کا نہ ہونا
 بجائے خود دلیل قطعی عدم وقوع نکاح و شہادہ رواۃ ہے کہ بوجہ شہادہ
 نام مشتبہ ہوئے اس طرح ولیمہ وغیرہ کا مذکور ہونا کہ روایت میں
 مفید اشتباہ رواۃ ہے تیسری تاریخ روز جمعہ ۱۱ سال وقوع عقد
 مذکور کا بھی کسی روایت میں مذکور نہیں ہے حالانکہ یہ امر اون قایم
 عظیم سے ہے کہ ممکن نہیں اسکے تاریخ وغیرہ کو ضبط نہ کرین حالانکہ قایم

گواہان نکاح
 واسطہ بین
 سماع سے
 عقد نکاح کی
 گواہی کے لئے
 عبارت کے قریب
 جلسہ کا ہر قایم
 جاسکتی روایت
 جاسکتی روایت
 بین ہو سکتا

سنت الولیہ سے جو خلیفہ نے عقد کیا اورصلی تاریخ تک تحریر کرتے ہیں
 چوتھی ولادت زید کا بھی کوئی سن و ماہ و تاریخ وغیرہ کسی روایت سے
 ظاہر نہیں ہوتا پس یہی کل مورقہ قرینہ قویہ ہیں غلطی روایات و اشتباہ روایات
 کے کیونکہ اگرچہ بھی اصلیت اس واقعہ کی ہوتی تو ضرور ناقلان احبار و
 حاملان آثار ان امور کو نقل کرتے خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے ایسے امور
 بخریہ کو نقل کیے جو کہیں بیان بھی نہیں ہوتے مثل اسکے کہ بوسہ لیا اور
 ساق پاکولی بازو تھا ماسینہ سے لگایا بلکہ وہ باتیں نقل کیں جو درون
 خانہ کے تختیں چہرہ عیار کو اطلاع بھی نہیں ہوتی مثل مشورہ حضرت عقیل
 و عباس بن حسین علیہم السلام اور غضبنا کی حضرت عقیل و درجناب امیر
 پس ایسے امور کا نقل نہ کرنا جنکو اصل واقعہ سے تعلق خاص ہے
 اور صاحبان تحقیق کو اسکے نقیض کی ضرورت ہے دلیل عدم وقوع
 ہے جیسا کہ واقعہ بھی ہے کہ نہوی کیونکہ عقد ہی ہوا قصہ تو اصل اسقہ
 ہے کہ خواستگاری خلیفہ دوم اور انکار ام کلثوم بنت ابوبکر کو جو
 دوام کلثوم کے ساتھ ملا جلا کو درمیان قصہ سے حضرت ام کلثوم سے
 کی طرف منسوب کر دیا اور ان جملہ واقعات مختلفہ الاشخاص کو بالعموم اشتباہ
 جو تھے ہمام کا قصہ قرار دیا خطبہ یا مجمع اعیان و معاجر و انصار و جلسہ
 و کیل یا ولیمہ وغیرہ کہا ہے آتے کیونکہ یہی کل مور لہ از م نکاح میں ہیں اگر نکاح
 ہوتا تو یہ امور بھی ہوتے اور نقل ہی ہوتی بیان تو اصل ہی ظاہر ہے
 مہر وہ امور کہان سے دین جو مستغول ہوں اور چونکہ بنی نبی سے یہ تعلق

حافظ بنین ہوتا نہ عقل ہوتی نہ ہوش نہ طبعیت سے بھی نہ سراسر سکے ورنہ
 او کو کوئی وقت نہ تھے سپر ح ام کلثوم دختر ابو بکر کے عقد و فاقہ
 وغیرہ کا حال نہ معلوم ہوتا اور اس سپر ح ام کلثوم بنت جردل فرائضی و ہم
 سابقہ عمر کے وفات وغیرہ کا مذکور نہ ہونا اور زید بن عمر کے حالات کا یہ
 نہ ملنا بنجر سکے کہ ایک زید بن عمر اور اسکی ماں ام کلثوم نے ساتھ وفات کیا
 سبب شبہہ وارتباب ہے کہ روایت ہے بوجہ اشتراک نام اشتباہیں اگر
 ایک کا حال دوسرے طرف منسوب کیا کہ تین شخصوں کی بیوی بیوی صورت کو اشتباہ
 کر کے چوتھی صورت قائم کی نظیر انکار اسرار اعتدال فقرہ نسبت کو اشتباہ
 بنت ابو بکر سے منزع کیا اور وقوع عقد عمر و تولد زید و وفات بہما
 معاد یہ کو ام کلثوم بنت جردل خراعیہ زوجہ سابقہ عمر سے منزع کیا اور
 چالیس ہزار عمر ہوتا یا اسل م کلثوم فرائضی سے لیا یا ام کلثوم اسدائیم
 حدیبیہ سے چہینا ان بیہونکو ملا جلا کر علیا مکرمہ حضرت ام کلثوم بنت جردل
 زوجہ محمد بن جعفر کی طرف منسوب کیا جنہیں نہ ام کلثوم بنت ابو بکر والی صغریٰ یا
 جاتی نہ ام کلثوم بنت جردل فرائضی و زید بن رقیہ و علی وفات بعد معادیہ بلکہ برعکس
 بارہ برس کا ہونا ابتدا مصدقین و شریک معرکہ کہ بلا ہوا آخر قصہ میں باتفاق و تین تین
 پس کو ایسی صورتیں کہ اس قدر قباح و شاعت لازم اور بلکہ لازم محال کا سامنا ہو
 حسب حکم علامہ سبط ابن خوزمی حید علی جنہوں نے روایات کشف ساق پاؤں کو
 قبیح کر کے باطل گرد و باقاضی حیاض و ماضی و فاضل رشید بنوری وایت صحیح
 مسلم کو بوجہ سہل و ام شاعت قطعیہ جاریہ باطل کیا ہم مجازتہ کہ ان روایات کو

توضیح اشتباہ روایات و کیفیت
 اشتراک و اختلاف حالات

باطل کین اور موضوعات و تقریبات و ضامین و کذا بین سے قرار دینا
 کہ فی الواقع تمام روایہ و ناقلین اس قصہ کے ان عیوب کے ساتھ
 منصف ہیں کما یجب فی انشاء اللہ مگر فقیر بنا بر مصالحہ و مسایله حسب حکم
 مولوی حیدر علی ہی قایل بہ اشتباہ روایہ ہے کہ بوجہ اشتراک نام ام
 کلثوم کے درمیان چار شخصوں کے در صورت عدم افترا روایہ مشتبہ
 ہوئے فرق حق و باطل نہ کر سکے تین شخصوں کا مختلف قصہ جو تھے جہاں
 کی طرف منسوب کر دیا خواہ بالقصد یا لا عن قصد چنانچہ نظیر اسکی قصہ نام
 اعظم کو فی ہے جسکو مولوی حیدر علی یون بیان کرتے ہیں بغلطہ ثانیہ
 النکہ ابو حنیفہ کنیت بسیارے از فقہا بودہ یکی از ایشان امام اعظم نعمان
 بن ثابت است بعضی از ہنیا و تحقیقات ائمہ بصرہ نہ داشتند و بصرہ را
 و قیاس فتوے میدادند و مخالفت احادیث میکردند و این اخبار بہت
 شرکت نام و حسد عاصد ان بنوع دیگر در قلوب خاص و عام جا میگر
 تا آنکہ اکابر و ابرار را تردد و انقباض عارض می شد و بروقت ملاقات
 زایل میگشت پس از جہارت خویش بعد انکشاف تحقیق حال عذر میکردند
 و کسانیکہ پایہ تحقیق و بارہ ابو حنیفہ نرسیدند و تحقیق کا انکشاف نہ
 در اومان آہنا عیار و کدورت باقی ماند کہ مدارقہ ابو حنیفہ مذکور بر سر
 مجرد است آیات قرآن مبین و احادیث خاتم المرسلین اور کار غیبت
 انیت حال کسانیکہ در زمان ابو حنیفہ یا متصل آن بودند و اسے مجال
 متاخرین کہ طوق تقلید از یب عنان خویش ساختند و ہر گز تحقیق عاجز

صحت
 نفسی الکلام

نظیر اشتباہ نام ابو حنیفہ

اما انچہ گفتیم کہ این کثرت برائے بسیار سے از فقہا است پس دلالت دارد
 بر آن کتب فریقین در نیتمام فقط بر قول محمد الدین محمد بن یعقوب صاحب کتاب
 اکتفا میکنیم حیث قال ابو حنیفہ کثیر من الفقہاء اشہر ہما ابو
 الفقہاء النعمان انتہی کلام المولوی پس جب اشتباہ اور التباس بوجہ
 شرکت نام ممکن و در واقع ہے تو اب کیا چاہئے کہ اس قسم کا اشتباہ و
 التباس ہمیں دیون کے حالات میں اچھا نہ کو، وجہ اشتباہ بیان کیا
 نہ اسباب نہ دلائل نہ قرائن (جو صرف دیوہی ہی دعویٰ ہے بحجت شرکت
 نام زیادہ قرین قیاس ہے یا چار آدمیوں کے حالات میں جسکے استقامت
 دلائل و اسباب و قرائن و شواہد اشتباہ مذکور ہوئے اور حاسد و معاذات
 طاہرین و ذریات خیر المسلمین زیادہ تھی یا حاسد ابو حنیفہ منکوح خلفا
 بنی عباسیہ منتخب کر کے امام اعظم بنایا اور تمامی اہلسنت کا امام و سو
 بجز انکے کوئی نہ تھا حتیٰ کہ انکے خوف سے یقین برس تک امام مالک
 شکم مادر ہی میں مقیم رہے اور اکابر و اہل کرامات کرنا ممکن و آسان تھا
 کہ رفع اشتباہ ہو جائے بخلاف بیان کے کیونکہ فرق پردہ و غیر پردہ جو دریا
 رجال و نسا فارق ہے طاہرین و رومان ضرورت تفریق دئی
 تھی بخلاف بیان کے کیونکہ اولاً اوسن ماہ میں ان قصص و حکایات لاغیہ
 کا جو دہی نہ تھا جو ضرورت رفع اشتباہ ہوتی اور موافقین اہلسنت طاہرین
 کے خواب خیال میں بھی اس قصہ کا وجود نہ تھا جو رفع اشتباہ کیا جاتا
 اور نہ اس پر کسی امر شرعی کا اصول ہو یا فروع دارد مدار تھا جو کوشش کجائی

باقی رہے مخالفین پس وہ تو محمد بن ہمد وقت اس قصہ کے وضع وافر اجل
 و تہمت ہی میں مشغول تھے کہ جسطرح اہلبیت کو قتل و غارت کر کے اپنے
 خلفا کی سلطنت کو مستحکم کی و سیطرہ او انکی توہین و تحقیر کر کے انہی خلفا
 غرت و شرافت ثابت کو بن بھرا و نکور رفع اشتباہ سے کیا واسطہ تھے کہ
 حسین اہلبیت سے اسکی چہرہ چار بھی زیادہ نہ کی کہ پردہ درسی و اصرار کے
 ہوئی ازینجا ست کہ جبکہ امتداد ایام ائمہ معصومین علیہم السلام کو ہونا گیا
 اس میں شور و غل بڑھتا گیا تا انیکہ اب اس زمانہ میں خاص بھی مسئلہ مدار
 حقیقت مذہب اہلسنت کے نزدیک قرار پایا پس جسے تحقیق کیا او سکو
 اصلیت معلوم ہوے اور جن لوگوں نے اسکی تحقیق نہ کی اور دوسرے
 تفحص ہوے بر بنیاد اشتباہ باطل و تشدد خلیفہ دوم تسلیم کر لیا یہ جان
 تو زمانہ سابق کے تین واسے بر حال متاخرین اہلسنت کہ طوق قتل
 ازین اعناق خویش ساختہ و ہرگز ہرگز تحقیق حال نہ پرداختند بلکہ دام ترویج
 و پردہ تلبیس بر روانداختند افسوس صد افسوس کہ ابو حنیفہ کو
 جو نہ خلیفہ تھے نہ خلیفہ زادہ نہ صحابی تھے نہ صحابی زادہ نہ رسول نہ رسول زادہ
 بلکہ حبشیان اہلسنت ایک دفعہ تھے کی طرح کے ہوں جنکا کارائے دین
 کافر جہنم خارجی ناری جاہل بھی بنایا جیسا کہ ذوالفقار حمید رحمہ اللہ
 میں مرقوم ہے او انکی حمایت میں تو مولو نصاحب نے جوش و خروش کیا
 اہلبیت طاہرین فیضات خیر المرسلین حبیب رب العالمین کی اوتنی ہی
 قدر و منزلت نہ کی کہ کچھ پاس اسلام آتا اور حسیت دین کا جوش ہوتا

اس امر غلط کی تحقیق کرتے نفوس فرماتے اپنی رواۃ کے اغلاط و اشتباہ کو ظاہر کرتے اسے کاش عقل ہی سے کام لیا ہوتا جس کو پروردگار عالم نے تمیز حق و باطل کے لیے عطا فرمایا ہے پھر دیکھتے کہ یہ امور منصفہ جو ابھی مذکور ہوئے کیونکر ممکن ہو سکتے ہیں اگر یہ نہیں ہو سکتا تھا تو کون ہی فرماتے من سکت سہل ہو جائیکہ خود انہیں روایات کا ذبح کو ترجیح امر باطل کے لیے شایع کر دیں اور ایک جہتی غیبت یا غیرہ کہ لے جس کا اثبات بھی محال و بشرط ثبوت غیر نافع اور مبین یا قریب استیضاح فرمائیں کہ بتو نفی نقصان کلی و خسار دنیوی و اخروی حاصل ہو طرہ اس پر یہ ہے کہ برعکس امر واقعی کے کتمان امر حق کے لیے ایک انتہی اولیٰ تاویل کی جو محکمہ صبیان و لعبہ مجاہدین ہے کیونکہ مولو یصاحب کو جب اذعان باطل و فساد حضرت ام کلثومؓ میں بعد معاویہ شرکت کر لیا گیا جو اتفاقی فریقین ہے خیال گدرا جس سے بطلان اس دعویٰ کا لازم آتا ہے تو یوں ارشاد فرمایا پس شریک بودن ام کلثومؓ با دیگر اہلبیت و واقعہ کہ بلا چنانچہ از روایت مجلسی سید ابن طاووس و کتاب لموف و مانند ان معلوم میشود و روایت مسلم گجاک کہ مذکور آن مجتہدین و متکلمین تبریم معتبرات می پردازند اسلئے نداشتہ باشد و نسبت مرثیہ امام حسینؑ کہ بنام ام کلثومؓ روایت سید ابن طاووس شہرت داده اند بجناب حضرت زینبؓ می نمایند ام کلثومؓ اتنے افسوس بکوسیان مناظر قدس منظور ہو جو اسکا جواب بن مگر یہ کہنا ضرور ہے کہ کاش مولو یصاحب اپنے

آئمہ دین و محدثین و مورخین کے اقوال کو ملاحظہ فرمائیے جنکی بدولت
 کاخ صداقت آنحضرت کی قائم ہے کہ وہ حضرات بھی مثل شیخ شریعت حضرت
 ام کلثوم کو معرکہ کربلا میں مع مرثیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں مسلم کچھ کا حقیقہ بیان
 سے اپنی صداقت ثابت کرتے ہیں حتیٰ کہ خود بتکلیف انکے جو کما کام مرتب
 انکار امور واقعہ اور تکیب روایات صحیحہ و اضلال عوام الناس و جملہ
 مثل شاہ سلامت اللہ صاحب معرکہ آرا کی کہ وہ بھی ناقل ہیں کما مر
 پس وہ اہتمام تو غلط ہوا باقی رہا شہداء حضرت زینب ؑ کا ام کلثوم
 کے ساتھ پس کی طرح ممکن نہیں عقلاً و عادۃً محال ہے کیونکہ ایک جہاں
 نے قطع محبت و مودت کے لئے تلوار چلائی طفل صغیر پر ناویر کو از قلم
 رجال تہ تیغ میدریغ کیا کہ ہزار ام زین العابدین از قلم جلال و جناب
 امام محمد باقر از قلم اطفال کوئی نہ بچاؤں انقیاس است نے
 از قلم نسوان تمامی سر اذق عصمت و طہارت کو غیر ہر شہر و ریدر پھرایا
 اور دربار کو فروشام میں ہر ہر مغضوبہ کو نام بنام بتایا اور شہر ان بے کجائی
 و عمارت پر بے مقفہ چادر اوں صاحبان تطہیر کے تشہیر کی کہ ہر شخص
 نے جنکی تعداد کوں سے زیادہ متجاوز ہے بحشم خود ان معظمت کو
 بر سر زد کشادہ مویشاہدہ کیا اور مر مر مخدومہ کا واقعہ اور انکے کلمات
 و حکایات کو الگ الگ بیان کیا جیسا کہ اقوال ام حسین گشتے اور
 جمال الدین محدث اور شاہ سلامت اللہ سے مخاطبہ اور مکالمہ حضرت زینب
 و ام کلثوم علیہما السلام علیحدہ علیحدہ مذکور ہوا پس ایسی صورت میں شہادہ

کیونکر ہو سکتا ہے بخلاف اون مواقع کے جنہیں میں اشتباہ و منشا اشتباہ
 دلائل و اسباب غیر بیان کئے کہ در صورت عدم افتراء روایت کے بیان
 اشتباہ یقینی ہے علاوہ برآن کہ اگر فرض محال مثل شریک یا ری یا اشتباہ
 مان بھی لیا جائے تو بدقت تمام نقطہ سکا ثبوت ہو گا کہ وہ حضرت زین
 الدین لیکن وفات حضرت ام کلثوم بعد سے عادیہ کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ
 روایت عقد عبداللہ جو اتفاقی اہلسنت سے مانع قوی موجود ہے اور
 اور دیگر منادات و لزوم محالات و مخالفت واقعات کا وہ قیاس کیونکر ہوگا
 مثل لغویت صغر سنی و استحالة عقد باعوان بن جعفر عبداللہ بن جعفر کے
 جنہیں ہم سابقاً لکھے چکے ہیں جن کو الغدام و وقوع نکاح لازم ہے اصل
 منشا ان موضوعات کا ہے ہر کیف اس قول سے بھی مولو لعی صاحب کے
 پہلو اجازت ملی کہ اشتباہ رواد کے قابل ہوں اور چونکہ شرکت حضرت
 ام کلثوم معز کہ کر بلا میں با اتفاق فریقین مسلم ہے حتیٰ کہ غالباً اس امر
 برابر و سر کوئی امر متواتر نہ ہو تو حکم مولو لعی صاحب یا اشتباہ فریقین کی نسبت
 ہو گا تو اب یہ کہنا چاہیے کہ عقل و نقل سے کون سے اشتباہ کا احتمال
 ہو سکتا ہے نہ یہ کہ یونہی بلا سبب محض ہٹ دہری سے اشتباہ کے
 قابل ہوں جو نہ عقلاً درست ہو سکے نہ نقلاً جیسا کہ مولو لعی صاحب کی احتیاط
 کی حالت ہے چنانچہ فقیر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمامی روایات اس قصہ
 عقد کے محض موضوع اور غلط ہیں اور ہر پارہم نظائر ان اشتباہوں
 چونکہ عام قاعدہ ہے کہ اگر لوگ کسی مسئلہ کو یا کسی واقعہ کو بغیر کسی دلیل

مثال کے مبین سمجھتے خصوصاً جب وہ واقعہ یا مسئلہ خلاف ہوتا ہو
واقعات و مسائل کے جن پر پورا اعتقاد ملے کیا ہو اور لغو بیانیوں کے
ذریعہ سے اس کا ایسا القین ہو گیا ہو کہ کی طرح اس کے خلاف کو نہ با
کرے نہ قبول کرے لہذا پیش کرنا نظائیر کا ضروری ہو اور چونکہ یہ مسئلہ صرف
امر عقلی ہی نہیں ہے جس پر فقط عقلی استدلال کافی ہو بلکہ ایک تاریخی واقعہ
ہے کہ مشہور واقعہ کو غلط ٹھہرا کر اصلی واقعہ کا اثبات کیا جاتا ہے اور
تعلق اس کا دوسرے مظلوم سے ہے جس کے خاندان سے ایک دنیا کی
دنیا منحرف ہے اور عالم کا عالم دشمن جان و آبرو ہے کہ کی طرح تحقیقات
واقعی کو قبول نہیں کرتے ورنہ استبدادات عقلی ہی کافی ہوتی جیسا کہ
عباسہ خواہر بارون پرشید کی پلہ داری مذکور ہوئی لہذا اور بھی نظائیر کا
دنیا ضروری ہو کیسلی نظیر قول بولو سے حیدر علی ہے و بارہ ابو حنیفہ
کوئی جواب بھی مذکور نہ ہو اور دوسری نظیر جو خاص اسی ام کلثوم کے نام سے
متعلق ہے یہ ہے کہ اصحابہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ہے
کہ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق یمینیہ تابعیہ ہے کہ بعد مرنے اپنے باپ
ابوبکر کے پیدا ہوئے اور یہ قصہ اس کا موطا وغیرہ میں صحیح ہے چونکہ
بعض روایتیں بلا سند دیگرے خود جناب رسالت مآب سے نقل کیں
اس وجہ سے ابن سکن اور ابن مندہ نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا استنباح
سے صاف معلوم ہوا کہ صرف روایت بلا سند کی وجہ سے ان علمائے
اس ام کلثوم کو صحابہ سے لکھا جو درحقیقت صحابی نہ تھے اسی طرح ام کلثوم

بنت عباس بن عبدالمطاب کو علامہ مذکور لکھتے ہیں کہ ابن اثیر نے لکھا ہے
 کہ افسے جناب امام حسن اس نے عقد کیا بعد ازاں نیک ابو موسیٰ سے عقد کیا
 بعد ازاں ابن عمران بن الحکم سے عقد ہوا اس کی مفارقت کے بعد پھر ابو موسیٰ سے
 کے مکان میں آئیں اور وہیں وفات کیا اور ظاہر کو فہم میں فن ہو میں علامہ ابن
 حجر لکھتے ہیں کہ یہ قصہ مکتوم بنت فضل بن عباس کا ہے نہ نام مکتوم
 بنت نجاشی کا جس سے معلوم ہوا کہ اس علامہ ابن اثیر کو اشتباہ ہوا کہ ام مکتوم
 بنت فضل بن عباس کا حال ام مکتوم بنت عباس کی طرف منسوب کر دیا
 پس جناب ام مکتوم بنت جناب میرے کے بارہمیں اس کے اشتباہ ہو چکا ہو
 یقین ہو سکتا ہے میری نظیر جو نہایت درجہ اس واقعہ کے مماثل ہے
 یہ ہے کہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی مدنی خیر العباد میں سے امام احمد بن حنبل
 سے اور ابن اثیر حوزی سے اس کے الفاظ میں معرشتہ الصحابة میں عمر
 ابی سلمہ سے ناقل ہیں کہ جب حضرت ام سلمہ عدہ وفات سے اپنے
 شوہر ابی سلمہ کے فارغ ہوئیں تو جناب رسالت اپنے عقد کا انہیں پیغام
 بھیجا حضرت ام سلمہ نے بعد رفع عقد قبول کیا فقالت لا ینہا عمر قمر فزوج
 رسول اللہ فزوجہ بنی حضرت ام سلمہ نے اپنی بیٹے عمر سے کہا کہ اوٹو اور
 نکاح رسول اللہ کے ساتھ کرو پس وٹو نے نکاح کر دیا اتویہ اصل
 روایت تھی جب کو روایان آثار و ناقلان اخبار نے نقل کیا اب نئے
 کہنا یہ مخفی واقعات کی رو سے خود علامہ ابن قیم نے اس کو غلط ٹھہرایا آخر
 اشتباہ روایات کے قلیل ہوئے چنانچہ وہی علامہ ابن قیم فرماتے ہیں

کہ نقل ہے اشتباہ
 جہاں صدقہ

کہ اس روایت میں خدرشہ ہے کیونکہ یہ عمر فرزند حضرت ام سلمہ وقت وفات
 رسول نورس کے تھے اور عقد حضرت ام سلمہ میں ہوا تو اس وقت عمر بن
 ام سلمہ تین برس کی ہونگی اور ایسا شخص اس قابل نہیں ہے کہ وکالت کا
 کر سکے جب یہ اعتراض امام احمد بن حنبل پر پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ
 کہتا ہے کہ عمر بن ابی سلمہ اس وقت کم سن تھی ابن جوزی نے کہا کہ شاید
 امام احمد بن حنبل کو عمر بن ابی سلمہ کے سن کی اس وقت خبر نہ تھی حالانکہ
 یہ سن عمر بن ابی سلمہ کا بہت سی مورخین نے لکھا ہے انتہی اس سے
 غلطی اس روایت کی تاریخی واقعات سے اور اشتباہ اور کابخوبی معلوم ہوا
 تھے کہ امام احمد بن حنبل سے امام تھراہی روایت غلط پر ایسا ثابت قدم
 رہا کہ اصل کمسنی عمر بن ابی سلمہ کا انکار کر دیا جو باتفاق مورخین ثابت ہے
 آخر ان غلط اور مخالفت واقعات کے دفعیہ کے لئے علماء اہلسنت
 کو قابل ہونا پڑا کہ بوجہ شترالسمی راوی شتبہ بن یحیٰ بن النعمان
 بعد ان مراحل کے فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے جو بعض علماء نے کہا
 کہ اصل وکیل نکاح از طرف ام سلمہ عمر بن الخطاب تھے جسے ام سلمہ سے
 نوہشت کے بعد قرابت ملتی ہے چونکہ نام عمر بن الخطاب امام عمر بن الخطاب
 اسوجہ سے راویوں کو اشتباہ ہوا اور وکالت نکاح کو طرف عمر بن ام سلمہ کے
 منسوب کیا جو اس وقت نہایت کم سن تھے کہ قابلیت وکالت نہیں کرتی تھی
 اور بنا بر نقل یا بمعنی لفظ انہا یعنی اپنی بیٹی کو زیادہ کر دیا حالانکہ چاہتا
 فقط یہی کہ اسے عمر نکاح کر دیا اور مثل سی شتبہ کے بعض فقہاء کو

وہم ہوا کہ اوہنو نے بھیہ روایت کیا کہ رسول نے فرمایا اسے لڑکے اور ٹھہ اپنی
 مان کا نکاح کر دے انتہی محصلہ جس سے صاف معلوم ہوا کہ چونکہ
 واقعات تاریخی کی مخالفت لازم آتی ہے اور خلاف قیاس بھی ہے
 کہ سہ سالہ لڑکا وکالت نکاح کرے (حالانکہ الفاظ روایت کے صاف صاف
 اسی پر دل ہیں کہ اوہنین عمر بن ام سلمہ نے وکالت نکاح کی کیونکہ
 روایت میں ہے فقالت لا ینھاکم ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے نکاح
 کر لیا کیونکہ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ رسول نے فرمایا اگر لڑکے
 اور ٹھہ اپنی مان کا نکاح کر دے جس سے بجز عمر بن ام سلمہ کے دوسرے عمر
 ہرگز نہیں سمجھا جاسکتا یا انہیہ اشتباہ رواد کے قابل ہوے اور صرف
 اشتراک نام عمر بن خطاب عمر بن ام سلمہ کو اس اشتباہ کی دلیل قرار دیا
 پس جائے غور ہے کہ جب صرف اسی بنیاد پر کہ سہ سالہ لڑکا وکالت
 کر سکتا ہے اشتباہ رواد کے قابل ہوے حالانکہ سیکڑوں مثالیں الہیہ
 افعال کے اطفال خرد سال سے خود اہل سنت کے یہاں موجود ہیں با
 انہیہ غلطی ٹھہرا گئی وہ بھی خاص سند امام احمد میں جبکہ رفع اختلاف
 کے لیے امام کہتے ہیں تو اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم میں کیوں
 ایسے اشتباہ رواد کے بوجہ اشتراک ہی قابل نہیں ہوتے جس میں کئی طرح
 مخالفت واقعات تاریخی بھی ہے اور محال بھی لازم آتے ہیں مثلاً اسکے
 کہ جو لڑکی سہ بھر میں کم سے کم پانچ برس کی تھی سہ لیا
 بھری میں چار پانچ برس کے کیونکہ ہو گئے اور جو لڑکی باتفاق رواد

و مشاہدین وقت نکاح چار پانچ برس کی تھی اوس سال ہم ہمسرے
 کیونکہ ممکن ہو گئی درجہ اول کی سند یا سند میں چار یا پانچ برس کی ہو قبل از
 ۲۳ سند اوس سے دو لڑکے غیر توام کیونکہ بیاہ ہو سکتے ہیں اور جو شخص
 عہد خلیفہ دوم میں شہید ہو چکا تھا وہ کیونکہ بعد خلیفہ دوم زندہ ہوا اور پھر سکا
 نکاح ہوا اور جسے عہد معاویہ میں وفات کی اور جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ
 پڑھی وہ اسکے مدت بعد شریک معرکہ کربلا کیونکہ بیاہ ہوئیں کہ مصائب کربلا کو وہ
 و شام حیل کردینہ منورہ واپس آئیں اور مثل سکے کہ انکا نکاح چار میں
 حضرت عبداللہ بن جعفر شونہر زینبؑ ہو حالانکہ حضرت زینبؑ سو وقت
 موجود تھیں کہ اس صورت میں ارتکاب حرام یعنی جمع بین الاختین لازم
 آتا ہے وغیر ذلک جو اصل کتاب میں بشرح و بسط تمام مذکور ہے اور
 سابقا مرقوم ہوا پس ایسی صورت میں شتباہ رواقہ کے بوجہ شتران نام
 کیونکہ قابل ہونگے محققین اخبار و ناقدین آثار سے امید و اتق یقین مل
 ہے کہ معروضہ فقیر کو جو سابقا مقدمہ میں مذکور ہوا خیال کر کے بلا تعصب
 و حمیت صرف ان واقعات پر غور کر کے ان غلط و تحریفیات کا و فیضہ
 کرینگے چوتھے نظیر صحیح بخاری میں ہے انس بن مالکؓ کہ ہم شرب
 پلا رہے تھے ابو عبیدہؓ مراح اور ابو طلحہؓ انصاری و ابی بن کعبؓ کو کسی
 اثنا میں کیسے اگر خبر دی کہ شراب حرام ہو گئی ابو طلحہؓ نے کہا شراب گراؤ و
 علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں بذیل شرح اس
 روایت کے درآہن کہ بعض روایات میں ابو طلحہؓ کے بعد بجائے نام

نام ابو عبیدہؓ و ابو طلحہؓ و ابو کعبؓ
 نام ابو عبیدہؓ و ابو طلحہؓ و ابو کعبؓ

صحیح روایت میں ہے
ابو بکر

صحیح روایت میں ہے
ابو بکر

قال شریک بنی

الجابلیہ قال

يقول فذكر الابی

فبلغ رسول الله

فقام جزاره

حتى نزلت فقام

وكان مع ابی بکر

اصابعه

فذكر سامی قال

یخین

فلان فلان دسج ہے پھر بعد چار روایات کے کہتے ہیں کہ انس کی
روایت میں معلوم ہوا کہ شراب پیوے والے دس جلسہ میں گھارہ آدمی تھے
کہ سات آدمیوں کا نام معلوم ہوا اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں روایت
کی ہے کہ ابو بکر و عمر بھی دس جلسہ میں تھے مگر سیر روایت باوصف
صحیح و پاکیزگی سند نہایت برسی معلوم ہوتی ہے مجھے گمان ہوتا ہے
کہ غلط ہوا اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ اس روز ابو بکر و عمر ملاقات
ابو طلحہ کو گئے ہوں لیکن شراب نہ پی ہو بعد اس کے روایت برائے
معلوم ہوا کہ انس نے کہا کہ ہم شراب پلاتے تھے ایک جماعت کو
جن میں ابو بکر بھی تھے ابن حجر کہتے ہیں کہ بھلا ابو بکر مشورہ ابن اشعوبہ
سے روایت میں ابو بکر کے نام ہونے سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ ابو بکر
صدیق تھے حالانکہ ایسا نہیں ہے وہ دوسرا شخص ہے مگر ذکر عمر ابو بکر
کے ساتھ اس کا قرینہ ہے کہ راوی کی غلطی نہیں ہے اور وہ ابو بکر صدیق ہی تھے
انتہی محصلہ و ملخصاً چونکہ مقصود راقم یہاں طعن صحابہ سے نہ انتہا
شراب خواری خلیفہ اول حبس پر مضمون روایات ابن مردویہ و ہذا زوفی
واقرا ابن حجر عسقلانی موجود ہے نہ اعلام می نوشی خلیفہ دوم جو باقر
ابن حجر و انصار ابن الخطیب صاحب مستطرف و علامہ زحشری صاحب
ربیع الابرار ثابت ہے تھے کہ ازالہ الخفا میں ہے کہ آخر خدا کی خلیفہ دوم
شراب بہت بلکہ مقصود یہاں اثبات اشتباہ رواۃ ہے جو بہت متکثر
جو اس عبارت سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ علامہ مذکور نے صرف اس

غرض سے کہ برائے حضرت شیخ عتیق عیب شراب خواری سے ثابت ہو
 باوصف وجود قرآن متعددہ جنکا خود اقرار کیا بلکہ باوصفیکہ بالاتفاق
 چالیس برس تک اس سے اکبر کہا میر یعنی شرک و بت پرستی میں مبتلا تھے
 اور کوی اونکی عصمت کا قائل نہیں اور سند رواست میں کوی جائے
 گفتگو نہیں یا نہ یہ بلا وجہ و بلا سبب فقط ہوا خواہی خلیفہ اول ایسی تاویل
 و تحریف کے قائل ہوئے کہ راوی بوجہ اشتراک نام مشتبہ مولد و سر
 ابوبکر کا حال ابوبکر صدیق کی طرف منسوب کر دیا پس ان روایات عقیدہ میں
 اگر ذرا بھی خیال خدا و رسول ہوگا اور ذرہ برابر بھی محبت اہلبیت طاہرین
 ہوگی بلکہ اگر کچھ بھی عقل و نقل سے کام لیا جاوے گا تو ضرور اشتباہ روا
 کے بوجہ اشتراک نام قائل ہونگے جسکے خلاف میں بیش از بیش مناد
 و لزوم محالات در پیش ہیں خصوصاً در صورتیکہ برعکس اس روایت
 صحیح صحیح بخاری کی جسکی صحت پر اجماع اہلسنت ہر روایات عقدہ موضوع
 اور غلط ہوں اور تمام راوی اسکے وضاع و دجال و کذاب منقری ہوں
 جیسا کہ مابعد مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ **فصل پنجم** شیخ عبدالحق جو کہ عتیق
 دہلوی کہتے ہیں اپنے اسماء الرجال مشکوٰۃ میں بذیل ذکر اولاد خلیفہ
 دوم فرماتے ہیں کہ انکے تین بیٹوں کا نام عبد الرحمن تھا عبد الرحمن اکبر
 عبد الرحمن اوسط عبد الرحمن اصغر و لیکنی احد الثلاثة اباشحمہ و
 یلقب اخر منهم بحمیر یعنی ان ثلاثہ سے کوی ابو شحمہ بھی تھا حالانکہ قصہ ابو شحمہ
 انکے بیان از حد مشہور ہے مگر بوجہ اشتراک نام اصلی متیون میں اشتباہ

نظر شیخ ابوجہ

ص ۶ ورنہ

اور تمیز نہیں کر سکتے بلکہ باوصفیکہ دارقطنی سے ناقل ہیں کہ جب الحسن
 اوسط ہی ابو شحمہ تھا مگر ایک یقین نہیں ہوتا لطفہ برآن فرمیدہ ہے
 کہ مثل عدم تعین شخص کے اصل قصہ بھی مختلف ہو گیا جیسا کہ شاہ ولی اللہ
 صاحب بیان تین روایت نقل کر رہیں ہیں کہ جس ریت کے ساتھ ابو شحمہ فرجالت نشہ
 زنا کیا اور اسنو لڑکا بنایا وہ عورت خدمت خلیفہ بنی لڑکالائی اور فریادی ہو خلیفہ ابو شحمہ
 کو پکڑوایا اور فلح سے حد جاری کر لی ادھر حد تمام ہوئی اور ابو شحمہ
 دوسٹری پیچہ کہ ابو شحمہ نے خود بلا کسی نالش و فریاد کی قرار کیا کہ مجھے
 زنا کیا حد لگاؤ خلیفہ نے چار مرتبہ اقرار لیکر حد جاری کرنا چاہا اور سپر
 ابو شحمہ نے کہا (عجب تعزیز لطیف جگر سوز ہے) جسے زمانہ جاہلیت
 یا اسلام میں میری سی حرکت کی ہو وہ مجاز نہیں ہے کہ ہمہ حد لگائے
 پس جناب امیر ۱۲۰ و ۱۲۱ اور امام حسن ۴۰ سے فرمایا دہنایا تھو اور امام حسین
 علیہ السلام سے فرمایا دست چپ تمام لو بعد از ان حضرت نے سولہ
 کوڑے مارے تھے کہ ابو شحمہ کو غش آگیا گر پڑا حضرت ۴۰ نے حد موٹ
 کی اور فرمایا (بحان اللہ) جا خدا سے کم دنیا مجھ پر اسے حد جاری کی
 جبکہ ذمے تیری کوئی حد نہیں ہے تب عمر کو جو ش آیا اور اس
 مردہ صفت سے تعزیز کا بدلہ لینے چلے گئی اور پورے
 سو کوڑے مارے کہ وہ مر گیا پتیسرے یہ کہ عمر و عاص جس زمانہ میں
 حاکم مصر تھا عبد الرحمن بن عمر ابو شحمہ اور ابو سدرعہ نے آکر کہا کہ
 ہم لوگوں نے کلمہ شراب پی عمر و عاص نے بہرک دیا عبد الرحمن نے

صفحہ ۱۵۰
ازالہ الحفا

ازالہ الحفا

اگر حد نہ جاری کر دے تو اپنے باپ عمر کو خبر کرینگے تب عمر وعاص نے
 حد لگائی اسکے بعد خلیفہ دوم کا خط عثمان امین آیا اور عبدالرحمن کو طلب کیا
 بعد حاضری چاہا کہ حد لگائیں عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ حد تو اسپر
 جاری ہو چکی مگر عمر نے نہ مانا اور دوبارہ حد لگا کر قید کیا شاہ ولی اللہ
 فرماتے ہیں کہ ابو عمر نے استیعاب میں کہا عبدالرحمن اوسط بھی بوٹھمہ ہر
 جیسپر عمر وعاص نے مصر میں جاری کے بعد از ان عمر نے بلوایہ بجا اور دوبارہ
 بطور ادب والد حد جاری کی کہ بیمار ہو کر مر گیا مگر اہل عراق کا قول ہے
 کہ عمر کے کوڑے مارنے میں وہ مر گیا اور یہ قول غلط ہے کمازیر نے
 کہ عمر نے حد شراب جاری کی اس سے بیمار ہوا اور مر گیا انتہی اصل
 قصہ سے یہ کو غرض نہیں ہے کیونکہ سیکڑوں مثالیں اسکی حکام جوین
 موجود ہیں کہ بغرض اپنے نامور می وراثت ہمار عدالت دلی لوتی کے
 ایسے امور ناجائز کے مرتکب ہوتے ہیں حتیٰ کہ حکام انگریز
 ہندو مذہب کی نہاروں نظیرین روزمرہ دیکھی جاتی ہیں لیکن یہ امر عجیب
 ثابت ہوا کہ بوجہ اشتراک نام رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تعین ابو شحمہ
 محمد روکی نہوی کہ تین عبدالرحمن میں یہ شخص کون تھا یہاں تک کہ
 اصل قصہ بھی ایسا مختلف اور شبہ ہوا کہ ایک کو دوسرے سے
 لگاؤ نہیں حالانکہ خاص خلیفہ دوم کے فرزند ارجمند کا واقعہ ہے جس
 خلیفہ کے اعلیٰ درجہ کی فضیلت و عدالت ثابت کی جاتی ہے جو
 درحقیقت مستلزم جرم ارتکاب امر نامشروع ہے پس جناب م کلثوم

علیہا السلام کو بایں بھی ایسے ہی اشتباہ رواۃ کو کیوں نہیں مانتے کہ
 بوجہ اشتراک نام واحد چار شخصہ میں رواۃ کو اشتباہ ہوا اور تین شخصوں کے
 مختلف حالات کو چوتھے ہمنام کی طرف منسوب کیا حالانکہ بقدر ضل علاس
 مناقب خلیفہ دوم و توہین اہلبیت طاہرین بھان انکو ضرورت و منع واقرا
 بھی درپیش ہے چھٹی نظیر حسین خود مولوی حیدر علی ساحل شہر متلا ہولیہ کی ایک
 رسالہ دہلیہ حاطہ میں فضل بن روز بہان مصنف ابطال الباطل کو روز بہان
 بقلی مصنف عالس تصور کر دینے لانا کہ روز بہان بقلی خصوصاً اس وقت مقدمہ فضل بن
 روز بہان پر اشتراک لفظ روز بہان نے ایک جگہ صرف روز بہان ہے
 دوسری جگہ فضل بن روز بہان انکو اشتباہ میں ڈالایں جہاں اس سے
 زاید اشتراک نام ہوا اور اسباب شتباہ بھی موجود ہوں اگر رواۃ شتباہ
 ہو جائیں جنکی جہالت کا ہی قرار ہے تو کیونکر تعجب ہوتا ہے جیسا کہ تائید
 قصہ موضوع میں مشاہد ہے ساتویں نظیر اشتباہ بلا اشتراک
 نام و بلا سبب صحیح ہماری و صحیح مسلم میں بذیل قصہ افک مرقوم ہے
 کہ جب سعد بن عبادہ نے منافقین کی حمایت کی تو سعد بن معاذ نے
 اونکا جواب دیا در سخت نزاع واقع ہوئی امام لوفوی اسکی شرح میں فرماتے ہیں
 کہ کما قاضی عیاض نے بیان سخت اشکال ہے جسکو آجتک کسی نے
 نہیں لکھا کیونکہ سعد بن معاذ دو برس قبل اس واقعہ کے شہید ہو چکے تھے
 پس شبہ یہی ہے کہ قایل اشتباہ رواۃ ہوں الخ نہیں جب بلا اشتراک نام
 و بلا سبب اشتباہ صرف مخالفت واقعات تاریخی کے سبب امر متفقہ سمجھیں

میں جو موجب حصول یقین ہے چھتاویل کیجاتی ہے اور اشتباہ دوم
 روادہ کا قایل ہونا چھتا ہے تو جہاں اس قدر مخالفت واقعات و لووم محال
 کا سامنا ہوا اور سبب اشتباہ اور قرین و شواہد بھی اس کے موجود ہوں
 کیونکہ اشتباہ روادہ کا اقرار کرینگے خصوصاً در صورتیکہ اصل روایات سے
 موضوع و مکتوب ہوں اور روادہ اس کے دجال و دضاع ہوں انہوں نے
 اسی قصداً کہ میں ہے صحیح بخاری میں کہ حدیث کیا مسروق نے امرومان
 مادر عائشہ سے الخ اسیر حافظ ابو علی سفید خطیب بغدادی ابن عبد البر
 قاضی عیاض ابراہیم بن یوسف ابوالقاسم سیلی ابوالفتح اندلسی علامہ
 علامہ ذہبی ابوشعیبہ صلاح الدین وغیرہ وغیرہ جو اکابر محدثین و احاطہ
 اہلسنت سے ہیں بالاتفاق مقرر ہیں کہ امرومان تو بعد آنحضرت
 ہجری میں مری کہ خود حضرت اس کے قبر میں اترے اور دعا فرمائی اور کہا
 جسکو حور العین کی صورت دیکھنا منظور ہو وہ امرومان کو دیکھے پس ام
 رومان سے اور مسروق سے ملاقات کیونکر ممکن ہے کیونکہ امرومان
 سہ میں مرے اور مسروق خلافت ابو بکر یا عمر میں آیا پس روایت کرنا
 کیونکر ممکن ہے اب سکتا ویل یہ نکالی کہ راوی نے شاید سلت امرومان
 بصیغہ مجهول کہا ہو جسکے معنی یہ ہوے کہ امرومان کو کہنی سوال کیا تاقلین نے
 سالت کو سالت لکھا جسکے معنی یہ ہوے کہ میں نے خود پوچھا جو غلط ہے
 آخر بیان پہلی اشتباہ روادہ کی تاویل نکالی گئی مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے
 اسقاط صحت صحیح بخاری کے لیے قصہ وفات امرومان کو بعد آنحضرت

قصہ وفات امرومان
 و اختراع علی

غلط کیا جس سے وہ سارے فضائل موضوع بھی ہوا ہو کے چنانچہ
تفصیل سکی عقبات لاوا میں مذکور ہے پس جب استقدرا عالم علما کے
نزدیک شتباہ روات کا ہونا خود صحیح بخاری کی روایت میں ممکن ہوا تو ان
روایات عقدین شتباہ روات پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے نوین نظر
صحیح بخاری میں مسروق سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعود نے کہ جب قریش نے
اسلام قبول کرنے میں دیر کی تو جناب رسالت مآب نے اذہر بصرہ
جسکے بدولت وہ سب قحط شدید میں مبتلا ہوئے بہت سی لوگ ہلاک ہوئے
ہڈیان مردار کھانے کی نوبت آئی تب ابوسفیان حضرت کے پاس آیا اور
کہا اے محمد تم حکم کرتے ہو کہ ہلوگ حملہ رحم کو بن حالانکہ تمہاری قوم
ہلاک ہوئی خدا سے دعا کرو پس حضرت آیتہ القلوب یوم تالی السماء بدخان
سبین کی تلاوت کی بعد ازاں پھر انہوں نے کفر کی طرف رجوع کیا اسکے
اشارہ ہے قول باریمین یوم یطش الی طشت الکبیر کہ مراد اوس سے روز بدین
اور اسباباط نے منصور سے اس روایت پر پھر زیادہ کیا کہ حضرت دعا کی
خوب ریش معنی سات روز تک پانی برتتا رہا جب لوگوں نے کثرت بارش
کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا اللہم جو الینا ولا علینا تب ابروہا
دفع ہو اور اطراف کے لوگ سیراب ہوئی تمام ہوئی روایت صحیح بخاری کی
علامہ محمود بن احمد حنفی عمدۃ القاریین بشرح اسکے فرماتے ہیں لوگوں نے
اس سبباط والی روایت پر اعتراض کیا ہے کہ مراد اودنی نے قصہ مدینہ
قصہ قریش داخل کر دیا گیا کہا عبد الملک نے زیادتی اسباباط وہمنا مقلدا

ص ۲۹۹
عقبات لاوا و جداول
لدبیانہ

ص ۱۳۹
باب الاستشفاع بالکرم
المسلمین عند الخط
من ابواب الاستغفار

ادخال قصہ کر
قصہ مدینہ

کیونکہ سند عبداللہ بن مسعود میں اور قول انس بن مالک میں (یعنی بارش
 والا مضمون) ترکیب کر دیا ایک کی سند کو دوسرے کی متن روایت سے
 ملا دیا و میاطی نے کہا کہ پہلی روایت عبداللہ بن مسعود ہے جو واقعہ
 مکہ ہے اور دوسری یہ قصہ دوسری روایت کا نہیں ہے تعجب ہر بخاری سے
 کہ اس روایت مختلط کو نقل کیا حالانکہ بہت سی روایتیں اسکے مخالف ہیں
 بعض نے تا یہ بخاری میں کہا ممکن ہے دو مرتبہ یہ قصہ واقع ہوا ہو مگر
 احتمال محض انوسے کہا کرانی نے اگر تو کہہ کہ قصہ قریش و التماس ابو سفیان
 مکہ میں ہوا تھا نہ مدینہ میں تو ہم کہیں گے کہ اصل قصہ مکہ کا ہے اور جسکو بساؤ نے
 ملا دیا وہ مدینہ کا قصہ ہے تمام ہوا کلام عینی پس جب خود صحیح بخاری میں
 اختلاط ہوا کہ مکہ کا قصہ مدینہ کو قصہ میں ملا کر اذیون نے معجون مرکب کیا یا
 جسکی بدولت بخاری صحیح ہوئی تو ان روایات عقد ہیں اگر جو مجھ میں ہے
 نہ صحیح ستہ میں کہ کسی کتاب ملزم الضمین نہ کوئی روایت ہی صحیح ہو
 ایسا اختلاط اور امتزاج مؤاکہ ترین ام کلثوم کے مختلف حالات کو بوجہ اشتراک
 نام چوتھی ہمنام کی طرف منسوب کیا تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے بھر کیف پر
 ایسے اشتباہ روایات اہلسنت میں ہزاروں مقام پر ہیں چنانچہ کتاب
 مستطاب استقصار الانعام و بحقات الانوار و ترمذی و تاج العشر یہ ہیں مفصلاً تو
 بوجہ اختصار بیان نہیں لکھ سکے لیکن دو اشتباہ و خطا کی نظر دینا اور ضروری
 نظیر میں قصہ حجة الوداع ہے جس میں پچاسوں خطا اور وہم لکے علماء کو
 ہو ہیں چنانچہ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد میں تفسیر فضل اسکے لکھا ہے

چلے گی کہ ابن خرم نے گمان کیا کہ حضرت نے قبل تشریف لیجانے کے فرمایا کہ
 رمضان کا عمرہ برابر حج ہے حالانکہ یہ صریح غلطی ہے کیونکہ حضرت نے
 بعد معاودت از حجۃ الوداع عیدہ فرمایا تا قبل دوسرے یہ کہ بیان کرتے ہیں
 حضرت پنجشنبہ ۲ ذیقعدہ کو روانہ ہوئے حالانکہ تشریف لیجانا حضرت کا
 پچیسویں روز شنبہ کو ہے تیسرے یہ کہ طبری نے بعض کا قول ذکر کیا
 کہ حضرت بروز جمعہ بعد نماز روانہ ہوئے حالانکہ محض غلطی ہے کیونکہ روایت
 حضرت کے روز شنبہ ہے چنانچہ طبری اور واقدی کا ہی یہی قول ہے
 مگر اسپر بھی واقدی نے تین خطا کی ایک یہ کہ کہا حضرت نے ذوالحلیفہ
 میں نماز دو رکعت پڑھے دوسرے یہ کہ کہا حضرت اوسیٰ ذر بعد نماز طہر
 احرام باندھا حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت شنبہ ذی الحلیفہ میں مقیم رہے
 دوسرے روز احرام باندھا تیسرے یہ کہ کہا کہ وقفہ روز شنبہ کو ہو ا حالانکہ
 غلط ہے چوتھے یہ کہ قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت نحو میں قبل غسل
 خوشبو لگائی اور وقت غسل دہو ڈالے حالانکہ محض دہم ہے پانچویں
 ابو خرم نے کہا کہ احرام قبل طہر باندھا حالانکہ غلط ہے کسی حدیث میں یہ
 منقول نہیں ہے چہنیں ابو خرم نے کہا کہ حضرت کے ساتھ ازراہ قنوع
 یعنی استحاب تحریم ہے غلط ہے ساتویں یہ کہ بعض نے کہا کہ حضرت نے
 وقت احرام تین تک نہیں کیا حالانکہ غلط ہے اور چھٹے یہ کہ عمر ہنودہ
 کے تعیین کے معنی جیسا کہ قاضی ابو یعلیٰ و صاحب مغنی وغیرہ کا قول ہے
 اور نہ یہی غلطی کی اور جسے کہا کہ مرد افراد کی تعیین کی کہ حضرت نے اس کو سنا

۱۵
 تمام کا نام
 جو مذکور ہے
 منسلک

عمرہ نہ کیا اور سننے ہی وہ ہم کیا اور جس نے کہا کہ تعین عمرہ مفرد کے کی تھی اور
 اوپر حج کو داخل کیا اور سننے ہی وہ ہم کیا اور جس نے کہا کہ حج مفرد کے تعین سے
 اوپر عمرہ کو داخل کیا بعد حج وہ سننے ہی وہ ہم کیا اٹھوین یہ کہ طبری نے کہا
 اتنا ہے کہ میں جبۃ الوداع کے ابوقتاً وہ نے جو محرم نہ تھا حمار وحشی کا
 شکار کیا اور حضرت نے کہا یا حالانکہ یہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہی ہے حجۃ الوداع
 نوین طبری نے بعض سے نقل کیا ہے کہ حضرت مکہ میں سے تنبیہ کو داخل
 ہوئے حالانکہ یہ غلط ہے داخلہ حضرت کا مکہ تنبیہ نہ دی بلکہ کوئے تنوین
 قاضی بخیرہ کا قول ہے کہ حضرت بعد طواف سعی محل ہوئے حالانکہ غلط ہے
 کیا رہوین بعض نے گمان کیا کہ حضرت وقت طواف رکن یما فی کا بوسہ لیتے
 حالانکہ غلط ہے کیونکہ حضرت نے تقبیل حجر اسود فرمائی تھے بارہویں قول
 ابن خرم ہے کہ حضرت نے وقت سعی تین ٹھوین مل کیا اور چار ٹھوین مل کی
 حالانکہ غلط ہے اور دھوسے اتفاق اسپر غلط تر تیرہویں وہ ہم کیا جس نے کہا کہ
 طواف درمیان صفا و مزدہ کے چودہ شرط اور ذہاب سعی ایک مرتبہ تھا
 چودہویں جس نے گمان کیا کہ حضرت نے بروز نحر قبل از وقت نماز صبح پڑھی اور
 بھی غلطی کی پندرہویں نہ قابل ہوا کہ حضرت شکر و عصر پڑھوئے اور مغرب و
 عشا اور شب کو دو اذان دو اقامت کر پڑھے اور سننے ہی غلطی کی اور
 جس نے گمان کیا کہ صرف دو اقامت کر نماز پڑھے اذان مطلقاً نہ تھی اور سننے
 ہی غلطی کی اور جو قابل کجج ہوا بے اقامت واحدہ اور سننے ہی غلطی کے
 کیونکہ صحیح یہ ہے کہ حضرت خود کو نہ اذان واحد پڑھا اور ہر نماز کے لیے

اقامت منبرانی مسوئین وہم کیا اوسے جو قائل ہو کہ حضرت نے
 بروز عرفہ دو خطبہ پڑھے اور درمیان میں بیٹھ گئے اور موزن نے اذان بھی
 بعد اذان دوسرا خطبہ شروع کیا اوسکے بعد اقامت صلاۃ ہوئی کہ کسے
 حدیث میں یہ مضمون نہیں بلکہ جابر دالی حدیث میں تصریح ہے کہ بعد کمال
 خطبہ بلال نے اذان و اقامت کہی پس حضرت نے نماز پڑھی بعد خطبہ
 کے ستر سو تین اہل بیت نے کہا کہ جب حضرت منبر پر تشریف لگے موزن نے
 اذان کہی بعد فراغ اذان حضرت نے کلمے ہو کر خطبہ پڑھا حالانکہ یہ
 قول وہم ظاہر ہے کیونکہ اذان بعد خطبہ ہے اور جس نے یہ روایت کی
 کہ امام علی علیہ السلام کو آمین اور حضرت نے حکم دیا کہ وقت نماز صبح کہ میں آمین
 اوستے ہی خطبہ کی اٹھا روین جسے گمان گھیا کہ حضرت نے بروز نحر طواف
 زیارت کرات ہونے تک سو فرمایا اوستے ہی خطا کی اونیسویں اوستے ہی
 خطا کی جو قائل ہو کہ حضرت نے دو مرتبہ کوچ کیا ایک ن کو دوسرے شبہ
 بیسویں اوستے ہی ہم کیا جس نے یہ بیان کیا کہ بروز نحر طواف قدم کیا بعد اذان
 زیارت کا طواف کیا اور اوستے ہی وہم کیا جسے کہا کہ حضرت نے سعی ہی
 فرمائی طواف کے ساتھ اکیسویں جو قائل ہو کہ حضرت نے بروز نحر کہ میں نماز پڑھی
 پڑھی اوستے ہی وہم کیا اور جسے گمان کیا کہ حضرت نے وادی محسر طواف
 نہ کی اوستے ہی وہم کیا اکیسویں طواف و غیرہ کو وہم ہو کہ قائل ہوئے
 حضرت ہر شب کو منی سے خانہ کعبہ میں تشریف لاتے تھے بیسویں اوستے
 بھی وہم کیا جو قائل ہو کہ حضرت نے دو مرتبہ دعا فرمایا اور جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت نے

مکہ کو خرمنج و دخول میں بطور دائرہ رفت لار دیا اور سنے بھی دو مہم کیا اور جسے یہ
 گمان کیا کہ حضرت نے محض سبب طرف طہ عقبہ کے انتقال کیا اور سنے ہی مہم کیا
 پس کل دہام میں جب پہنچے اجمالاً و نفسیاً تنبیل (تمام مجاہد احادیث کلام ابن العقیل
 زاد المعاد میں) پس جب صرف واقعہ حجتہ الوداع میں ان علیہ البیت کو سقا
 اور دہام لاحق ہوئے جسکی بعد اقریب چالیس کے ہو تو واسے بر دیگر وقایع
 کیونکہ حج اسکے اصول دین میں داخل ہے ہمیشہ عمل کی ضرورت دائم ہے روزہ
 حج کرتے ہیں اور حضرت کا یہ آخری حج تھا اسی عرض سے کہ تعلیم احکام
 حج ہو جائے تھے کاتیر املت لکھ دینکہ اسی حج میں قبول خلیفہ دوم
 نازل ہوئے بلکہ امارت حج بقول شاہ ولی اللہ دوازم خلافت خاصہ سے ہے
 جس سے عیاذ اللہ جناب میر محمد دوم رہے سو اسے اسکے کوئی ضرورت
 وضع و افترا سے روادہ بھی نہیں پائی جاتی یا انصہ جب کار غلام البیت
 کو ایسے ادہام و اغلاط پیش آئے تو اس مسئلہ مقدمین اسکے ادہام اور
 اغلاط اور اشتباہ پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے جو نہ داخل اصول دین ہے
 نہ ضرورت عمل صرف علم ہی علم ہے کہ بغرض وقوع حسب مرسوم البیت
 جہان بہت سے فضائل خلیفہ دوم ہیں اسکے بیان نہیں سے یہ بھی ایک
 اور حجتہ ان ضرورت تحقیقات بھی نہیں ہے بلکہ ضرورت وضع و افترا و جعل
 بہت البتہ موجود ہے پس ایسی حالت میں خود موضوع ہونا ان روایات کا
 قرین قیاس ہے جو جائے ادہام و اشتباہ کی ذلک ادہام و اغلاط و اشتباہ
 انکی ان روایات عقد میں کم ہیں بہ نسبت ادہام و اغلاط کے جو احکام

حج میں مذکور ہوئے پس ان دو نام پر تعجب ہونا اور ان غلط پراستاد و صدقہ
 کہنا سراسر حیرت و تعجب کی گارانتی ہے۔ **فیض الہی** محمد بن احمد بن عبد اللہ
 بن عبد المجید بن اسماعیل معروف بجا کہ شہید متوفی ۸۳۷ھ کتابکافی میں
 ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہیل خراسانی متوفی ۸۳۷ھ کتاب بیہوشی
 حسن بن منصور اور جندی فرغانی معروف بہ قاضی خان متوفی ۹۰۲ھ نیز فتاویٰ
 کہ مشہورہ فتاویٰ قاضی خان ہے برائے الدین علی بن ابوبکر غسانی متوفی
 ۸۳۷ھ کتاب ہدایہ میں ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد قاضی محتسب سجاری متوفی
 ۸۳۷ھ اپنے فتاویٰ کہ مشہورہ فتاویٰ ظہیر ہے فخر الدین ابو محمد عثمان
 بن علی سلجوقی متوفی ۸۳۷ھ بیان الحقائق شرح کثر الدقائق میں اکمل الدین محمد
 بن محمود بابرلی الحنفی متوفی ۸۳۷ھ عنایہ شرح ہدایہ میں ابوبکر بن علی معروف بجا
 عبادی متوفی نے حدود و مستطی سراج و ہاج شرح مختصر قدور سے میں
 بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۳۷ھ معراج الحقائق شرح کثر الدقائق
 عالم بن علاء الحنفی فتاویٰ سے تاتار خانہ میں وجیہ الدین عمر بن عبد الحسن
 ازرنجانی حدائق لازہ بار شرح مشارقی الانوار میں الباس شرح وقایہ میں
 ابوالکلام شرح وقایہ میں یوسف اعور رسالہ روزیہب شیعہ میں قاضی بکر
 گجراتی خزائن الروایات میں اور علامہ سعد الدین تفتازانی شرح قاصد میں
 اور دیگر علماء کبار اہل سنت جنگی تحقیقات و فتاویٰ پر دین ایمان اہل سنت کا
 مدار ہے کہ سامی کرامی اور دیگر محدثین جلد اول و دوم شہید المطالع علیہ السلام
 میں ح نقل عبارت مذکور ہے اور غنی ہی اصل کتاب میں تصحیحات اور کی

حضرت حیدر علیہ السلام از ص ۱۲
 الامتعات ۱۲-۱۳
 در اثبات الطحاوی جلد دوم
 از صفحہ ۱۰۰-۱۰۱
 استقامت الامام جلد اول ص ۱۲

بلکہ امام محمد بن رازی نے جو دربارہ جواز متعہ عمران بن حصین صحابہ
 سے نقل کیا اسکے بار میں رشادت پناہ فرماتے ہیں کہ امام رازی سے
 خطا ہوئی اور اس عار کے دفعیہ کے لئے علماء کے کرام کے تخطیہ باخود ہاکو
 نقل کرتے ہیں حالانکہ علامہ عیشا پوری و امام ثعلبی وغیرہ بھی اس سے
 کے ناقل ہیں جن میں امام رازی خطا اور بنائے جاتے ہیں پس جب ایک
 ایک مسئلہ میں اتنے صحابہ و خلفاء و ائمہ و علماء خطا کوین سمون فرماتے تو اس
 مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم میں اگر ایسی خطا سے فاحشل ان علماء سے سرزد
 ہوتی ہو جنہوں نے یہ روایت ذکر کی اور یکے بعد دیگرہ و سکو نقل کرتے گئے
 کہ تعداد اس جماعت خاطیئین کی کم ہے پہلے جماعتوں سے تو کیونکر کیا
 تعجب ہو سکتا ہے حالانکہ دونوں صورتوں میں فرق بین نمایان ہے کہ یہاں
 بقطع نظر از ضرورت حمل و اقتراب اشتباہ روایات بہت اچھی طرح ثابت
 اور اسباب اشتباہ بھی موجود بخلاف مسئلہ متعہ کے کہ کوئی خاص وجہ اشتباہ
 و صدور خطا بتا بعت یکے بعد دیگرہ سے نہیں معلوم ہوتی پس باوجود ان نظائر
 و دلائل قویہ کے اب کسکو اسمین شبہ رہیگا کہ روایات اس مسئلہ میں ابو جعفر
 نام مشتبہ ہوئے اور باشتباہ تین مہناموں کے دو مختلف واقعہ جو تھے
 مہنام کی طرف شوبہ کر دیئے اور دیگر علماء نے تبعیت و نقلی کے اور با تحقیق و
 تفحص اس واقعہ کو اسی حشیت سے لکھ دیا نیز نجاست کہ جناب شیخ مفید علیہ
 مقامہ ذرا فی الخلد اکرامہ اس مسئلہ کے بار میں فرماتے ہیں کہ جو روایت دربارہ
 عقد حضرت ام کلثوم نقل کرتے ہیں کی طرح ثابت نہیں کیونکہ راوی ادسکانہ

تقریر بعد از خطاب
 شیخ مفید علیہ
 السلام

بن بکار ہے اور وہ قتل میں موثوق بنیں تھا اور مستہم تھا اور سحاب میں جسکو وہ
 ذکر کرتا ہے بسبب شہنی میر المومنین علیہ السلام کے اور وہ غیر مومن ہے یہاں تک
 کہ فرماتے ہیں اہل بین یہ ہے کہ ابی محمد حسن بن یحییٰ صاحب علم النسب نے
 اپنی کتاب میں اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی میں سے تھا
 لوگوں نے یہ گمان کیا کہ علیہم حق اور واقعی ہے ورنہ یہ علوی کیوں نقل کرنا حالانکہ
 اوہموی نے اسپر بنین غور کیا کہ اس علوی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے
 کلامہ الشریف بقدر الحاحیت پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اول موجد اس فقر کا
 زبیر بن بکار نا صبی ہے کہ اس سے ابی محمد حسن بن یحییٰ نے نقل کیا بعد اسکے
 لوگ ایسودہ سے مستنبط ہوئے اور بحیثیت شاہ برہا اور بقول مولوی حیدر علی جسطرح
 ابو حنیفہ میں بہت سو مسائل خلاف واقع ابو حنیفہ کو فی کثیرہ ہوجہ اشتراک
 تمام منسوب ہو چکی تحقیق بعضونکو اس وقت ہوئی بعضون کو نہ ہوئے اور
 متاخرین نے طوق تقلید گلے لگا کر لکھا تحقیق تفحص دن معاتب کو نقل کیا
 اوسط طرح اس مسئلہ میں بھی متاخرین نے تقلید وضعین متقدمین یا پیشین
 سابقین بلا تحقیق و تفحص زمین روایات کو نقل کیا درپے تحقیق نہ ہوئے اور مقدم
 ام کلثوم کے مختلف حالات میں جو مجموعہ بنا کر ایک کی طرف منسوب ہوئے
 تیز کر سکے یا القصد بآسانہ والا حق واضح ہوتا مگر چاہدینا الہدیٰ ہم سبنا
 یا انہم میری تقریر واقعی و تقریر مصنوعی انحضرات میں جو فرق ہے فحشی بنیں اور
 یا مرعنی اہلسنت کا اس مسئلہ میں تحقیق نہ کرنا ان نظائر کے بعد تو کسی طرح
 تعجب نہیں ہے یہ جانی کہ انحضرات نے ایسے امور کے لئے اصول ہی بنا رکھے

ص ۱۹۸
 سنی مشکور
 ان الد افقتہ
 ان الد ان بابہ
 القابون ان بابہ
 کاواستونین
 قبولہ و تقبیل
 اساجین و قبولہ
 لم نقل ان قلین
 انما ہین
 کا نقل فی تفسیر ازاجار
 من صفحہ ۵۵ الی صفحہ
 ۶۰ مع الد و علیہ
 من شاہ تفصیل
 فلیحج الیہ ۱۲

کہ جب روایت احکام حلال و حرام ہو تو اوسمین تشدد کر داور جب بیان فضائل و عیوب
 میں ہو تو اوسمین مسابہ کر داور تحقیقات میں تشدد نہ کر و جیسا کہ سنی تشدد و روکو
 عبدالحی میں ہے پس جب عموماً احادیث فضائل کے لیے یہ قانون مقرر ہو
 تو اسے بر حال فضائل عالیہ موضوعہ خلیفہ دوم جنگے لیے ہر اور ن موضوعات
 کی یوہین ضرورت ہوتی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ عمل درآمد اس قانون کا
 صرف دربارہ خلفاء و صحابہ و ائمہ مقبولین اہلسنت ہی ہوتا ہے جناب امیر اور
 اہلسنت ظاہرین کے لیے تو برخلاف اسکے آیات محکمہ اور روایات صحیحہ و یقینات کی
 بھی تکذیب کرتے ہیں جیسا کہ ناظرین تحفہ و از الہ الفین پر مخفی نہیں لیکن شیعوں کے
 شکایت اہلسنت سے اس بار میں بیکار ہے کیونکہ جب نبیاء کرام کے ساتھ یہی
 انکے بھی برتاؤ ہیں کہ جیسے اظہار فضائل و مناقب و نکلے حقائق حالات
 کو کرتے ہیں اور درپے تحقیق نہیں ہوتے مسابہ کرتے ہیں تو اہلسنت ظاہرین
 کے بار میں کیا امید کی جائے دیکھئے علامہ ابن حجر مکی نے کتاب نہج میں جہان
 اسکی تحقیقات کی ہے کہ اجداد و ابا کرام سرور انام دین اسلام بھی جو ہمیشہ
 سے اعتقادات مخصوصہ شیعہ سے ہمہ گیر علماء اہلسنت اکثر طاعن رہے
 اور ہیں علامہ مذکور بعد تحقیقات پیشتر تحقیق پر حضرت ابراہیم میں فرماتے
 کہ از رپور نہ تھے بلکہ چاہتے تھے چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے
 قرآن میں از رپر باپ کا اطلاق ہوا بقاعدہ جمع میں الا احادیث اسکے کمال
 ہونا ضروری ہے اور بعض لوگ مثل بیضاوی وغیرہ کے جو قایل ہوے
 کہ حقیقۃً از رپر باپ تھے نہ چچا پس انہوں نے معنی ظاہر آید مراد لیا اور تحقیقات

پور ہی نہ کی اس میں مسابہ اور دستی کی سنتے اور شیخ عبدالحق صاحب ریح اللہ
میں فرماتے ہیں متاخرین ثبات کردہ اندک اباد اجداد انحضرت پاک و مصفا
بودند از دس شرک و کفر جس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اہلسنت کو اسکی تحقیق
نہوئی یادیدہ و دانستہ امر خلاف کتب قایل ہوئے ہامی انستوس من
خلفائے معائب پوشی نے ان لوگوں کو کن کن امر و منین بتلا کیا کہ ابا انبیا
اکرام کے کفر کے قایل ہوئے بلکہ ہوا خواہی حضرت فاروق بغرض سادات
نسب سول میں بھی قرح کی تھے کہ تبریح محمد بن فضل اللہ الحبیبی خلاصہ الاتر
فی اعیان القرن الحادے عشرین ملا علی قاری نے ایک رسالہ شتمل بر
اسات ادب الدین انحضرت تصنیف کیا اگر یہ تصنیف نہوتی تو اسکی
تالیفات و تصنیفات کے فوائد سے دنیا مملو ہوتی سنتے چونکہ یہ واقعہ نہایت
شرمناک واقعہ سے جس سے مخالفین اسلام کو خندہ زنی کا موقع ملتا ہے
لہذا ہم بیان نہیں لکھ سکتے اصل کتاب پر مع رد محول ہے بہر کیف جب اس
امور عظیمہ میں ان لوگوں نے کہا بلکہ درحقیقت اقرار کیا اور انساب انبیا
ان اغراض باطلہ سے مقدوح و مخدوش کیا تو اگر انہیں اغراض سے اس
میں مسابہ کیا اور طالب تحقیق نہوئے یادیدہ و دانستہ اعلام مراتب حضرت
فاروق کے لیے اقرار و اذیان کین ہوں کا ہوا فی الواقع تو کوئی محل استعجا
و استعجاب نہیں کیونکہ اسکے لیے خاص قانون ہے بنایا گیا ہے کہ فضائل
میں مسابہ کر دیا اور جو عادی ہوا ہر کوسکے باعث سر موضوعات مضاعفہ و فضائل
خلفائین بالارشاد العین تسلیم نہ جائیں خیر ہم اسی تک ختم الہاں شہادہ رواہ پر جسکو ہم سنا

مع نظائر و دلائل و وجوہ اشتباہ بیان کیا ہے ثابت قدم ہیں مصائب و مشکلوں
 کرتے ہیں کہ روایت کو جو بہرہ شتر کا نام اس مسئلہ میں اشتباہ بخوار راسخ
 ہیں اسے خطا ہوئی دیگر علماء و روایت بھی یہ سمجھتے ہیں کہ مسئلہ اسے خطا و
 وہم و اشتباہ ہوتے گئے درپے تحقیق نہوے ورنہ جیسا بعد مدت مدیدہ
 اسلام آباد اجداد انبیاء کرام علیہم السلام کا انکو تپہ ملا اور طہارت نسبت رانام
 کا سراغ لگا بھی بھی ضرور معلوم ہوتا کہ یہ نسبتیں بھی محض غلط اور سرسختی سے
 بہت ہیں خلیفہ نے خواستگاری کی نہ عقد ہوا نہ دوسرا کوئی امر بلکہ مسایات
 اس قدر ہے کہ خلیفہ دوم نے ام کلثوم دختر ابو بکر سے خطبہ عقد کیا اس نے
 انکار کیا حسب سند عائشہ بی بی عائشہ عمر و عاص نے مکر و حیل سے کام لیا کہ
 یہ عقد فاسد ہو اور زوجیت ام کلثوم بنت جبرول خراعی جو ایام باطلت کے خلیفہ دوم
 کے زوجہ بنتی اور اس کے بطن سے عبداللہ بن عمر و زید بن عمر وغیرہ پیدا ہوئے
 کہ ان مان بیٹے نے بعد معاویہ ساتھ وفات کی اور نیز زوجیت ام کلثوم
 بنت عقبہ جس سے بمقام حدیبیہ خلیفہ نے بعد اسلام عقد کیا تھا اسے اشتباہ
 روایت ہوا جس کے سبب انکار و اصرار و توقع عقد و تولد زید و وفات بعد معاویہ
 وغیرہ سبب مور حضرت ام کلثوم بنت جناب میر عکلیف منسوب ہو گئے ہیں
 ناقصین آثار و حاطین اخبار نے بالخصوص دن علمائے جنگلات موافقت
 ثلثہ اور اہلبیت کے سب زیادہ فکر ہی تھی مثل ابن سنان مصنف کتاب المواقف
 وغیرہ کی وین غلط اور مشتبہ خبروں کو باغراض فاسدہ اپنی جا بجا شتر کیا پس
 حضرات اہلسنت کچھ ہی خدا و رسول کا خیال کر کے اس تقریر صلیحہ کو میرے

قبول کر لیں تو یہ بھی اسی تہ فہم و اتفاق کیونکہ ہمارا ونکی حقیقت و بطلان کا کچھ سی
 قصہ پر نہیں ہے بلکہ خلیفہ ہم کے ایمان و فضیلت کا ثبوت اس عقیدہ پر ہے کہ یوں
 ناحق ایجاد ہی خوار و سدا ہے نہ اسے اور اگر مصداق و مسابہ سے فرار کریں اور
 خلاف حکم خدا و رسول جلیل و انبی قصہ کی طرح اپنی اپنی روایات موضوعہ
 و امیر پر اسے یوں تو بدتر جیوے سے ہم بھی ونکی خدمت گذاری سے باز نہ آئیں
 اور نہین کے قواعد اصول کے مطابق غلطی بلکہ موضوعیت انکی روایات کی
 ثابت کر دکھائیں گے بحوالہ شد و قوتہ تعالیٰ **مقالہ ثانیہ** یہ امر تو
 یقینی ہے کہ جب کسی کو خدا و رسول کا خوف نہیں ہوتا تو نہ اسکو کچھ دین یا کمال
 یاس ہو تا ہے نہ کذب و افتراء سے پرہیز خصوصاً در صورتیکہ اس جھوٹ سے
 کوئی غرض ہی نکالنا ہو خواہ وہ غرض کیسی عداوت سے متعلق ہو یا کسیکے
 بجا محبت سے کہیئے حضرت مریم علیہا السلام پر اعدائے دین نے
 کیا کیا تمسین لگائیں جسکی رو پروردگار عالم کو ابتر کلام مجیدین کرنی پڑی چند
 سو روئین و نکلی گدھنی و عمت و عفت پر شہادتین و مائین حالانکہ وہاں
 لگانو الوں کو صرف عداوت کا باعث ہو کیونکہ اس تمسین سے عیاذ باللہ بجز
 ابطال ایک یا الہی یعنی نبوت صا و قہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ نبینا
 علیہ الصلوٰۃ کے دوسرے کوئی فائدہ نہ تھا بخلاف اس مسئلہ عقہد مریم ہمارے
 حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے کہ عداوت اور محبت کی دونوں غرضیں
 ساتھ شامل ہیں عداوت تو جناب میرزا و اہلبیت علیہم السلام کی کہ جس طرح ہو
 انکی توہین ہو اور محبت خلیفہ ثانی کی جنک اثبات فصائل و مناقب کے لیے

مقالہ ثانیہ اثبات
 موضوعیت روایات

کیا گیا بہتان جوڑے گئے تھے کہ عیب پوشی نسب کے لیے
 نسب مٹا کر در عالم بین قبح کی گئی بلکہ بالخصوص نسب خلیفہ دوم کے
 مماثلت میں اوسکو پیش بھی کیا اور خوف دار و گیر ملحق سے آخر
 اوسکے قباحت پر متنبہ ہو کہ خود ہی اوسکو باطل ہی کیا اور اوسکے
 حایل کو کاف بنایا پس ان لوگوں سے ایسا اتہام لگانا کیونکر
 تعجب بخیر ہو سکتا ہے خصوصاً در صورتیکہ بھی بعض مذاہب داخل
 اصول مذہب تسلیم پائی اور بالیاں سلطنت کی یہی دلی خواہش
 کیا خوب تقریر کی ہے ابو جعفر اسکا فی نے بجواب جافظ علی نے
 کہ اگر خیال خلیفہ جہل و حب تقلید نہوتا تو اس عثمانی کے جواب
 دینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ سب جانتی ہیں دولت و سلطنت
 اومنین کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے اہل و
 ہون اور سب آگاہ ہیں کہ قدر و منزلت اومنین علماء و شیوخ کے
 ہوتے تھے جو فضائل بوبکر بیان کرتا بنی امیہ کے اس باب میں
 کس قدر تاکید دیتے تھے کہ بدو اوسکے کی طرح دنیا سے
 تمتع ممکن نہ تھا پس ان محدثین نے بھی کوئی دقیقہ ایسی روایات کے
 ہٹانے میں اوسمندانہ نہ کہا اور چونکہ یہ امر بدو اوسکے منافی
 علی بن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح درپے ہوئے کہ ذکر علی
 و اولاد علی کو محو کوین اور اوسکے فضائل و مناقب سوانح کو
 مٹائیں چنانچہ اسلئے سب کو برا بیچنے کیا کلاخفیات کو سب تو تم

کہ بعض صحابہ
 اثبات میں
 عنایت فرماتے
 فی حدیث ابوالولایت
 ص ۵۷

کرین اور ضرورن پر لعن کرین اور انکے لیجنے اولاد علی کی یہ حالت تھی کہ انکے
 دشمنوں کی قطار روزمرہ بڑھتی جاتی ہے اور تلوارین انکے خون سے
 رنگی جاتی ہیں تعداد کم ہوتی جاتی ہے کوئی کین قتل ہوتا ہے کوئی اسیر ہوتا
 کوئی کین پوشیدہ ہو رہا ہے غرض عجب عالم خوف و بیم و ترس ہے یہاں تک
 کہ فقیہ محدث قاضی متکلم سبکے سب گون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہیں
 کہ انکے فضائل نہ بیان کرو انکے گرو نہ پہنکو نوبت بدینجا رسید کہ محدثین مارے
 خوف کے جناب اسیر کا نام نہیں لے سکتے اگر کسی حدیث میں حضرت کا ذکر ہے
 تو یوں تعبیر کرتے ہیں کہ کما ایکم و نہ قریش سے یا ایسا کما ایکم و قریش نے
 مگر نام نہیں لے سکتے انکی تو یہ حالت اما اہل غلبہ ہنوز ہیں وہ سب اسی پر
 تلے بیٹھے ہیں کہ فضائل و مناقب کو انکی باطل کرین تا وہیلات بعید اور حیلہ
 و مکر سے کام لین خارجی ہوں یا نا صبی عثمانی ہو یا مقتدر لے یا جو فرقے
 ان فرقوں سے پیدا ہوئے سبکی ہی خواہش ہے کہ گسیطرح انکی فضائل
 و مناقب کو مخفی کرین حتیٰ کہ زمانہ معاویہ و یزید سے مابعد والی سلاطین
 بنی امیہ تک کلا سنی سال تک انکی سلطنت رسمی کو ہی دقیقہ سبب شتم و لعن و
 طعن میں انحضرات کے اوٹھانہ رکھا سپر ہی نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا کیا فضائل
 و مناقب انکے مشہور ہوتے گئے انتہ پر دوسرے مقام پر کہتے ہیں
 تم خوب جانتے ہو کہ سلاطین و ملوک کو ہی دین یا کو ہی بدعت قائم کرنی ہیں
 تو اپنی رعایا کو اسکی تعمیل پر ایسا مجبور کرتے ہیں کہ اس میں بدعت
 کے سوا دوسرے سے واقف تک ہونے نہیں دیتے جیسا کہ حجاج بن

سید محمد قزاق عثمان

یوسف نے کہ عامل عبدالملک بن مروان تھا علاوہ اوں ظلم و ستم کے جو اولاد علی
برکسی لوگوں کو مجبور کیا کہ قرآن کو بقراءت عثمان پڑھیں اور قراءت ابن مسعود
بن کعب کو ترک کریں کل بیس سیرل و سکی سلطنت رہی مگر اسکی زندگی ہی
تمامی ملک عراق قراءت عثمان پر متفق ہو گیا اب انکی جو اولاد ہیں وہیں تو
سوائے اس قراءت عثمانی کے دوسری قراءتوں سے بالکل ناواقف تھے
خواہ اسوجہ سے کہ اون کے مان بایا نفع ہوے یا اسوجہ سے کہ معلوم
نے اسکی تعلیم ہی موقوف کی تاکہ اگر کسی شخص عبداللہ بن مسعود یا
بن کعب کے قراءت پر پڑھتا تو اسکو وہ لوگ قرآن نہ جانتے تھے بلکہ پڑھنے
والے کی لیلیات موضوعات سے قرار دیتے تھے پس مجھ حال تو ان سلطان
ورعایا کا اس قراءت کے بارے میں تھا جسکے خلاف کے رواج سے نہ تھا
زوال ملک تھا نہ کسی فساد کا ڈر بخلاف اطہار فضائل علی ؑ کے اور انکی اولاد
کی بزرگیوں کے ظاہر ہونے میں تو ہر طرح کا خوف تھا اسلیے اسمیں اور مجھ کے
مگر خدا نے ان لوگوں کے عظمت و جلالت کو روز بروز ظاہر کیا انتہی مختصر میں
ایسی حالتوں میں جو کچھ نہ ان دنیا پرستوں کے اتہامات کو فروغ ہو تو رہا ہے اور جو
کچھ نہ انکے موضوعات کو ترقی ہو کم ہے کیونکہ استقام سلطنت و حصول
وجاہ کا اسی پر مدار تھا جلب دنیا بغیر اسکے محال تھا چہ جائیکہ بغیر ان ضرورتوں
بھی موضوعات بنائی جائیں اور ادنیٰ ادنیٰ امر دنکے لئے اسکا ارتکاب
ہو چنانچہ علامہ ابن اثیر جامع الاصول میں بذیل طبقات مجروحین فرماتے ہیں
کہ بدترین طبقات مجروح سے افترا کرنا ہے رسول مقبول پر جسکے بارے میں

وضع کی بعضوں نے خوشامد میں بادشاہوں کے حدیثین بنائیں چنانچہ
غیاث بن ابراہیم مہدی خلیفہ کو بیان کیا چونکہ اسی در نیوالے کعبوتر و کا
بڑا شوق تھا کہ در و در مقامات سے منگاتا تھا اسلئے غیاث نے ایک
حدیث نقل کی کہ فرمایا حضرت نے یہ سبق سنیں ہے مگر خف اور حاضر الفصل اور
جناح میں جب مہدی خلیفہ نے دس ہزار درہم دلوائے جب غیاث وہاں سے
چلنے لگا تو مہدی خلیفہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری تفاجوٹوں
کی ایسی ہے بعد اوسکے کل کعبوترون کو بیچ کر ڈالا کیسے نے کہا کعبوترون کا
کیا قصہ ہے اس پر خلیفہ نے کہا انہیں کی بدولت تو رسول پر تہمت دہی گئی
کیسے مامون بن احمد مرزوی سے کہا شافعی کی عظمت و جلالت کیجئے ہو
کہ خراسان والے انکے کیسے مطیع و منقاد ہیں مامون نے یہ حدیث بنا
کہ فرمایا حضرت نے ہماری امت میں ایک مرد ہوگا جسکو محمد ابن ادیس
کہینگے اوسکی حضرت ہماری امت کے لئے ابلیس سے بھی زیادہ ہوگے
اور ایک شخص ہماری امت سے ابو حنیفہ نامی ہوگا جو چراغ ہے ہماری امت کا
بعض انہیں سے وہ لوگ ہیں جو دروازہ پیر سوال کرتے پھرتے ہیں در بازار میں
کھڑے ہو کر حضرت کی طرف موضوعات کی نسبت کرتے ہیں چونکہ سنی
صحیح یاد کر لی ہیں انہیں اسناد صحیحہ کے ساتھ اپنے موضوعات کو بیان کر دین
اسلئے آخر عبارت جامع الاصول واضح ہو کہ یہ خلیفہ مہدی عباسی وہ ہے
جسکے لئے اس قدر موضوعات بنائے گئے کہ مہدی موعود اہلسنت کا وارث
پایا اور اسکی بدولت یہ حدیث بنائی گئی کہ مہدی کا نام میرا نام ہوگا اور اسکی

صحت
چو اسبق
خف اور
ماوراء
غیاث نے
او جناح
و یا اس
وضع حدیث اہلسنت
و صحیح ابو حنیفہ بن

باپ کا بھی وہی نام ہوگا جو میرے باپ کا نام ہے چنانچہ تاریخ اختلاف میں ہے
 واضح ج ابن ہدیٰ میں حدیث عثمان مرفوعاً المحدث من لدن العباس بن عبد
 بن الولید مکتوبی ہاشم وکان یضیع الحدیث وادخل الذہبی فی المناہج ابن ہشیر مرفوعاً
 المحدث بطریق اسم ابیہ اسم اخو جہاد بوداد و القزطانی معجم یضیع ابن ہدیٰ نے
 روایت کی ہے کہ حضرت نوح یا ہمدی اولاد سیچامیر عباس کے ہونگی راوی اسکا محمد
 بن ولید ہے جو حدیث وضع کیا کرتا تھا اور یہیں پر ذہبی نے اس حدیث کو ہی
 وارو کیا ہے کہ ہمدی میرے ہم نام ہونگے اور ان کے باپ میرے باپ کے کہ
 ہم نام ہونگے اور ابوداد اور ترمذی نے بطور صحیح اسکی روایت کی اب اسی
 انکے موضوعات کا حال سمجھ لینا چاہیے کہ حالانکہ بالیقین ثابت ہے کہ حضرت
 ہمدی موعود و مجمل اللہ تبارک و اولاد جناب سیدہ عائشہ منسل جناب امام حسین علیہ السلام
 ہیں مگر ان خوشامخوروں نے ہمدی عباسی کہ مصداق اس حدیث کا بنا لیا
 اور اسم ابیہ اسم ابیہ اوپر اضافہ کیا جسکی وجہ سے کیا کہ اختلاف پیدا ہوا
 چنانچہ تفصیل اسکی مجلد ہشتم ذوالفقار حیدر میں بشیخ و بسط تمام مرقوم ہے
 بہر کیف جب واضعین کی یہ کثرت اور ان کے تقاصد کی یہ حالت ہو سکتی
 کا وہ تقاضا مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت میں مدح خلفائے ثلاثہ اور
 تو میں حضرات اہلبیت طاہرین میں موضوعات کا بنانا اور مشہور ہونا کوئی
 بڑی بات نہیں ہے خصوصاً اور صورتیکہ بڑے بڑے علماء اہلسنت
 جتنکو خاص خلیفہ دوم والا خطاب امیر المؤمنین نے الحدیث کا لقب ملا ہو
 اس مرض مملک میں مبتلا ہوں چنانچہ ایک واقعہ یہ ہے جسکی روایت

تاریخ اختلاف میں

ہمدی ابیہ اسم ابیہ
 اسم ابیہ کو ذہبی نے مرفوعاً
 بابین وارو کیا ہے

شرح فقہ المبرز
 شرح ادبیات
 شرح جامع
 شرح مختصر
 شرح فتاویٰ
 شرح جامع
 شرح مختصر
 شرح فتاویٰ

روایات عقد کی ان ادلہ سے بخوبی ہوتی ہے دلیل واضح ہے

میں

کہ جتنی روایتیں دربارہ اس عقد موضوع کے حضرات اہلسنت پیش کرتے ہیں کسی روایت اسکی نہ صحیح بخاری میں ہے نہ صحیح مسلم میں نہ دیگر صحاح

ستہ میں چنانچہ مطالعہ انکا نشانہ ہے اور جو واقعہ محرقہ دانا لہ العین کہیں گواہ ہے اور صحیحین میں نہ کورنونا دلیل عدم متیقن بہ صحت روایت ہو کیونکہ

صحت روایت

قاضی محمد بن ابراہیم کتاب منہل الاروس فی علم اصول فقہ ابنی بن فرات میں

ولیس فی الزاویا علیہما بالنص علی صحیحہ من امام معتزل فی تالیس المعتبر کہ

بمجرد وجودہ فیہا کہ اذا اشتط فیہا مولفہا الصحیح کما کہ ابن خوزمہ و ابی بکر

البتا فی منقولہ کہ جو حدیث کہ صحیحین سے خارج ہو اسکی صحت قابل توجہ

نہیں جب تک کسی امام معتزل من متمدہ میں اسکی صحت پر رض نہ کرے فقط کہ

کتاب معتزلین پائی جانے سے وہ صحیح نہیں ہو سکتے ہاں اگر کتاب مصنف

شرط کر لی ہو کہ بجز روایت صحیح کے کسی حدیث کا اخراج نہ کرے نیکہ تو البتہ حکم

صحت و سپر جاری ہو سکتا ہے منہل کتاب ابن خوزمہ و ابو بکر قافی کے ہتھے

پس روایات عقد جو خارج از صحیحین ہیں حکم صحت سے بھی خارج ہیں کیونکہ قابل

قبول ہونگے اور ابن القیم کہتے ہیں دربارہ حدیث متعہ کے جو صحیح مسلم سے

منقول ہے کہ بخاری نے اپنی صحیح میں اس روایت کو نہ لکھا باوصف شدہ

حاجت کے کیونکہ اصول اسلام سے ہے پس اگر وہ حدیث صحیح ہوتے تو

مکن نہ تھا کہ بخاری اسکو روایت نہ کرے اور اس سے احتجاج نہ کرے اس طرح

کہ ابن تیمیہ نے دربارہ حدیث لا الامون کے جو صحیح مسلم میں منقول ہے

کہ بخاری نے اس سے اعراض کیا اور اپنی صحیح میں اس کو نہ لکھا
 جس سے معلوم ہوا کہ صرف بخاری کا کسی روایت کو نہ لکھنا اور نقل نہ کرنا قلع
 صحت روایت ہر گز کو صحیح مسلم بن بھی ہو چکا بلکہ نہ صحیح بخاری میں ہو نہ صحیح مسلم
 میں نہ دیگر صحاح ستہ میں جیسا کہ ان روایات عقد میں مشاہد ہے اور
 حدیث غدیر ایسے متواتر و یقینی حدیث میں جس کے صرف طرق روایت
 کے صحیح میں ابن عثیمہ اور طبرانی اور عبد اللہ حبشی اور ابوسعید
 مجشانی اور علامہ ذہبی نے مصنفات خاص اس کے بار میں تصنیف کیں
 اور ابوالمعالی جوینی کا بیان ہے کہ میں نے بغداد میں ایک صحاف کے
 ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی جس میں اسی حدیث غدیر کے طرق روایت کو جمع
 کیا ہے اور یہ لکھا تھا کہ یہ ائمہ اربعین جلد سے بطرق مختلف مکتوب ہو گیا اور
 ان تیسویں جلد سے بعد آتی ہے الخ اور شوہابی سے زیادہ اس
 حدیث کے راوی ہیں اور علامہ ذہبی اور علامہ شیخ طبری ملا علی قاری
 جلال الدین محدث اور ملا علی قاری محمد بن ایل امیر صنایع الدین مقدمہ
 محمد صدرا علم قاضی شہداء القیادی تہی علم الدی اہلسنت وعلومہ میں
 وغیرہ بالاتفاق بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے چنانچہ حنا بن ابی العزیز
 فی العالمین علی اللہ مقامہ فی اعلیٰ علیین نے مجلدات عقبات الانوار
 فی حدیث الغدیر میں نمونہ اعجازید اللہ دکھایا ہے اہلسنت بھی حدیث میں
 کرتے اور اس کی صحت کو تواتر کو بوجہ درج ہونے صحیحین کے باطل کرتے ہیں
 چنانچہ امام فخر الدین لازمی اور عضد الدین صاحب مواقف و علامہ تفتازانی

اسانی تصنیف کاتب
 در جمع طرق حدیث غدیر

اسانی تصنیف کاتب
 حدیث غدیر

اور سید شریف جرجانی شارح مواقف اور علامہ قسطنطین شامی تخریج اور
مرزا مخدوم صاحب نواقض اور اسحق ہروی صاحب سهام تافہ و سالم
برونخی صاحب مرافض الردافض اور ابن عثیمہ اور ابن طرم اور حسن کشیر
اور شیخ عبدالحق دہلوی اسی بنیاد پر اس حدیث غدیر کو باطل کرتے ہیں جیسا
کہ سید شریف شرح مواقف میں بجواب شیعہ کہتے ہیں کہ صحت حدیث
ممنوع وغیر مسلم ہے یعنی صحیح نہیں ہے کیونکہ ارباب حدیث مثل بخاری
ومسلم وغیرہ اس کو نقل نہیں کرتے اور شیخ عبدالحق صاحب کنز المنصف مزاجی
اہلسنت کو ناز ہے شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں روایت نہ کردہ اندانرا
اہل حفظ و اتقان کہ در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کردہ اند مثل بخاری
ومسلم و اقدیمی جزائیان از اکابر اہل حدیث **والتفصیل فی**
القبقات پس ان تقریروں سے معلوم ہوا کہ وجہ نہ روایت کرنے بخاری
ومسلم کے یہ حدیث غدیر غیر صحیح قرار پائی تو یہ روایات موضوعہ عقیدہ درجہ اولیٰ
غیر صحیح بلکہ موضوع قرار پائی جو نہ صحیحین میں ہیں نہ دیگر صحاح ستہ میں بلکہ
صرف بعض کتب غیر معتدہ اہلسنت میں البتہ داخل ہیں جس سے صاحب
صواعق منتصب مولوی حیدر علی جاہد نقل کر رہے ہیں کہ اس کے نام مولوی
یہ بتاتے ہیں ابو عمر صاحب استیعاب نور الدین حسینی و شریف موسوی
شیخ ابن السمان و دارقطنی و بیہقی و ماہد ایشان جس سے بخوبی معلوم ہوا
کہ مولوی صاحب کے نزدیک بہ کوی روایت صحاح ستہ میں نہیں ہے ورنہ ان کے
جامعین کے نام مرقوم ہوتے پس صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں مندرج ہونا

صحیح حدیث بخاری و مسلم
اور شرح صحیحین

ان روایات عقد کا دلیل عدم صحت ہے حالانکہ صحیحاً یعنی بذریعہ نقل کرنے
بخاری و مسلم کے روایت کو غیر صحیح اور باطل کرنا کچھ ایسی حدیث غدیر کے ساتھ
خاص نہیں ہے بلکہ دوسری روایتوں میں بھی دلیل پیش کر کے زمین ابن تیمیہ دربارہ حدیث
ما قلت الغبار منہاج البیہ کی حدیث کے کج رجوع کی روایت کیا ہے صحیحین
سے پہلے حدیث ستغفر لہم کی بار بار صحیحین میں نہیں ہے اور شاہ سلامت اپنے اشقی
حرکار میں سب بارہ حدیث کر اخیر قرار دے ہیں وہ ہر گاہ و ہر روز واسطیہ از روایات
صحیحین لفظ کر اخیر قرار دے نیست و زیادہ غیر فقہ مقابل فقہ و فقہ مقابل
و تقی محل کلام است میں قیادت بازیاد کذا فی مقبول باب عقول
سے معلوم ہوا کہ چونکہ لفظ کر اخیر فراموش صحیحین میں نہیں ہے تو شاہ صاحب
نے نزدیک و س سے استدلال کرنا غیر مقبول ٹھرا اور مولوی حمید علی صاحب
مجموعہ جگہ قریح بلکہ حکم کو ضوعیت روایات تنفقہ صحیحین سے ابقاء مذکور ہو ہے
بارہ اوس روایت کے جو زبندی نے کتاب الاعلام بسیرۃ النبی علیہ السلام
بطور حتم و خرم روایت کی ہے کہ جب بی بی عایشہ کو احتضار کے شروع
و گونے گمار و ضہ رسول میں آچکے و دفن کرین تو عایشہ نے کہا اے رسول
میں کے ساتھ بقیع میں دفن کرو فانی قلا حدثت امیرا بحدہ یعنی انحضرت
سے اوس میں ہے احداث ہوئے ہیں غنیۃ الکلام میں فرماتے ہیں
میں کہ لفظ احداث از جناب ام المؤمنین صحیح بات و سند منقطع روایت بخاری
کا کہ از لفظ مذکور بخاری است و روایت صاحب اعلام در باب سیرہ و ہم
مذکور سند سند مروی ہے اس جہان احادیث و روایات کی صحت

جتھر حج ان کا براہِ راست کو جو نہ درج ہونے کے صحیح بخاری و مسلم میں
 باطل ہوئی جس سے نہایت درجہ مستحکم ہونا اس دلیل کا کہ چودہ پندرہ علما نے
 اس سے استدلال کیا ظاہر ہوا تو روایات عقد بدرجہ اولیٰ غلط و
 باطل قرار پائیں گے جو صحیح بخاری میں ہے صحیح مسلم صحاح ستہ میں کسی کتاب
 مشروط الصحۃ میں نہ مساند معتدہ میں مع حکم صحت امام معتد اور یہ تقریر ان لوگوں کی
 صرف بمقابلہ شیعہ ہی نہیں ہے جہاں بغیر انکار قطعیات و یقینیات و متواترات
 چارہ نہیں ہے بلکہ باخودیا کی خانہ جنگیوں میں بھی کسی روایت کی باطل کہ نہیں
 یہی دلیل پیش کرتے ہیں چنانچہ مولوی بشیر عیاض منکی سے دربارہ من جائزہ
 الخ ناقلاً عن ابن تیمیہ رحمہ اللہ من اصحاب الکتاب السنۃ و لا خلاف احمد فی مسندہ
 و لا احمد من الاسماء المعتمد علیہ ما اطلقہ و لا علی امام بہتد علی تصحیح میری دلیل
 عدم صحت روایت مذکورہ میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں ہے
 نہ مسند احمد میں نہ کسی امام معتد نے اس کی روایت کی ہے نہ کسی امام معتد
 اس کی صحت کا حکم کیا ہے پس ان روایات عقد کا صحیحین میں ہونا نہ صحاح ستہ
 میں نہ کسی کتاب معتدہ میں دلیل قطعی بطلان روایات مذکورہ ہے
 حسین ہدایت کو کسی عقد نہیں کر سکتے فان اقرار العقل علی نفسه و مقبول
 یعنی مقرر کا اقرار و سرچیت ہوتا ہے اور یہ تقریر میری مثل تقریر لا طائل من
 از راہ مجادلا و رہت دہرمی کی نہیں ہے بلکہ مطابق واقع و تحقیق کیونکہ درمیان
 حدیث عذیر اور ان روایات عقد کے بڑا فرق ہے اس لئے کہ حدیث عذیر
 روایت وایات سے ہے جس کا خلافت جناب غیر ریض ہونا آفتاباں کی طرح نمایاں

چنانچہ امام غزالی در حکیم سہائی اور شیخ فرید الدین عطار اور محمد بن طلحہ بن
 اور بسطا بن جوزی اور محمد بن یوسف بن محمد گنج شافعی و رسیعہ الدین
 اور ابن زولاق اور شتاب الدین دولت آبادی ملک العلماء اور علامہ محمد بن
 ایریاتی اور مولوی محمد اسماعیل بلورزادہ شاہ عبد الغنی وغیرہ کی تصدیقات سے
 ظاہر و باہر ہے کہما فصل العقیقات پس ایسی روایت کا نقل نہ کرنا ہوا ہلست و خصوصاً
 بخاری مسلم و جامع ترمذی میں جو کہ اپنی جیسے مضمر ترین روایت کو جس کے سارا مضمون
 اہل سنت باطل ہوتا ہے حذف کر دیا کیونکہ خود اکابر اہل سنت تصریح کی ہے
 کہ عات بخاری سے ہے کہ روایات فضائل جناب امیر من دیدہ و دانستہ
 اغماض کرتا ہے اور قطع و برید کر کے لکھتا ہے اور بوجہ فح و جرح قطان
 در بارہ امام جعفر صادق روایت کرنا حضرت سے اور دیگر ائمہ ہدیہ سے
 از قبیل مشہورات ہے بخلاف اسکے ان روایات وقوع عقد کو نہ ذکر کرنا
 دلیل قوی سکی ہے کہ یہ روایات اس کے نزدیک بھی موضوعات و مضمرات
 سے ہتی جیسی تو نہ ذکر کیا کیونکہ بدانت اہل سنت جو فضیلت و منقبت خلیفہ دوم
 اس امر سے ثابت ہوتی ہے دوسرے کسی امر سے یہ فضیلت نہیں نکلتے
 اور اس کو مشہور ہی کہتے ہیں پہلے یہ منقبت عظمیٰ کو نہ ذکر کرنا خصوصاً
 بخاری کا جنکی محبت و ولا خلیفہ دوم کے ساتھ محتاج شرح نہیں دلیل قوی
 بطلان عدم صحت روایات مذکورہ پر اور یا وہ ضعیف کہ تصریح مولوی حیدر علی
 صحیحین میں دوسو دین سے زیادہ حدیث ضعیف و موضوعات ہیں
 پہلے ان روایات کا تاو سین مندرج ہونا نہ دیگر صحاح میں بندہ بے بلدان و شاہ

الحی صفحہ ۲۴۲ ہفتائیت
 جلد رابع و جلد ت حریف غیریہ
 عقیقات الاول و مطلعہ کتبہ
 کافی الجہد الاول من
 اقتصاد الاموال و تقاضا
 ذوالسین و بیہ ص ۵۹
 مع تفصیل اس کی ذوق انوار
 حیدر جلد اول میں تقریباً
 قطع و برید بخاری فضائل جناب
 امیر علیہ السلام

کہ یہ سب ایسے موضوعات اور فقریات سے ہیں کہ بخاری و مسلم وغیرہ کے
 دوسرے موضوعات کے برابر ہیں اسکا وزن سمجھا جاوے صحاح میں داخل
 کرتے حالانکہ اگر یہ روایات صحاح میں (جو حقیقہ مقام ہیں) مذکور نہ
 ہوتی تو شیخوپر حجت نہیں ہو سکتی تھی بلکہ خود اہلسنت ہی اس سے کراہت لال
 نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اگر اہلسنت نے بھی صحیحین کی قبح کی ہے چنانچہ
 کلام مولوی حمید علی سابقہ مذکور ہوا **والتقصیل فی استقصاء الافہام**
 حقائق الانوار میں ایسے محل روایات کے ایسے عظیم پرست لال کرنا ہی خیر بلکہ جن کی
 داد دینا ہی دلیل **دفعہ** یہ کہ سند امام احمد بن حنبل کے ہاں حضرت اہلسنت فرما رہے ہیں سات
 لاکھ حدیث سے انتخاب کر کے اسکو لکھا ہے اور اسکو امام بنایا ہے
 جو روایت آمین نہ پائی جائے اسکو اصلیت نہیں ہے اور قابل
 حجت نہیں ہے جیسا کہ طبقات شافعیہ امام سبکے و مفتاح کنز الدرائین
 مرقوم ہے اور کلام صارم منکی سابقہ مذکور ہو ایسے امین بھی اس آیت کے
 منہ نے سے جیسا کہ منقولات بن حجر مکی و حمید علی وغیرہ سے ظاہر ہے
 اس قصہ کا بے اصل ہونا ثابت ہوا **دلیل سوم** یہ کہ اگر صحیحین بلکہ
 صحاح ستہ و مسند امام احمدین نہ مذکور ہونا ان روایات عقد کا خود غیر صحیح
 اور بے اعتماد ہونے کے لیے ان روایات کی دلیل کافی ہے مگر
 بنظر مزید توضیح دوسرے بعض حالات انکے اجمالاً حوالہ قلم ہوتے ہیں
 کیونکہ یہ سب روایتیں دو حال سے خالی نہیں ہیں یا بلا سند ہیں یا باسند
 جو بلا سند ہیں انکی دو حالت ہے یا درج کتب حدیث ہیں یا درج

۱۵۱
استقصاء الافہام
اول دفعہ ۱۱۲ صفحہ ۱۵۱

۱۵۲
عقبات الانوار جلد اول
از صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۱
مطبوعہ دارالکتاب

دلیل سوم

تواریخ قسم اول احادیث بلا سند یعنی مندرجہ کتب احادیث پس منکر
عموماً غیر صحیح ہونے کے لیے یہی دو جملے شاہ عبدالغفر صاحب کے کافی ہیں کہ
ایک مقام پر فرماتے ہیں اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیا فتن حدیث در
مسندہ محدثین بہت مستحکم بالحکم بالصوت و حدیث بے سند نزد ایشان شہر
بے ہمارست کہ اصلاً گوش آن نمیدہند اور بذیل حدیث تشبیہ فرماتے ہیں
وقاعدہ مقررہ اہلسنت است کہ حدیثی را کہ بعضی ازہ فن حدیث در کتاب
روایت کنند و صحت مافی الکتاب التزام نہ کردہ باشند مثل بخارے و مسلم
و بقیہ اصحاب صحاح و بصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب
یا غیرہ از محدثین ثقات تصریح نہ کردہ باشند قابل احتجاج نیست زیرا کہ جماعت
از محدثین اہلسنت کہ در طبقہ متأخر پیدا شدہند مثل دیلمی و خطیب بن عساکر
چون دیدند کہ احادیث صحاح و حسن امتقدین مضبوط کردہ رفتہ اند و جا
سعی نمائندہ مایل شدہ بجمع احادیث ضعیفہ و موضوعہ و مقالوۃ الاسانید و البیہود
تا بطریق باطن کجایا فراہم آوردہ نظر تانے نمایند و موضوعات را از حسن
و غیرہ ممتاز سازند بسبب قلت فرصت کوتاہی عمر خود آہنا را این مہم انجام نرشد
پس جو روایتیں در بارہ اس عقد کے بلا سند ہیں یا اونپر حکم صحت نہیں جاتا
ہو اسے وہ سب ہوا ہو کہیں کہ اہلسنت نے اونپر کان دے سکے ہیں ان
شراہن بے ہمار کے ہمارے سکے ہیں اور شیعی تو یہ ہیں اونکے روایات
کو گوزشتہ سمجھتے ہیں باقی سب روایات قسم دوم و ثلاثہ کے
جو درج کتب تواریخ میں ہیں انکے بار میں مولوے حیدر علی صاحب

قسم دوم روایات

ازالہ الغین میں فرماتے ہیں حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل
تالیفات و تفسیر صافی ملا حسن منہاج شیخ ابو العباس نقد رعیان است
کہ محتاج بیان نیست پس بطلان ان روایات عقد کا جو درج کتب تواریخ
میں بخوبی ظاہر ہوا الحمد میثاق تو اجمالی گفتگو اصل روایات بلا سند کے
مستحق تہی بایک نظر اجمالی متعلق بہ متن احادیث اور دیکھ لینا چاہیے
دلیل چہارم یہ ہے کہ کل روایتیں اس عقد کی بابت یثون یا بلا
کتب احادیث میں یثون یا کتب تواریخ میں وہ سب اس قدر مختلف اور روایت
اونکے ایسے مضطرب ہیں کہ سیطرہ توافق اونہیں ممکن نہیں چنانچہ جناب شیخ
مفید علیہ السلام مقامہ فی فراہیں الجہان اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ
بعد عبارت منقولہ سابق در باب زبیر بن بکار فرماتے ہیں اور حدیث سبھے
فی نفسہ مختلف ہے کہ کبھی روایت کرتا ہے جناب میرزا نحو و متولی عقد ہو
اور نکاح کر دیا کبھی یہ روایت کرتا ہے کہ عباس عم رسول نے عقد کر دیا
کبھی یہ روایت کرتا ہے یہ عقد بعد وعید و تحویل و ہتدیدی بنی ہاشم واقع ہوا
کبھی یہ روایت کرتا ہے کہ رضا و خوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض کا
کہ بیان ہر کہ عمر کا ہوا اور اس کا نام زبیر کہ بعض کا یہ بیان ہے کہ قبل از ہجرت
قتل ہوا بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ زبیر بن ابی ولہ ہوی در بعضوں کا قول ہے کہ زبیر قتل
اور اونکی کوئی حقت باقی نہیں اور بعضوں کا قول ہے کہ زبیر مر گئے اور بعضوں کا
قول ہے کہ قتل ہوئے بعض کا یہ بیان ہے کہ مان بیٹے دونوں سات قتل
ہوئے بعض کا یہ بیان ہے کہ بعد زید ام کلثوم ترمیدہ رہیں بعض روایات کا

در بیان نام و در بیان نکاحات و بایا
علامہ جناب شیخ مفید علیہ السلام

یہ بیان ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم مقرر کیا
 بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مقرر کیا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوتا
 ہے کہ یہ روایت باطل ہے اور کس طرح درست نہیں ہے کلامہ الشریف
 فقہ اللطیف ابان اختلافون کے ساتھ چند اختلاف واضطراب اور
 گذارش کرتا ہوں کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کی
 حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا اور سپر عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے
 اس حسن قرابت سے امید ہے کسکو ایسی امید نہو گی پس ورا بعد میں یاد
 علی جواب داد کہ بد رستیکہ من اور در نکاح تو دوام بعد اسکے خلیفہ صاحب
 بمقام روضہ تشریف لاکہ حفصہ سے طالب مبارکباد ہوئے الخ التالین
 بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم نزد امیر المومنین علی فرستاد جو اب
 فسد و زندہ نہو زام کلثوم صغیر ست فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من
 خانہ دارم ہی نیست (اس روایت میں وقوع عقد کا مطلقاً ذکر نہیں ہے)
 بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس بارہ میں کی تب حضرت نے
 عذر صغیر سنی کیا اور سپر عمر نے حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کر کے
 عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہا بیجا میں بہت خوش ہوں اور راضی ہوں
 سپر حضرت امیر اور عقد بست بجا عمر فرستاد بعض کا بیان ہے کہ
 حضرت نے فرمایا کہ اس بارے میں میرے ساتھ دو امیر ہیں میں دولت سراپا
 تشریف لاکر حسین بن علی نے فرمایا کہ میں نے مکرہ مجملہ کو بغیر تمہارے ہاتھوں نکاح کروان
 بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا بعد از مشورہ جواب دینے حسین بن علی

ص ۹۴۱

ص ۹۴۰
ان التالینص ۹۴۲
ان التالینص ۹۴۳
ذخائر العقب

مشورہ کیا ہم کس گفتار کے در تزیج و تزیج نکلے اور اسکے بعد حضرت کے عمر بیان ہو گیا
گلے سے لگایا بوسہ لیا ہر لوگوں سے کہا کہ اپنے علی سے درخواست کی
اور نہ تو نے تزیج کر دیا حضار نے کہا ایسے سفیر سے عقد کرنے کا کیا نتیجہ
عمر نے حدیث رسول بیان کی بعض کا یہ بیان سنا کہ حضرت نے حسینؑ
سے فرمایا عمر سے نکاح کر دو اور سپہرام حسینؑ نے فرمایا وہ عورت پیش بل
سایر زنان اپنی امور میں مختار ہیں اس پر جناب میرے غضبناک ہو کر چلے آئے
دامن پر لگایا اور عرض کیا کہ جو فرمائے بجالائیں تب عقد و افغ ہوا بعض
یہ بیان ہے کہ سنین سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسینؑ ساکت رہے
امام حسنؑ نے تعریف عمر بیان کی اور سپہر حضرت کے عمر کے پاس پہنچا دیا اور کھانا
کہ مطلب متاثر لائے عمر نے گلے سے لگایا اور حضار کو خبر دیا کہ اس نے
ہم عقد کیا ہے یہ سننے پر بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے عباسؑ اور عقیل
سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اور سپہر حضرت نے عباسؑ سے کہا کہ یہ کلام عقیل
غیر خواہی بنیں ہے بعد اسکے عقیل سے کہا مقصود عمر فقط عمل پر حدیث
رسول ہے کہ ہر سبب و نسب منقطع ہو گا بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے
عباسؑ اور عقیلؑ اور امام حسنؑ سے مشورہ لیا حضرت عقیلؑ غضبناک ہو
اور کہا جس قدر زمانہ کو امتداد دیتا ہے اور ایام دشمنوں گزرتے ہیں
وہاں دشمن ہتھاری بھیلی بستی جاتی ہے و التذکرۃ ایسا کیا تو یہ بیہوش ہو گا اور بیہوشی فساد عظیم
قائم ہو گا اور بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباسؑ نے میر کو سجا ہوا جو عقد کر دیا
بیان ہوئے سابق کھولا بعض کہتے ہیں بوسہ لیا بعض کہتے ہیں گلے سے لگایا

ص ۹۴۳
ازالۃ الغین

ص ۱۵۹
صواعق محرقة

ص ۱۵۹
صواعق محرقة

ص ۹۴۳
ازالۃ الغین

ص ۲۱
ذخائر العقبہ

ص ۱۲
اسماء الرجال مشکوٰۃ

بعض کہتے ہیں چارو کہیں چارو بعض کہتے ہیں کہ عمر نے نظر مہر کے لیے بعض کہتے ہیں
زید اور رقیہ دو لڑکے پیدا ہوئے بعض کا بیان ہے کہ بعد عمر حضرت عیون بن
جعفر سے عقد کرنا چاہا تو حسنین نے پہلے ہی جاگ کر کہا کہ اگر سودگی دینا چاہا
تو ممکن ہے اگر حضرت کو اپنا مختار کیا تو فرزند جعفر سے عقد کر دینگے جب حنا
امیر نے اختیار حاصل کرنا چاہا تو ام کلثوم نے اسودگی دنیا کی ڈانٹ ماری
اور سپر حضرت نے کہا بوجہ سنین تمہارا ایسا کہا حضرت رنجیدہ ہو کر چلے تب
امام حسن نے دامن تھاما اور از روئے موت کی حضرت راضی ہوئے
بعد اس کے عیون سے عقد ہوا حالانکہ یہ عیون خود ایام خلافت عمر بن
شہید ہو چکے تھے اس طرح بہت سی اختلافات ہیں کہ کیسے کہا بعد عمر محمدؑ
سے عقد ہوا تب عیونؑ سے کیا کہ ام کلثوم بن جعفر سے
بعد ان کے عبداللہ سے نکاح ہوا جب کا یہ مطلب ہوا کہ محمد بن جعفر سے عقد
سنین ہوا کیسے کہا پہلی عمر بعد ان کے ام کلثوم کیسے کہا پہلا ام کلثوم مر گیا
تب محمد بن جعفر کیسے کہا بعد معاویہ و زید کے ساتھ انتقال کیا بہتوں نے
یہ بیان کیا کہ معرکہ کربلا میں شریک تین بعض نے کہا پہلا ام کلثوم مر گیا
عبداللہ بعض نے کہا سنین پہلے عبداللہ مرے تب ام کلثوم حالانکہ ام کلثوم
عبداللہ سے تین سے جس سے بعد معاویہ مرنا باطل ہوتا ہے اس طرح بہت سی
اختلاف ہیں جنکو اصل کتاب میں تفصیل و بسط تمام لکھا ہے اور قبل اس کے
بھی کچھ مذکور ہو ابہر کیف اختلاف روایات و اضطراب رواۃ اس بارہ میں
اور اضطراب بھی ایسا کہ سی طرح جمع و توفیق ممکن نہیں پس خود اس اختلاف

۱۲۱
 وادعانی قذر و جگر من خون
 و در غشای شمع حج ایستاده
 فبعث الیها باربعه آلاف
 درهم بعث الی ابن اشراف
 فاودها علی قاضی فوسخ الله
 بامست نسل حسن و مانند
 عقیقه الله و قیل قال ابن
 اسحق فابقت عیون ابن کثیر
 و خاز العقیقه
 و کذا لک ذکره الدار قطنی ثم
 کن للابن الاخوات
 غزاة و کذلک محمد بن زید
 و لا ثم غزاة ثم عبد الله
 و خاز العقیقه صرح
 فوات محمد بن ابراهیم
 منها و کذا لک ابراهیم
 قال الزیری استند کذا
 فرماده و خاز العقیقه

اور اضطراب سبھی بھیر روایات باطل و غلط ٹھہرے کیونکہ خود شاہ عبدالعزیز
 فرماتے ہیں اضطراب مانع عمل است بالبدنۃ العقلیہ زیر کہ عمل بطرفین متخالفین
 ممکن نیست پس اس طرح حصول علم و یقین بھی متخالفین سے بالبدنۃ العقلیہ
 ناممکن ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ہرگز عاقل و دین مست مخالف
 و تعارض و اضطراب بہ احد الطرفین عمل نتیجہ اندک را و رد دوسرے مقام پر
 فرماتے ہیں تعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یک در قصہ واحد ہر
 روایت کنند کہ مخالف دیگر باشد قاضی صحت خبر میشود مفید شہرت اور خود کو
 حیدر علی نے کہا اذا تعارضت اقوالیغضب دور و ایتین باہم خلاف ہونے
 تو دینوں سا قہ کر دے جائینگے اور چون زرور آئین شہادت بھی خلاف
 بیان دلیل کذب و افتراء ہے پس یہ روایات سا قہ الا اعتبار محض بیکار
 قرار پائیں کیونکہ ان روایات میں جبکہ اضطراب متخالف ہے غالباً
 دوسرے روایات میں منہویں اس روسے بھی یہ روایات غلط و بنیاد
 نہ اریائے فقو لو اجاء الحق و رحقا لباطل ان الباطل کان زہوقاً افسوس
 کہ اصل کتاب ذوالفقار حیدر میں ہر روایتوں کے سبب منع کو کہ کس کس
 خیال سے یہ حدیثیں مختلف بنائیں گئیں جو بے لکھا ہے بوجہ اختصار یا
 یہ ان اختلافات پر کہتا ہوں دلیل **میں** بخیر روایات سندہ کی عدم صحت
 یہ موضوع بحث سے متعلق ہے افسوس کہ یہ بحث اصل کتاب ذوالفقار حیدر
 میں نہیں اس کو بھی تفصیل سے لکھی گئی ہے کہ خلاصہ کرنا دسکا اگر
 تمام مباحثین تو دشوار ضرور ہے کیونکہ ہر روایت کی راوی کی نصیحت و

تکذیب بلکہ اس کے ناقلین کے مفروضہ وحیث ورجح جب کتابو میں سیر و آئین
درج ہوئیں ان کی لزومیت اور بطلان بر اقرار علماء خود ابلیست نہایت نسبتاً
دکھائی دے گئے ہر جہت کہ ایک روایت بھی ان عیوب سے جنکو ابلیست ابطل
روایت میں پیش کرتے ہیں خالی نہیں ناظرین باتکین نہیں بعض روایتوں
جنکو حالاً لا ختمہ مار بیان مذکور ہوتا ہے سمجھ سکتے ہیں مع قیاس کن
نکستان سن بہار مراد روایت اول از ابی العین میں ہے
اصحاب ابن حجر عسقلانی میں کہنا ابن ابی عمر مقدسی نے حدیث کیا
سفیان بن عیینہ سے محمد بن علی سے کہ عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم
بیت علی کا جناب امیر عمر نے صغر سنی بیان کیا لوگوں نے عمر سے کہا
کہ حضرت نے شکوہ کیا دوبارہ عمر نے اصرار کیا حضرت نے کہا میں ہتھکڑ
پاس رہ جیتا ہوں اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے جب ام کلثوم
عمر کے پاس آئیں تو عمر نے ساق کو کہو لا ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر المؤمنین
نوتا تو تیری آنکھ پور دیتی انتہی یہ اصل روایت ہے راوی اسکے
سفیان بن جبلی تہلیس پر تلہیس مشہور ہے کیونکہ سفیان دوہین سفیان
بن عیینہ صاحب تفسیر اور سفیان ثوری ہمدونو بزرگ تہلیس کرتے تھے
جیسا کہ شرح الشرح بخند الفکر ملا علی قاری میں ہے کہ اعمش اور ثور
(یعنی سفیان ثوری) اور ابن عیینہ یعنی سفیان بن عیینہ اور ابن اسحق
وہیں تہلیس کرتے تھے یعنی روایت ہر اور کیسی نسبت کرتے ہیں
دوسری طرف اعمش اور ابن جوزی تہلیس کو تلہیس ابلیس کہتے ہیں خیانت

صفحہ ۹۶
از ابی العین

سفیان

عینی بن عیینہ

عمر بن عیینہ

عمر بن عیینہ

شرح مظهر جلتے ہیں اور کتاب الموضوعات ابن جوزی میں ہے کہ تیس
اعظم خیانات شریعت سے ہے علامہ سیوطی تدریب میں شعبہ سے
ناقل ہیں کہ زنا کرنا بہتر ہے تلبیس روایت سے تلبیس برادر کذب ہے
اور اسحاق انظر تو ضیح نجمۃ الفکرین ہے کہ جس شخص نے ایک مرتبہ
تلبیس کے وہ مجروح ہوا اور روایت اس کی ہمیشہ کو فردود ہوئے
خود شاہ صاحب نے بھی تلبیس کو کذب سے بقیر کیا ہے چنانچہ فرمایا ہیں
نیز اطلاق کنند بر خبر کاذب لا سناد کہ راوی سماع آن خبر از شخصہ دارد
و نسبت میکند اور ابہ پدر او یا جدا و انتہ پس جب نون سفیان مبتلا
تلبیس ہوئے کہ روایت ہو اور کی نسبت کرین دوسرے طرف حالانکہ وہاں
نہ شرکت نام ہوتی ہے نہ باعث اشتباہ تو ان زبرگون کے آگے
ہوا خواہی خلیفہ دوم ایک ام کلثوم کا حال دوسرے ام کلثوم کی طرف
منسوب کر دیا کون بڑی بات ہے بھر کیف یہ روایت سفیان کی کاذب
و باطل و مردود و تار پای خواہ سفیان ثوری ہوں خواہ سفیان بن
عینیہ حالانکہ سفیان بن عینیہ بشتاد تھی بن سعید آخر عمر میں مختلط ہو گیا
کہ اس زمانہ کی روایتیں لاشی ہو گئیں جیسا کہ حاشیہ کا شفق اور میزان الاعتدال
میں ہے اور قبل اسکے ہی زاید از نسبت احادیث میں غلطی کرتا تھا اور
سفیان ثوری علاوہ برآن کہ تلبیس پر تلبیس نکلے ابلیس کو بھی زیادہ
مشہور ہے جیسا کہ میزان الاعتدال التذیب التذیب تقریب التہذیب
کتاب السنن الاسماء المسین وغیرہ میں مذکور ہے مخالفین اور محاذین

ص ۱۵۹
تجلیہ

ص ۱۶۶
میزان الاعتدال

اہلبیت طاہرین سے ہے کہ ہمیشہ ان حضرات طہیات پر مقرر ہوا اور سکو
 تمت لگانا اہلبیت ظہرین پر کون مشکل ہے تاہم کہ جناب امام جعفر صادق
 علیہ السلام نے اپنے حضور کرامت ظہور سے کمال دیا اور منع فرمایا کہ
 میرے یہاں نہ آیا کہ تجھے مجھ ضرر پہونچا اور مجھ سے تجھے ضرر پہونچا
 جیسا کہ لوائح الانوار امام شعرانی علیہ السلام نے فرمایا کہ تہذیب اہلبیت بام ذہب
 مطالب السؤل محمد بن طلحہ شافعی تذکرہ خواص لائے سبط ابن جوزی ص ۱۱۸
 ابن صباغ مالکی عقد النبوی و سیرہ مظلومے شیخ بن عبد اللہ العبد
 روس وغیرہ میں مذکور ہے محصل لوائح شعرانی یہ ہے کہ سفیان ثور
 خدمت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا لیکن اس وقت جبہ خمر
 پہنے ہیں سفیان نے اس پر اعتراض کیا کہ آپ اہلبیت پر توست سے پہلے درسیا
 لباس پہنتے ہیں حضرت نے اس کو رباطن کو دکھا دیا کہ یہ لباس ظاہری
 بمصالح باطنی ایسا ہے اور اپنے نفس کشی کے لیے جو نیچے اسکے
 لمصق بہ بدن ہے کیسا گندہ اور خشن ہے قربان اعجاز نامی امام برحق
 کہ بعد اسکے سفیان کے ظاہر و باطن کا حال دکھا دیا کہ فریب ہی عوام
 کے لیے تو ظاہری لباس ایسا گندہ اور شیمی جبہ پہنتے ہیں اور پھر اس کے
 جو بدن سر ملاتی ہے وہ کپڑا ایسا نرم اور ملائم ہے کہ پوست اندرون
 ہضیہ کے ملائم ہے اس سے کم ہے ہی حال ہے اہلبیت کے اولیاء
 مشائخ تصوف اگر اہل اہل اسکے حضرت نے فرمایا اے سفیان تو زیادہ
 ہمارے پاس آیا کہ تمہارے ہمارے ہونچا اور تمہارے ہونچا اور

تواریخ الانوار
 ج ۱ ص ۱۱۸
 مطالب السؤل
 محمد بن طلحہ
 تذکرہ خواص لائے
 سبط ابن جوزی
 ص ۱۱۸

اور حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ جب ثوری نے کہا جب تک آپ کو یہ حدیث نہ بیان کرینگے میں یہاں سے نہ اٹھوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نے نکالا تھا مگر یہی اڑ کر بیٹھ گیا۔ تو حضرت نے فرمایا خیر میں حدیث بیان کرتا ہوں مگر زیادہ حدیث تیرے لیے اچھی نہیں ہے اور فضول النعمہ میں ہے کہ حضرت سفیان ثوری سے فرمایا تو وہ ہے کہ بادشاہ لوگ تحمیر طلب کرتے ہیں اور تو ان کے پاس آمد و رفت رکھتا ہے اور ہم اونسے پر نہیں رکھتے۔
 کالج امیر سے بیان سے و التفصیل فی عقبات الانوار و استقصاء الافہام
 پس ایسے دشمن دہام کی روایت کیونکر مقبول ہو سکتی ہے جسکو حضرت نے بارہا اپنے دولتر سے نکال دیا اور وہ ہمیشہ حضرت پر معترض رہا اور اس سے زیادہ حدیث بیان کر نکلو فرمایا میں کہ خیر نہیں ہے اور تیسرا آنا جانا میری لیے باعث ضرر ہے سبحان اللہ صدق الصادق المصدق الامین علیہ السلام
 قریبان ہیں اعجاز کے کہ جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اب اس سے بڑھ کر کوئی نسا ضرر ہو گا کہ اس ثوری نے اپنے نام کا اثر دکھایا اور خاندان رسالت پر ایسی ہمت نہ لالائق لگائی جسکے تصور سے ہر مومن کے قلب و جگر کو رعنہ ہوتا ہے آخر سبط ابن جوزی کو بھی باوصف تصنیف اسلام کا جوش ہی گیا اور اس روایت کو اپنے نانا کی کتاب سے نقل کر کے باطل کر دیا جیسا کہ مذکور ہو ا مگر کیف اس روایت کے موضوع اور مائل ہونے میں کوئی غدر نہیں رہا دوسری روایت نقل از اللفظ
 از اصحابہ روایت کیا ابن وہب نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے

ص ۱۵۱
 عقبات الانوار ج ۲
 ص ۱۵۰
 استقصاء الافہام ج ۲

صفحہ ۳۱ میں
 ناشر: دار الفکر
 بیجاپور
 ۱۶

ص ۹۲۴
 از اللفظ
 ص ۳۳۳
 اصحابہ

زید سے اس نے اسلام سے کہ عمر نے نکاح کیا ام کلثوم سے اور چالیس سال
 ورجہ مہر دیا **اولا** اس روایت سے کہ سیطرح حضرت ام کلثوم بنت حبیبہ
 علیہ السلام کی تخصیص و تعیین نہیں سمجھے جاتے کیونکہ صرف نام ام کلثیم
 کے متعلق ہے اور سابقہ تذکرہ کہ خلیفہ دوم کی وجہ و دوکانا نام ام کلثیم
 تھا پس انہیں دونوں میں سے کیا ہر دو کا نام لیں اسی روایت سے تعیین نکاح
 حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر **استدلال** کرنا داحبط و نیا ہے ثانیاً
 عبد الرحمن بن زید بن جبریل بنیران **الاختلال** و کاشف و حاشیہ کاشف
 بہشتی و توحی بن معین و عثمان و داری و ابن مسعود و اصبح و قتیبة و ہشام
 و بخاری و ابوالحاتم و ابن مایہ و نسائی و ضعیف ہر دو یکی نے کہا ہے
 اور ابن مدینی نے کہا کہ کل اولاد زید بن سلیم کوئی ثقہ و معتد نہیں ہو پس
 یہ شخص طرعی و خصوصاً ضعیف و پس ہشام و غیر ثقہ قرار پایا ہے کہ مولو
 عبد کے بھی اپنی سعی مشکور میں اقرار کیا کہ ثقہ کے نے اقرار کیا ہے
 کہ غفاری اور عبد الرحمن بن زید بن سلیم ضعیف ہیں انتہا قوی ہا زید بن
 سلیم خادم خاص خلیفہ دوم حبیبہ کا از الہ العین میں زید بن سلیم و ازید و خود
 کہ ازاد کردہ عمر بن خطاب بود الخ پس خود خادمیت خلیفہ دوم بے اعتبار
 کے لیے کافی ہے کہ اپنے اقالے نامدار کے لیے کیا کچھ بنایا ہوگا اور
 حق نمک کیا کچھ یاد کیا ہوگا لیکن حلا وہ اس وجہ کے میزان **الاختلال**
 کہ اہل مدینہ کو اسکے بار میں کلام ہے اور عبد القدر بن عمر کہتے تھے کہ
 قرآن کی تفسیر بالراے کرتا ہے جبکہ بار میں یہ روایت ہے جو شخص

ص ۲۴۶
 ران اختلال علیہ

ص ۳۸۶
 سعی مشکور

ص ۹۴۴
 ازالۃ الشک

ص ۱۵۲
 میزان الاختلال علیہ

تفسیر قرآن کرے اپنی رائے سے وہ کافر ہوا کما فی مدارج النبوة اور
تذہیب التہذیب میں ہے کما مالک فزید بن اسلم من تلقاء نفس حدیث
بیان کیا کرتا تھا اور مولوے حید علی نے بھی غنتہ الکلام میں فزید بن اسلم
روایت کو باوصف موافقت روایات صحیحین غیر معتقد قرار دیا چنانچہ کما روایت
فزید بن اسلم البتہ لائق احتجاج واعتقاد نخواہد بود پس نہیں معلوم اہلسنت
ایسے شخص کی روایت اس مرتبہ کیونکر پیش کر سکتے ہیں جو خلیفہ دوم کا
غلام اور غلام نادہ تھا کہ بوجہ تفسیر بالرائے کافر ہوا اور اپنی خواہش
نفسانی سے حدیثیں گڑھا کرتا تھا پس یہ روایت بھی باطل ہوئی اور موقوف
اوسکی بخوبی ثابت ہوئی تیسری روایت نقل از اللفین اصحابہ
کما زبیر نے کہ بطن ام کلثوم سے زید ورقیہ پیدا ہوئے ام کلثوم وزید نے
ساتھ وفات کی انتہا والا اس روایت میں بھی کوئی تصریح اسکی
نہیں ہے کہ یہ ام کلثوم بنت جناب میر علیہ السلام ہیں کسی نقطہ سے
اس روایت کے یہ امر ثابت نہیں ہو سکتا اور سابقا مذکور ہوا کہ ام کلثوم بنت
جبرول خراعی زوجہ خلیفہ دوم کے بطن سے بالاتفاق فزید بن عمر پیدا ہوا
پس معلوم ہوا کہ بھی وہی ام کلثوم وزید ہے کہ بوجہ اشتراک نام حضرت
ام کلثوم علیہا السلام کی طرف نسبت ہوئی جو باتفاق فریقین شریک
معمر کہ بلا متین ثانی را دی اس روایت کا زبیر بن بکار ہے جسکا حال
سابقا کلام جناب شیخ مفید علیہ السلام مقامہ سے مذکور ہوا کہ شمن جناب علیہ تھا
علاوہ بران احمد بن علی سلیمان نے اسکو منکر الحدیث کہا اور وہ ضعیف ہے

حدیث ۵۲
یعنی الکلام

ص ۹۲۷
ازالۃ الغین

زبیر بن جابر بن مالک
حدیث ۵۲

میں شمار کیا جیسا کہ میزان الاعتدال علامہ ذہبی میں ہے کہ یہ روایت ہی
باطل ہوئی اور موضوعات زیرہن بکار میں شامل اگر ایسے موضوعات
پر بناے کار ہو تو اہل سلام کا کہیں نہکانا نہ رہیگا اور یہ صفت اس واضح
ناصبی کی کچھ ایسے ہی مقاموں پر موقوف نہیں ہے جس گستران ایت
طاہرین ہو اور اعلیٰ مراتب فاروقی بلکہ خلیفہ اول کی زوجہ بی بی
عائشہ کی ماں ام رومان کی بزرگی جتانے کے لئے یہ روایت بنائی
کہ جب ام رومان نے انتقال کیا تو سرور عالم جناب سالت مآب اوسکی
قبر میں اترے اور دعائے حضرت فاطمہؑ اور کہا کہ جسکو خور العین کے
دیکھنے کا شوق ہو وہ ام رومان کو دیکھ لے چنانچہ یہ روایت موضوع
اسد بہ مشہور و معروف ہوئے کہ احاطہ دین اللہ اہلسنت نے مثل ابن السکین
اور خطیب بغدادی و ابو عمر صاحب استیعاب قاضی عیاض و ابوسعید
ابن یوسف صاحب مطالع الانوار و ابوالقاسم سیلے و ابوالفتح البیہقی
و حافظ مزی و امام ذہبی و ابوسعید صلیح الدین وغیرہ نے صحیح بخاری
اوس حدیث فک پر اعتراض کرنا شروع کیا جسکا راوی مسروق ہے
ام رومان سے بنیاد اسکے کہ ام رومان تو محمد رسول میں فوت کجائی
اور مسروق بعد وفات سرور کائنات آیا پہ ملاقات کیونکہ یہی جو وقت
کرے چونکہ صحیح بخاری پر الزام سخت آتا تھا کہ ایسی مروایت منقطع درج صحیح
ہوئی لہذا علامہ ابن حجر عسقلانی کو بوشل آیا اور راجحفی کو فاش کیا
اور ثابت کر دیا کہ یہ حدیث محض غلط اور وضعیات زیرہن بکار اور واقعہ

صفحہ ۲۵
کتاب المناقب المغازی
حدیث الاصح

واقعی سے ہے چنانچہ فتح الباری میں بعد نقیض قول مستترین ثمران
کہ بنیاد انکی اعتراضات کی واقعی وزیر برین بکار کے اس روایت پر ہے
کہ ام رومان نے سستہ بحری میں وفات کیا حالانکہ بحاری کما حقہ اوسط
وصغیر میں اس قول کے غلطی کی طرف اشارہ کیا ہے اور ابراہیم صوفی نے
بیقین بیان کیا ہے کہ مسروق نے پندرہ برس کو سن میں بعد خلافت
عمر ام رومان سے سماعت کی کیونکہ ولادت مسروق سال ہجرت میں ہے
اسے وجہ سے ابو نعیم اصبہانی نے کہا کہ ام رومان بعد وفات آنحضرت
زندہ رہی و خطیب غیرہ کا اعتراض بر بنیاد و قول واقعی وزیر برین بکار
جو صحیح نہیں کیونکہ روایت احمد میں عایشہ سے منقول ہے کہ جب یہ تغیر بیان
تو حضرت نے مجھ سے ابتدا کی و فرمایا کہ ایک بات میں تجھ کو کہتا ہوں مگر
اس میں جلدی نہ کر تا جب تک پیڑیاں بوبکر اور ام رومان سے مشورہ
نہ لیلو اور صحیحین میں بھی یہ روایت ہے مگر ام رومان کا نام نہیں ہوا و کہ
تخیر سستہ میں نازل ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ مسوقت واقعی اور
بربرین بکار نے وفات بیان کی او سو قت ام رومان نہیں مرے کہ یہ
اس عبارت طولانی سے معلوم ہو کہ ابن حجر عسقلانی نے کس طرح واقعی
اور وزیر برین بکار والی روایت کو حسین کمال فضیلت اور بی بی عایشہ
باطل کیا اور ان دونوں کی لغویت اور بے اعتمادی اور غلط بیانی
ثابت کی پس اس لیے شخص کے یہ روایت یا وصف حلاوت البلیت
کیونکہ موضوع قرار پایا گئے حالانکہ جن دلائل سے عسقلانی نے روایت

وفات ام رومان کو باطل کیا انہیں دلائل سے یہ بھی باطل ہو کر ظنون
 یہیں سے سمجھ سکتے ہیں کہ غلط قصے کس طرح مشہور ہو جاتے ہیں کہ اتنے
 اتنے اکابر علمائے ایسے موضوعات کی بنیاد پر صحیح بخاری کو مقدوح کیا
 پس جان فضیلت عمر و توہین اہلبیت و دونوں غصین متاثر ہوں وہاں
 ایسی فیضی روایت کا مشہور ہونا کون بڑی بات ہر پاسی افسوس
 صحیح بخاری کے برابر یہی اہلبیت نبوی ص کی قدر نہیں جو کسی کو ہوش آئے
 اور ان وضاعتیں کذابین کی پردہ درسی کرے چوتھی روایت
 بنقل از الہ الاثین از اصحابہ ابو بشر دلابی نے بطریق ابن سہتی روایت کی
 کہ جب یوہ ہوئیں ام کلثوم بنت علی عمر سے الخ تا آخر روایت یہ ابن سہتی
 وہ بزرگ ہیں کہ اہلبیت کے بیان علم سیر و منادی انہیں پر موقوف ہے سعید
 بن جراح انکو امیر المؤمنین نے الحدیث کہتے ہیں مگر دیگر ائمہ دین اہلبیت ان کو
 کذاب و در جال بناتے ہیں چنانچہ میزان الاعتدال میں ہے کہا ابو داؤد
 کہ ابن سہتی قدرے معتزلی ہے اور سلیمان تمی نے کہا کہ کذاب ہے لیکن بہت
 بڑا جو ٹما ہے ہشام بن عروہ نے کہا کذاب تھا یحییٰ بن سعید اور مالک
 ابن سہتی کے بارے میں جرح کرتی تھے ابن ادریس سے روایت ہے کہ
 میں امام مالک پاس بیٹھا تھا کہ کہنے کہا ابن سہتی کہتا ہے علوم مالک سمار
 پاس لاؤ کہ ہم اس کے بیٹے ہیں مالک نے کہا وہ دجال ہے بخلاف دجالوں کے
 اتنے کہا ابن عیینہ نے کہ میں ابن سہتی کو مسجد خیف میں دیکھا پس مجھ کو ترا
 آئے کہ کوئی مجھ کو اسکی پاس نہ دیکھے کہا یحییٰ نے تعجب کیا کہ ابن سہتی

ص ۹۲

چوتھی روایت

ص ۲۸۸
دقیقہ

ابن سہتی دجال ہے

اہل کتاب سے روایت کرتا ہے اور شریح جیل کے روایت میں مانتا تھا کیے
 قطان نے میں گواہی دیتا ہوں کہ ابن اسحاق کذاب ہے کما در اور دی گئے ہیں
 صحبت ابن اسحاق میں بغرض تحصیل علوم مہیا تھا کہ ابن اسحاق کو بینک سے
 آئے بیدار ہو کر کہا بھی مینے خواہ میں دیکھا کہ کوئی سببی میں آیا ہے اور او
 ماتہ میں رشتی ہے ایک گدھے کی گردنیں ڈال کر کہیپتا ہوا ایجا تا ہے اس
 خواب کے بیان کرنے کو تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک دی ماتہ میں رشتی
 ہوئے آیا اور ابن اسحاق کی گردنیں ڈال کر بادشاہ کے پاس لیگیا
 اور اس پر تازیانہ لگا کر گھوڑا محمد بن اسماعیل نے کہ حاصل ابن اسحاق کے
 ہزار روایتیں ہیں جنکو دوسر کوئی نہیں روایت کرتا انتہ اور علامہ ابو الفتح
 اندلسی صحیحون الاثر میں فرماتے ہیں کہ یحییٰ قطان نے کہہ لی ابن اسحاق
 روایت نکلی ورامام مالک نے کہا ایک جال ہے منجملہ دجالون کے اور ہشام
 بن عروہ سے کہیں کہ ابن اسحاق یہ حدیث بیان کرتا ہے اور ہشام
 کہا کہ بآنحضرت جنبت ہو مٹا ہے یہ دشمن خدا کذاب میری زوجہ سے
 روایت کرتا ہے ہلا کہان دیکھا او سلکو کہا مالک نے کہ ابن اسحاق کذاب ہے
 تا اخر عبارت طولانی حیون الاثر میں گرا میں دجال بلکہ خرجال و کذاب کے
 روایت استدلال ہلست درست ہو تو لیچمن ورام کے قصوں سے
 اہل اسلام کیوں نہ ملزم ہو نگے اب یہاں سے اس حدیث کی بھی بخوبی
 تصدیق ہو گئی جسکو آنحضرت نے فرمایا کہ جب جال خرچ کر گیا تو مجھ میں عثمان
 و سکی متابعت کرینگے جیسا کہ میزان الاعتدال و معنی اور لسان المیزان میں

ف ابن اسحاق کذاب ہے

ف ابن اسحاق کذاب ہے

ہے اور وہ بھی اور حافظ ابن حجر نے اس کی تصحیح کی ہے کیونکہ اس میں جلال یعنی
 ابن اسحق کی روایت کو دو مستدراران عمر و عثمان کس بشاشت قبول کرتے ہیں
 اور اہل حق یعنی شیعوں کے روبرو پیش کرتے ہیں اعر حق کو کی طرح نہیں مانتے
 اور اس میں جلال کذاب کی پیروی پر اڑے ہیں بہر کیف مولوی حیدر علی کے
 اس فقرہ کا بخوبی جواب ہو گیا جو رواۃ شیعوں کے بارے میں نقل کیا تھا کہ بروایت
 چند سے انرا بالاسہ و دجالہ کہ فیض ابن حادیت سے حوالہ می کنند کیونکہ خود
 انہیں حضرات کی روایت دجال بلکہ خود جلال قرار پایا یا پچھوین روایت
 بقول زلالہ الغین از اصحابہ عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ مہر جلالہ نہیں درستم
 مضمون وہی ہے جو عبد الرحمن بن یسین سلمی کی روایت کا مضمون ہے بہر کیف
 یہ عطاء خراسانی عقلی کے نزدیک ضعیفین ہے اور کذاب و مفکر
 یہی ابن حبان نے بھی ضعیفین شمار کیا ہے اور اس کی روایات سے استدلال
 کر نیکو باطل قرار دیا ہے اور بخاری نے اس کی روایات کو مقلوب لاسانید
 کہا جیسا کہ میزان الاعتدال نے بھی میں ہے اور انساب بمعانی میں ہے
 کہ ردی الحفظ تھا وہم و خطا و خلل میں گرفتار تھا اس کی روایات سے
 استدلال کرنا باطل ہے انتہی پس السیر ضعیف و کاذب مفتری کی روایت
 مقلوب لاسانید سے بمقابلہ اہل حق استدلال کرنا کیونکر ریبا ہے کہ خود ان
 کہا بر نے اس کی روایات کو باطل کر دیا والحمد للہ و کفی اللہ المؤمنین القتال چھٹی
 روایت از زلالہ الغین میں ہے نور الدین حسینی از رئیس المحدثین یعنی
 دارقطنی روایت میں آیا کہ ابو حنیفہ در مدینہ بشرف خدمت امام باقر

صفحہ ۱۹۸
 منقول ہے

جواب عبارت
 مولوی حیدر علی

صفحہ ۱۹۸
 درجہ علمی ج ۲

۹۳۹

مشرف شد و در وقتیکه با خاندان کوفه را بسوی خود راہ نمیداد و اینها را
 خود منی نشانید ابو حنیفہ گوید کہ من مطلب ایا م را فهمیدم و بسوی آنجناب
 نشستم و گفتم کہ در حق ابو بکر و عمر چه منیرائی فرمود کہ خدا رحمت کند بر ایشان
 عرض کردم ایا ایل کوفہ میگویند کہ تو از شخین بنیاری نہ بود کہ رب کعبہ میخوانی
 کہ آنها بزین افترا می کنند ایا تو فیدائی کہ حضرت علی بن ابیطالب خضر خود را کہ نام
 او ام کلثوم بود از بطن مبارک حضرت فاطمہ زہرا پیدا شد بکاح عمر و او جد
 حضرت پیغمبر خاتم المرسلین است و جدہ او حضرت خدیجہ کبریٰ سیدہ
 اہل الجنۃ و برادرانش حسن و حسین و اسراران اہل بہشت و عم او حمزہ و جعفر بن ابیطالب
 اگر علی مرتضیٰ عمر بن الخطاب را مستحق تزیین نمیدانست زینہار د خضر خود را
 کہ حالش دانستہ بکاح عمر نمی سپرد ابو حنیفہ میگوید کہ بعد ازین عرض کردم کہ
 کاش انمضون را با اہل عراق در مکتوبہ می نوشتہ تا ایشان را معلوم شد
 کہ تو ازین بہت مبرا هستی نہ بود کہ اہل عراق اطاعت نمیکند ترا گفتم کہ
 نزد من بنشین بر گفتمہ من عمل نکردی ہاں کہ ہزار شریعت می تابند سخن مرا کہ
 گوش میکنند انتہا **قول ام لاس نقل سے مولو یصاحب کی نوادہ بن**
 سے بخوبی شاہ صاحب کی اوسل تمام کی حالت ظاہر ہوئی جو تحفہ بین
 اس روایت کے نسبت کتب شیعہ کی طرف کی اور کوی نام اوس کتاب
 یا راوی کا ہی نہ لکھا کیونکہ اگر کچھ اصلیت اسکی شیعوں کی کسی کتاب میں ہو
 تو کبھی مولو یصاحب اس روایت کو اپنے بیان کی روایت نہ بتاتی چونکہ تحفہ
 جوابہ بین شاہ صاحب کی معرفت اس بارہیں بخوبی ظاہر کی گئی ہے لہذا مولو یصاحب

نے او دہرا سکی نسبت نہ کی اور بخوف تفضیح اپنے ہی مفتریوں کے سرٹھا
 خیر شکر خدا کہ مولوی صاحب کی بدولت اس فقرے سے نجات ملی مٹا گیا نہ عیبت
 اس روایت کی ہر ہر لفظ کے تو اس ہدایت سے ظاہر ہے کہ کسی عاقل کو ذرا سا
 بھی نہو کا بغور سماعت اسکے موضوعیت کا حکم لگا دیکتا تھا خلافتِ ایت
 مذکورۃ الصدر ہے حسین انکار اور اعتداز جناب امیر اور ناراضی حضرت کی
 یقیناً مذکور ہے مگر ہم ان امور سے قطع نظر کر کے اصل روایت اور سند
 حالت بیان کرتے ہیں کیونکہ ناقل اس روایت کے نور الدین حسینی ہیں جو
 مشہور پیر سید سمودی ہیں جنکے تصانیف سے تاریخ مدینہ اور جواہر العقیدین
 ہے فاضل رشید انکو شائین فرماتے ہیں ماکتاب جواہر العقیدین را بنیادیم
 و مصنف از انہی شناسیم ذکر ایشی قسم جمہولین بنجارا اظہار حق خود فائدہ بخشی
 پس مولوی صاحب کی خدمت میں ہم بھی بھی مضمون بلاغت مشحون
 فاضل رشید ادا کرتے ہیں عطاے توبہ لقاے تو کا ایسے جمہولین سے
 استناد خصوصاً مقابلہ الحق بنظر اظہار حق خود فائدہ نمی بخشد باقی رہے
 نقال دل بعینہ رئیس المحدثین دار قطنی جس پیر سید سمودی نقل کیا
 پس انکے بار میں زیادہ کہہ کر سیکے ضرورت نہیں ہر بیان صرف عبارت
 سعی مشکور پر کفایت کیجاتی ہے کیونکہ مولوی محمد بشیر تضعیف حدیث
 من زلم قبر ہے میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو کسی نہ حفاظ مشہورین
 صحیح نہ جانا اور ائمہ محققین نے اس پر اعتماد کیا بلکہ فقط امثال دار قطنی نے
 روایت کیا ہے جو اپنی کتاب میں غرائب سنن کو روایت کرتا ہے

سید سمودی

دار قطنی

ص ۳۳

اور بہت سی روایات منکرہ اور موضوعہ و سہین بہرتا ہے اور بعض جگہ
 علت حدیث اور سبب ضعف و انکار بیان کرتا ہے انتہی مولوی عبدالحی
 بجواب سکر فرماتے ہیں کہ اس سے موضوع اور ضعیف و اہی ہونا اس روایت کا
 لازم نہیں پس کچھ ضرور نہیں کہ ہو روایتیں اس میں ہوں وہ سب قطہ ہو جائیں
 تا آخر تقریر یہ ہیں اس سوال و جواب اہل حدیث و حنفی سے دارقطنی کا
 جامع غرائب سنن و مخرج روایات منکرہ و موضوعہ ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ
 مولوی عبدالحی نے صرح دارقطنی کو قبول کیا گو ایک روایت خاص
 من زار قبری میں دوسرے خصوصیات سے وہ حکم عام کتاب دارقطنی نہ
 جاری ہو مگر اصل کتاب کا مجموعہ غرائب سنن و موضوعات و منکرات
 ہونا بخوبی ثابت ہوا حالانکہ بفضل مام زہبی لفظ منکر الحدیث مثال لفظ
 دجال و کذاب و وضاع وغیرہ اردو عبارات صرح سے ہی کافی مقدمہ
 میزان الاعتدال بہر کیف اگر مولوی صاحب روایت ابو حنیفہ کو دوبارہ
 عقد جسے دارقطنی نے نقل کیا مثل روایت من زار قبری کے عیوب
 موضوعیت و منکریت سے خالص کرینگے تو دیکھا جائیگا ابھی تو حکم بنی ہوتا
 اوپر جاری ہے اور کیونکہ نہ جاری ہو کہ خود شاہ عبدالغیر صاحب
 نے بے اعتمادی و سکی ظاہر کر دی ہے چنانچہ فاضل شیعہ شکر علی
 فرماتے ہیں صاحب تحفہ در رسالہ اصول حدیث میفرماید طبقہ ثالثہ تا ثانیہ
 جماعۃ از علمائے متقدمین بزرایان بخاری و مسلم یا معاصرین ایسا
 یا احصین بانہا در تصانیف خود روایت کردہ اند و کتب ہا بہت و

و قبول در طبقہ اولے و ثانیہ نرسیدہ در جلال آن کتب موصوف بعد از
و بعضے مستور و بعضے محمول و اکثر آن احادیث معمول نیز و فقہانہ شدہ
بلکہ اجماع برخلاف آن منقذ شد و اسامی آن کتب نیست مستور
مسند ابی یعلیٰ موصلی مسند عبد بن حمید شن و ارقطنی الخ پس کتاب سنی ^{قطنی}
کا مجموعہ روایات مستورین غیر عادلین و محبوبین ہونا مسلم ہوا و خود دار ^{قطنی}
کی بھی عظمت تحقیق بخوبی معلوم ہو گئی پس کیا تماشائے کہ اپنی خانہ جنگی اور
تحقیقات واقعی میں تو روایات و ارقطنی کو موضوعات و منکرات سے قرار دین
اور خلاف اجماعیات بتائیں و رشیون کے سلسلے اس بشارت
اور سیرت سے اس کے موضوعات کو پیش کر میں سیانک ہذا شعی عجیب
باقی رہے راوی اول اس روایت کو اہلسنت کے امام اعظم ابو حنیفہ ^{رحمہ اللہ}
پس بری کیا مجال جو انکی شان والا میں کہہ کہ سکون ابھی اونکی است
حنفی اوگ سرکھائینگے دماغ چاٹ جائینگے مگر چونکہ تحقیق روایت کا واسطہ
گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل ہاں چند شہادین بڑے بڑے ائمہ دین اہلسنت
کی انکے بار میں حصہ اول ذوالفقار حمید برین لکھ چکا ہوں و میں کھیر
اشارہ کافی ہے جسکے بعد کسی عاقل و منیدار کو انکی روایت پر اعتبار نہیں ہو سکتا
اور اگر اہلسنت اہل عام شہادتوں کو نہ مانیں اور بڑے بڑے مشیوایان
دین کے گواہیوں کی نہ سماعت فرمائیں تو مجبوری اور چند شہادین
بیان لکنا ہوں جنکو اصول دین حدیث سے خاص تعلق ہے اور حدیث
کی صحت و سقم کا ادسپردار ہے پس واضح ہرگز انکی بتائے سوانح

۱۵۹
صفحہ
نفاذ
ذوالفقار حمید
حصہ اول

عمری میں بھی اہلسنت کو اختلاف عظیم لاحق ہے کوئی تو انکو کابلینو کی نسل سے بتاتا ہے کوئی عجم سے کوئی نسل عرب سے کہتا ہے مگر اکابر علماء اہلسنت مثلاً امام فخرارے محقق دہلوی وغیرہ کے ناقل ہیں کہ ابو حنیفہ غلام زادہ تھے آزاد و احرار سے نہ تھے چنانچہ انکا نسل عجم سے ہونے لگی اسی امر کی دلیل ہر انکے دادا اڑوٹی نام کی نسبت مویون کا بیان ہے کہ کابل سے گرفتار ہو کر آئے اور قبیلہ بنی تیم کے کسی عورت کی غلام بعض ہو اخواہیوں نے اسکا بھی دعوے کیا ہر کہ غلام زادہ نہ تھی اور سند میں اس کے خود ادائے پوتے سمعیل کا قول نقل کیا ہر جسکی بے اعتباری ایسی ہے کہ محتاج برہان نہیں بعضوں نے میاشاک ترقی کی کہ انکو نسل عرب میں داخل کر دیا جسکی بدولت غیر لوگوں کو انکا دادا پر دیا بنانا پڑا مگر جب اسکی خرابی پر غم نہ ہوا تو خود انہیں لوگوں نے تردید کر کے حجۃ النسل ہونا انکا ثابت کیا مگر کیف چونکہ امام فخرارسی نے اسنے اس غلام زادہ کی کو دلائل فضیلت امام شافعی میں پیش کیا ہر اور اسوجہ سے بھی امام ابو حنیفہ کو اسنے مرجوح کیا لہذا اسقدر حوالہ تسلیم ہوا ورنہ زیادہ بحث اس سے فضول ہے کیونکہ اکثر ائمہ اہلسنت ایسے ہی رنگ پرین رنگ پرین ۵۵۵ کے پیشہ کی نسبت صاف صاف یہ نہیں کہا جاتا کہ جولا ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ عربانی انکا پیشہ آبائی تھا یعنی عربو ایک قسم کا کپڑا ہے اور سکو بہتر تھے اور اسکی تجارت کرتے تھے جیسے بنارس وغیرہ کے جولا ہے زربفت مشروع بنتے ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ جولا ہر دے

سوانح عمری ابو حنیفہ

ذات ابو حنیفہ

سیرۃ النعمان ج ۱ ص ۱۰۰

سیرۃ النعمان ج ۱ ص ۱۰۰

پیشہ ابو حنیفہ

سیرۃ النعمان ج ۱ ص ۱۰۰

دیگر اقوام زیادہ تر ان کے پیرو و مقلد ہیں انہیں جیل الہی جس کی کوئی پیمبر
 کی طرف میل کرنا امر فطری ہے انکی ابتداء کے تحصیل علم کے متعلق علامہ
 خطیب بغداد اپنی تاریخ میں خود ابو حنیفہ سے بسند متصل نقل ہیں کہ کہا
 ابو حنیفہ نے جب مجھ شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریا
 کرنا شروع کیا کیسے کہا علم قرآن سیکھو مجھے فائدہ پہنچا تو لوگوں نے
 کہا کہ جب قرآن سیکھ لو گے تو مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کے تعلیم کرو گے یہ دونوں
 کوئی لڑکا تم سے زیادہ یا تمہارے برابر حافظ ہو گا ساری ریاست ہمتا کر
 جاتی رہیگی تب ہمیں کہا کہ علم حدیث حاصل کریں اور ایسی حافظہ پرستین
 کہ دنیا میں ہمارے برابر کوئی حافظ نہ ہو لوگوں نے کہا نتیجہ یہ ہو گا کہ بڑے بڑے
 مبتلائے اخلاط ہو گے آخر تو لوگ کاذب کہہ کر بد کر گئے تو ہم نے (ابو حنیفہ)
 کہا ایسے علم کی مجھے حاجت نہیں اچھا علم جو سیکھیں لوگوں نے کہا
 تب معلم بنو گے مہتماے آمدنی تمہاری دو دنیا ریاستیں دنیا ہو گی تب کہا
 کہ فن شعر میں مہارت پیدا کریں لوگوں نے کہا نتیجہ یہ ہو گا کہ اگر کسی غمخیز کی
 اور اسے کہہ دیا تو خیر ورنہ تم بھوکو گے اور پار سے عورتوں پر ہمت لگاؤ گے
 تب ہمیں کہا کہ علم کلام میں کمال پیدا کریں لوگوں نے کہا آخر نتیجہ یہ ہو گا کہ کفر و
 زندقہ کا بخر الزام لگایا جائے گا آخر قتل ہو گے اور اگر بیچ گئے تو ہمیشہ غم
 و ملوم رہو گے تب ہمیں کہا علم فقہ حاصل کریں لوگوں نے کہا تب تمام پوچھ چو
 لوگ مسخر ہو گئے تو ہم نے اپنے گناہوں کو یاد کیا کہ ہم نے علم فقہ سے زیادہ
 نفع کا کوئی علم نہیں پس مجھے علم فقہ سیکھنا شروع کیا یا نہ کہ سیکھنا تمام

ابتدائی تحصیل علم

کلام ابو حنیفہ مختار مختصر تاریخ بغداد سیہ مولوی محمد شبلی نعمانی نے
 بھی اپنی سیرۃ النعمان میں اس روایت کو کچھ کتر بیونت کی بطور مختصار
 لکھا ہے مگر اس کے غلط ہونیکا ہی دعوے کرتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ ماہ
 جو ریاریک امام صاحب کی طرف منسوب کہ نہیں ایسی جاہلانہ ریاریک ہیں
 کہ ایک معمولی آدمی کی طرف ہی نسبت نہیں کیجا سکتی پس روایت کو صحیح
 مانیں تو ماننا پڑیگا کہ حدیث و کلام کی طرف امام ابو حنیفہؒ توجہ ہی نہیں کی
 حالانکہ ان فنون میں امام ابو حنیفہ کا جو پایہ ہے اس سے کون انکار
 کر سکتا ہے انتہی ہو کہ بہت افسوس ہے کہ اس مقرر نے مطلقاً
 اسکا خیال نہیں کیا کہ یہ اقرضی اس روایت پر کس اصول کے مطابق
 ہے کیونکہ روایت کی غلط یا زراہ سلسلہ کیجاتی ہے یا زراہ درایت سلسلہ
 میں تو کوئی عذر ہی نہیں کیونکہ علامہ خطیب بغداد اپنی تاریخ میں مسلسل سند
 یہ روایت لکھتی ہیں اور اس تاریخ کا یہ مرتبہ ہے کہ جناب رسالتاب
 اسکی سماعت کو تشریف لاتے تھے کافی بستان المحادثین لستہ عبد القیوم
 باقی رہا دوسرا اصول یعنی درایت کی راہ سے پس جب خود اسکو بڑے
 فخر سے بیان کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے حسب تقاضائے سلطنت تمدن
 مسائل کو سہل کیا اور سلطنت کے ایک رکن قرار پائے اور پیشہ
 تجارت کے بعد تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے تو کس حال کو تامل ہو سکتا
 کہ ایسا آدمی ضرور اعلیٰ درجہ کے پرنفع علم کی طرف متوجہ ہوگا جسکے منافع
 بہ نسبت تجارت کے زیادہ ہوں کہ وہ علم فقہ ہے جسکی بدولت کیا کچھ نفع

نہ ملا اور فانیہ بمرام ہوئے سوائے اسکے جس دنیاوی خیال سے امام ابو حنیفہ نے ان علوم کے نفع و ضرر کو بیان کئے ہیں ایسے بہی ہیں کہ کسی کو دھمیں تامل نہیں ہو سکتا پس ایسے بہی نفع و نقصان دکھائیوں کو جاہل کہنا سراسر حیرت خیز ہے باقی رہا ابو حنیفہ کا بے بہرہ ہونا علم کلام و علم حدیث سر پس ایسا مسلم ہے کہ کسی کو عذر ہی نہیں کیونکہ اہلسنت کے بیان اصلی و مستاد علم کلام کے متعلقہ ہیں مگر جیسے اشاعرہ کا مذہب قائم ہوا تو اب تین و مستاد مانے جاتے ہیں ابو الحسن اشعری منصف و راجح ہے چنانکہ ابو حنیفہ کو کیسے ہی اس فن کا استاد نہیں جانا ہے باقی ہا علم میں حقیقت یہ ہے کہ ابو حنیفہ کو بہ نسبت کل علوم کے زیادہ تر نفرت اسی علم سے تھی بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات و تہذیب لاسما و چار صحابہ جناب رسالت مآب کے انکے زمانہ میں موجود تھے مگر کسی سر کوئی محدث کی روایت نہیں کی مولوی شبلی صاحب نے بھی قرار کیا ہے پس اس سے بڑھ کر انکے کنارہ کشی کی دلیل علم حدیث سر کیا ہو سکتی ہے اور لسان المنار میں امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اسکے استاد ابو حنیفہ مخالف ہیں حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبر میں نقل کیا ہے کہ حنفیوں کی کتابیں مثل فروخ کے مشک کے ہیں کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا لیتے ہیں مگر دراصل سب مسائل انکے خلاف ہیں ازینجا ہے کہ یہ امام اہلسنت اکثر احادیث بنوی کے بار میں حکم دیتے تھے کہ اسکو خیر یعنی سور کی دم سے

۱۹
معيار الحق
صفحة لاہور

۱۹
عمارة المساجد
مولوی محمد سعید
صد ۱۹

چیل ڈالو اور خلیفہ دوم کے بعض حکام کو ہدیان مجنون بتاتے تھے
 کافی مختار مختصر تاریخ بغداد بیان بعض ہوا خواہوں نے جیسا کہ انکو
 تابعین سے ہونیکا دعویٰ کیا ہے اسی طرح بعض صحابی سے بے سند
 روایتیں بھی نقل کیں تا انیکہ ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی نے دفعہ ہار
 جہل علم حدیث کے لئے ابو حنیفہ کے پانچ سوچو بیس برس مرنیکے بعد
 ۶۶۱ء کے قریب فریب یک مسند تیار کیا جس میں چند اور مسندوں کا
 نام بھی بتایا ہے حالانکہ کہیں اونکا تپہ سنیں آخر خود انہیں لوگوں کو
 فیصلہ کر دیا کہ محض جعلی کارروایاں کی طرف باز رہیں
 نتیجہ اس ہوا خواہی کا یہ ہوا کہ جس عیب سے بچنے کے لئے امام حنیفہ
 علم حدیث سے گریز کیا تھا اون بدخواہوں کی بدولت اونہیں ہر مومن
 مجرم اور اونہیں الزاموں کے ملزم قرار پائے شعر دشمن انا کہ پھر جان دو
 بہتر از ان دوست کہ نادان بود بہت صحیح ہے اپنے دعوے کی تصدیق
 میں چند رہنما و تین ائمہ عدول ہلست کی پیش کرتا ہوں علامہ جہت
 جنکو شاہ عبدالعزیز صاحب امام اہل حدیث کہتے ہیں نبی میرا ان اعدا
 میں لکھتے ہیں نغان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفہ کو نبی امام اہل اہل
 کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اسی طرح ابن عدی وغیرہ نے
 بلکہ اسی میزان میں ہے اسمعیل بن حاد بن نغان بن ثابت (ابو حنیفہ)
 کو کہا ابن عدی نے کہ تیون ضعیف ہیں سہ پستی ضعیف ایک کو ہیں
 علامہ عبدالرؤف منادی اپنے فیض قدیر میں جہاں اس حدیث

فضل و مناقب
 عبدالرؤف منادی
 خلاصہ الاشواق
 القرآن الحادی عشر
 در بیان مصنف محمد بن
 فضل الدیلمی قاضی
 و پیر کرام حجت
 و بہت قدود صاحب
 تصانیف پر مدح
 ابوعصمہ و ابویوسف
 اور اسلاف و اہل
 و عابد و فاضل و شافع
 و دیگر ارفع و متفرع
 علی صاحبہ و مناقب
 کہ علوم و معارف
 باوصف اخلاط و انواع
 و باقی اقسام مستخرج کیا
 ہے کہ انکو اسرار میں
 علوم میں ہے و اور غور
 سلام مولیٰ میں ہے
 و باقی میں ہے کہ
 و باقی میں ہے کہ

اذا طلعت الشمس من الریح من العاصیة کے ضعیف ہونے کی وجہ سے بیان
 کی ہیں بہن لکھتے ہیں کہ راوی اس حدیث کا ایک شعیب ہے جسکو بھی
 ضعیف میں شمار کیا ہے اور ایک راوی اسکے نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ)
 ہیں جس پر وہی نے ضعیفون میں لکھا ہے اور ابن عدی کہتے ہیں کہ کل
 روایتیں انکی غلطی اور تصحیف و زیادات سے ملو ہیں اور علامہ ابن جوزی
 نے کتاب منتظم میں لکھا ہے کہ کہا ہے کہ ابی مریم نے کہ مجھے بن سعید سے
 ابو حنیفہ کو پوچھا تو مجھے نے کہا حدیثیں اسکی لکھی جائیں قابل نقل
 نہیں اور عبد اللہ بن حلی نے عبد اللہ بن ربیع سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ کو
 از حد ضعیف جانا کیونکہ ابو حنیفہ نے کل سچا حدیثیں روایت کیں اور
 سہون میں خطا کی اور ابی حفص عمر بن علی سے روایت ہے کہ کہا ابو حنیفہ
 حافظ نہیں ہے مضطرب الحدیث اور وہی الحدیث ہے ابو بکر بن ابی
 داؤد نے کہا کہ کل یکصد و پنجاہ حدیثیں ابو حنیفہ نے روایت کیں
 سہون میں خطا کی یا کہا کہ نصف روایتیں غلط ہیں انتہ اور امام بخاری
 حمیدی سے نقل ہیں کہ کہا ابو حنیفہ نے جب میں مکہ مضطرب گیا تو حجامت
 بنائے والے سے تین سنتیں سکیں کیونکہ جب حجامت کیے ہم بیٹے
 تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹو بعد اوستے کہ دہنی طرف سے حجامت بنانا شروع
 اور دونوں ہڈیوں تک حجامت بنائی کہا حمیدی نے کہ جو شخص ایسا ہو
 کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے نہ واقف ہو کہ حجام سے سیکھنے کا
 محتاج ہو اسکی تقلید احکام خدا میراث و فرائض و رکوة و صلوٰۃ و دیگر امور

اسلام میں کیونکر کی جاسکتی ہے اور امام فخر الدین رازی رسالہ ترجیح صحابہ
 شافعی میں فرماتے ہیں کہ بخاری ابو حنیفہ کو ضعف میں شمار کرتے تھے اور
 امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کی نہ رائے ہی نہ حدیث بلکہ تاسیخ
 بخاری میں ہے بروایت یحییٰ بن حماد کہ کما قراری نے ہم سفیان کے پاس
 تھے کہ خبر مرگ ابو حنیفہ آئی اوس پر سفیان غمناک رہا یہ شخص اسلام کو کمرہ نکام
 کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوئی مولود اسلام میں پیدا نہیں ہوا پس جب
 ایسے ایسے ائمہ دین اہلسنت و زار کان شرع متین نے انکے ضعف و زناقات
 اور عدم صحت روایت پر ابو حنیفہ کی نص قطعی کرین اور اتنی جماعت کثیر محمد
 محققین متفق لفظ انکی روایت کے باطل ہونے پر شہادت دین تو کون ایسا
 مسلمان ہے جو انکی روایت پر اعتماد کر سکتا ہے بالخصوص اس روایت
 جس سے یہ کو بحث ہے بغیر روایت عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے
 باریعین تو پرستہ برابر بھی انکی صداقت نہیں مانے جاسکتے کیونکہ خود
 اصل روایت ہی سے انکی مخالفت امام کے ساتھ ظاہر ہے کہ امام زمان
 منع کرتے ہیں تو ہمارے پاس نہ اگر یہ عدل حکمی کرتے ہیں اور کس طرح
 حکم امام نہیں مانتے اور دربار امام میں چلے جاتے ہیں گو امام علیہ السلام
 مصلحتہ للوقت یا بخوف فتنہ و فساد کان پڑوا کر نکلو تو نہ دیا مگر غیظ و غضب
 ظاہر فرمایا اور کہدیا کہ تو بھی زمین اہل کوفہ سے ہے جنہوں نے احکام نبوت
 سے سربازی کی ہے تجھے منع کیا کہ میرے پاس نہ آکر چلا آیا پس جس شخص کو
 رو برو امام علیہ السلام کے یہ جرات ہو اوس سے نزدیک امام پر اہتمام کیا

اور اقرار جوڑنا کیا مشکل ہے چنانچہ یہی ابو حنیفہ نے جنگو اسکا دعویٰ ہے
 کہ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کے شاگرد ہیں اور مریدان انکے اشاگرد
 و تلمذ کو بڑے فخر سے لکھتے ہیں ابھی جو مخالفت امام کی وہ معلوم ہوے
 اب و نکر سلوک کو اپنے مرشد زادہ در محسن و محسن تمام عالم جناب امام
 جعفر صادق علیہ السلام ابن جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ملاحظہ
 فرمائے کہ قاضی انصاف ابو المودید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسائیل
 حنیفہ میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے
 کھلا ہیجا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر غلو
 اور گرویدہ ہو رہے ہیں تم ایسے چند مسائل اشخاب کرو جو نہایت سخت
 و دشوار ہوں (تا کہ امام اوسکے جواب سے عاجز ہوں) پس میں حسب حکم
 خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کر اور منصور خلیفہ کے پاس بمقام
 میرہ بھیج دیا خلیفہ نے مجھے بلا ہیجا کیا تو دیکھا کہ منصور خلیفہ سرور خلافت پر بیٹھا ہوا
 اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہی واسطے طرف خلیفہ کے رونق افروز
 ہیں امام علیہ السلام مشاہدہ سے وہ ہیبت اور رعب میرے دل میں
 معلوم ہوا کہ منصور خلیفہ کا ہی یہ دیدہ کہ کسی نہ معلوم ہوا تھا حسب حکم خلیفہ
 میں بھیج دیا گیا تو منصور امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا
 کہ یا ابا عبد اللہ یہ ابو حنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہاں میں پہچانتا ہوں
 تب منصور خلیفہ نے کہا اے ابو حنیفہ جو تمہواری رائے (اور مسائل) کو
 منتخب کیا ہے میں نے سوال کرنا شروع کیا حضرت امام علیہ السلام

۱۹۰
 اثرات مند
 ابو حنیفہ و تلمذ
 فی اقتصاد الافکار
 و غنایات الانوار
 ص ۲۰۷

ہر مسئلہ کا ایسا مسکت جواب فرماتے تھے کہ میں لا جوابی جانتا
 یہاں تک کہ چالیسوں سوال کا جواب یا اسوجہ سے میں کہتا ہوں کہ
 امام جعفر صادق علیہ السلام اعلم الناس بین باختلاف فقہاء اور سب
 سزاوہ فقیہ ہیں **نہ ناطقین** کو اس روایت سے جسکو تھے بڑے
 خیر خواہ بلکہ محسن ابو حنیفہ نے لکھا ہے اخلاص و محبت ابو حنیفہ کا حال
 یہ نسبت حضرات اہلبیت طاہرین بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا اور سلطنت کے
 مخالفت امام سے اور ابو حنیفہ کا لگا و سلطنت کے ساتھ اور خاندان
 رسالت سے اپنی علیحدگی جتنا خلیفہ وقت کے نزدیک جس سے خلیفہ نے
 جانا کہ جناب امام علیہ السلام ابو حنیفہ کو پہچانتے ہی نہونگے اسوجہ سے
 ظاہر کیا کہ میرا ابو حنیفہ ہے اور فرزند رسول کا صبر و تحمل و خوش اخلاقی
 سے کام لینا کتنا ہی نہ فرمایا ہمارے ہی خاندان کا تعلیم یافتہ ہے
 یہ کل موراثے بدیہ میں ہر شخص اس روایت کے دیکھنے سے سمجھ سکتا ہے
 پس جس شخص کی ہمت علیا بنیماطر خلیفہ عباسی تذلیل و تحقیر فرزند رسول
 امام جناب امام ہمام علیہ السلام پر ایسے سہک ہو کہ دربار عام میں حضرت
 لا جواب کر کے عیاذ باللہ عوام پر جہالت حضرت کی بت کرنا چاہے اور
 اونکی گرویدگی و حسن عقیدت کو مٹانا چاہے تو اس کے نزدیک امام
 اہتمام لگانا کون بڑی بات ہے خصوصاً ایسے ایسے امر و خلفاء و اعدا
 اہلبیت طاہرین علیہم السلام کی خوشامد میں جنس ہزار بار وہیہ انعام
 پاتے تھے اور حلو و حشر توبین اہلبیت طاہرین اور اہل ہمار فضائل مصنوعہ

خلفائے ثلاثہ خصوصاً خلیفہ دوم کی فکرین رہتی ہوں اور انواع مکر و حیلہ
 سے اس کے اشاعت اور شہرت میں سرگرم رہتے ہوں پس گویا اب اس
 روایت کے بعد کہ ابو حنیفہ نے دربار عام میں اپنے محسن زادہ فرزند کو
 کے ساتھ میرتا دیا بلکہ جناب ام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ ہی حضرت
 کے عالم صغریٰ میں یعنی بیچ بیچ سالگی میں ہی سلوک کیا اور جواب دندان شکن
 یا خود ذلیل اس کا موقع میں رہا کہ ان کے مخالفت کو اصحاب ام کو ساتھ
 بیان کریں مگر چونکہ ظرافت آمیز ہے اور اس مخالفت سے امام کی زیادہ تر
 تائید ہوتی ہے لہذا ایک لطیفہ بیان کرتا ہوں کہ ایک روز ابو حنیفہ اور
 مومن الطاق علیہ الرحمہ سے جو صحابی جناب ام جعفر صادق علیہ السلام
 کے تھے مسئلہ رجعت میں مباحثہ ہوا ابو حنیفہ کچھ مومنہ آئے اور کہا کہ تم
 کے عقیدہ کے مطابق مومن منافق پر زندہ کئے جائیں گے اور اوپر قتل و
 قصاص جاری ہو گا پس دو سے اشرقیان اس وقت ہجو قرض و رجعت پر
 صبر لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے کہا ہاں مگر بھوکو یہ کیونکر معلوم
 ہو گا کہ تم کس صورت میں منع ہو کر زندہ ہو گے جو ہم تم سے روپیہ وصول
 کریں گے اگر اس کے اطمینان ہو جائے تو ہم قرض دینے کو حاضر ہیں حنیفہ
 اس جواب سے شرمندہ ہو کر ساکت ہوئے علیٰ ہذا القیاس نہاد و ناکت
 میں جنہیں ظاہر بظاہر عداوت و بغض و عناد اہلبیت کے ساتھ ابو حنیفہ نے
 ظاہر کئے ہیں پس اس شخص کی روایت کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے نہایت
 قابل حیرت یہ امر ہے کہ کیا وہ حنفیہ حضرات اہلسنت فضائل و مناقب

علوم و کمالات اہلبیت طاہرین علیہ السلام کے مقررین تھے کہ اس شاعر کی کو اہل بیت
 کے بڑے فخر و مباہات سے بیان کرتے ہیں کہ یہ امام محمد باقر علیہ السلام
 شاکر دتے با اینمہ نہ معلوم انکو امام اعظم کا خطاب کیونکر ملا اور امام مالک جو
 انکے اولاد تھے اس شرف سے کیوں محروم ہوئے شاید اسکے یہ وجہ ہو
 کہ جس خلیفہ یا عالم کو قرآن و رسول و اہلبیت سے زیادہ علیحدگی رہی وہی اعظم
 بنایا گیا چنانچہ خلیفہ دوم جنہوں نے سیکڑوں مسائل میں خود رائی کر کے
 خلاف حکم خدا و رسول اپنے قیاس و رائے سے احکام جاری کیے جنکو اصول
 اجتہادات ائمہ اربعہ کہتے ہیں اور مذہب فاروقی کہا جاتا ہے اور انکو فاروق
 اعظم کا خطاب ملا ابو حنیفہ نے جو بہ نسبت بقیہ ائمہ اربعہ کے بالکل قرآن و حدیث
 و اہلبیت کے مخالفت کر کے اپنے قیاس و رائے سے حسب خواہ سلطین
 وقت احکام جاری کئے تو امام اعظم نے چنانچہ دیکھے معاویہ و زید و یاروں
 وغیرہ جو اپنی مان میں بیٹھنے کے ساتھ مرتکب فعل شنیع ہوئے اور انکو
 یہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنے محرمات شرعیہ کے ساتھ بلفظ حریر مرتکب حرام
 تو جائز ہے فرق اتنا ہوا کہ نام بردگان بلا پردہ مرتکب ہوئے اس امام اعظم
 نے ایک پردہ شرعی قائم کر دیا طرہ بان یہ تصریح کیا کہ اگر اپنی مان میں
 کے ساتھ نکاح کر لے تو کس طرح اوپر حد نہیں جاری ہوگی اور چونکہ
 خلفائے بنی عباسیہ کے زمانہ میں عورتوں کے ساتھ کو اطہ کرنا احد
 رائج تھا اس واسطے محدثین اہلبیت نے یہ روایت بنائی کہ یہ سننا کھڑک
 اسی بار میں نازل ہوا کہ عورتوں کے دہر میں جماع کرو جسکی قیامت پر

سیرۃ النبی

نکاح

باب جلد اول
 ص ۹۶

متنبہ ہو کر اخیر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکال دیا چنانچہ متنبہ
 مذکور ہوا مگر امام ابو حنیفہ نے عام فتویٰ دیدیا کہ عورتوں کے ساتھ لواطہ جائز ہے
 اور اوسکی کوئی اصلاح بھی نہ کر سکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار
 میں لکھتے ہیں کہ کہا عبد الرحمن بن قاسم نے میں نے کسی ایسے شخص کو قبول
 اقتدا ہوا مردین میں ایسا نہ پایا جو اسمین شک کرتا ہو کہ عورتوں کی دبر
 میں وطی کرنا حلال ہے بعد اوسکے اسی آیت کی تلاوت کی درکہ آتا
 اتے بڑھ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ
 اگر وطی کرے اپنی غلام کے دبر میں یا اپنی لونڈی کے دبر میں یا اپنی عورت
 کی دبر میں تو اوپر حد نہیں ہے اور اسمین کیسے اختلاف نہیں ہے
 اسطرح چونکہ اون سلاطین کو شراب و کباب کا از حد شوق تھا حتی
 کہ خود قاضی مجھے بن اکثم جو بڑا عالم اہلسنت کا تھا یاروں رشید کو شراب
 پلایا کرتا تھا تو انکی خوشامدین ابو حنیفہ نے یہ مسئلہ بنایا کہ اگر تو پیالہ
 شراب پیر اور نشہ نہ تو اوپر حد نہیں اسطرح نماز کی بیگت بنائی کہ نبیذ
 سے جو ایک قسم کی شراب ہے اولٹا دھنو کرے اور کتقی کی کھال با
 کی ہوئی پہنے اوپر بھی چوتھائی کپڑہ بناست سر آلودہ کرے اور اندر بڑھ
 اور دبر کے سر تکہ کے مرغون کی طرح دوچار ہو کہین لگا کر بجائے سلام
 آخری گوز کر دی تو نماز درست ہے جیسا کہ تفصیل کے نظر المبین میں
 مذکور ہے اور جلد ہشتم ذوالفقار حیدر میں مفصل لکھا چکا ہوں اسطرح
 اون سلاطین کو چونکہ ایمان سے کوئی واسطہ نہ رہا تھا امام ابو حنیفہ نے

ص ۶۸
 عینی شرح ہدایہ
 ج ۲ مطبوعہ لاہور
 صفحہ ۱۱۱
 ص ۶۶

قادی عالمگیری
 مطبوعہ لاہور
 ج ۵
 قادی عالمگیری
 ج ۲
 صفحہ ۱۱۱
 صفحہ ۱۱۱

کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گنتی ہے نہ بڑھتی ہے چنانچہ کہا ایمان
 ابو بکر و ایمان ملیں واحد ہے اس طرح اگر بغرض تقرب خدا تعالیٰ
 و کفش وغیرہ کی پرستش کرے تو جائز ہے وغیرہ مسائل اجمالاً
 جلد اول ذوالفقار حیدر میں مرقوم ہوا پس غالباً ہی وجہ ہوے کہ اس امام کا
 مذہب اہلسنت کو نہایت درجہ مرغوب ہوا کیونکہ عہد عیسیٰ سلطان بہ
 پسند نہایت اہلسنت کا نہایت ہی مضبوط اصول ہے چنانچہ ابتدا
 سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قائم ہے کہ سلطان وقت جو
 فعل کرے وہ قابل اعتراض نہیں ہے اور نجاست کہ اصول کو تابع ان
 سلاطین کا بنایا نہ یہ کہ خلفا و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دین
 چنانچہ جب امام صاحب نے ان سلاطین و امرا کی رعایت میں احکام
 شرعی کی یہ حالت بنائی تو ان سلاطین نے بھی بقاعدہ حل جملہ
 الاحسان الاکالا احسان اس مذہب کے ترویج میں نہایت کوشش کی سیر النعمان
 میں ہے ابن خرم جو ارباب ظاہر کے مشہور امام ہیں ان کا قول ہے
 کہ وہ مذہبوں نے سلطنت کی زور سے ابتدا ہے رواج عام حاصل
 کر لیا ایک ابو حنیفہ کا مذہب کیونکہ جب قاضی یوسف کو قاضی القضاۃ کا
 منصب ملا تو انہوں نے خفی لوگوں کو عہدہ قضا پر مقرر کیا دوسرا امام مالک کا
 مذہب اندلس میں کیونکہ امام مالک کے شاگرد بصرہ صمدی خلیفہ اندلس کے
 نہایت مقرب تھے اور کسی شخص نے ان کے مشورہ کے عہدہ قضا پر مقرر
 ہو نہیں سکتا تاہم صرف اپنی ہم مذہبوں کو مقرر کرتے تھے سوائے اسکے

مصنف سیرۃ نے اور اور خلفاء اور سلاطین کے حالات بھی لکھے ہیں جنہوں
 اس میں ہب خفی کو رواج دیا اور نہایت غلو سے اسکی ترویج میں کوشش
 ہوئے مگر افسوس ہے کہ ان واقعات کے بعد بھی مولف کو خیال تبدیل
 ابن خرم پیدا ہوا جو موجب صد مضحکہ ہے از آنجا کہ مشاہدہ سیرہ ہی ثابت ہے
 کہ کفر ظالم لوگ اپنی سزا کو پہنچ جاتی ہیں خوشامدی کی مکاری آخر کھل جاتی ہے
 ابو حنیفہ نے بھی اپنا بیعت اور نہایا جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کو
 تباہ کیا تھا پہلے انہوں نے کفر و زندقہ سے دو مرتبہ ابو حنیفہ کو توبہ کرایا
 آخر میں یزید بن عمر بن حبیر نے جو مروان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا
 حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس دس لگائے جائیں چند روز تک گور
 کیا یا لگے جب مروانی سلسلہ سلطنت کے بعد بنی عباس کا دور آیا تو
 منصور جبکی خاطر سے ابو حنیفہ نے چالیس سخت مسئلہ جناب امام جعفر صادق
 سے پوچھے تھے اور سجاد اللہ حضرت کو جاہل بنانا چاہا اور دوستوں کے
 محبت و گرویدگی کو کم کرنا چاہا تھا اور اس منصور کی تعلیم سے امام مالک نے
 کتاب **موطا** تصنیف کی کہ بڑے فخر سے اس تعلیم کو امام مالک نے کر
 کہتے تھے جیسا کہ تاریخ ابن خلدون میں ہے اور اسکی تخریف حد
 وزہد و تقویٰ و فضل و کمال سے کتاب تاریخ غنیس و کنز الاخبار
 اور تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی اور تاریخ ابن خلدون وغیرہ مالا مال ہو ایسے
 خلیفہ عادل عالم و زاہد اہلسنت جسکو بقول صاحب سیرۃ النعمان مرتبہ
 اجتہاد ہی حاصل تھا نہ معلوم کتنی تحقیقات واقعہ کے بعد اس امام اعظم

لکھنؤ سیرۃ
 ابو حنیفہ کا کفر و
 زندقہ سے فتنہ
 تاج بغداد اور
 جامع المسانید
 خوارزمی تصنیف
 میں منقول ہے
 صدر ۳۵
 سیرۃ النعمان
 ص ۵۵

ابو حنیفہ کو سترہ امین قید کیا مگر ان کے مریدوں اور پیروں کی جماعت
 ایسی لاتعداد تھے کہ منصور ایسا خلیفہ عادل امام برحق نکالنا و صف
 ثبوت جرم ابو حنیفہ کے عام مجمع میں تقریر نہ کر سکا اور باوصف کمال ^ع
 و دبذہ شاہی و رشوکت و جلالت سلطانی کے ایسا خائف رہا کہ قبول
 حضرات اہلسنت ابو حنیفہ کو قتل نہ کر سکا آخر قید خانہ میں زیر دلوادیا مگر
 اسپر بھی فتنہ اٹھانے کا فرہنگ اور لوگوں نے اونکی پیروی نہ پوری علامہ ^{خطیب}
 بغداد ایک ^{۱۱۱} علامہ دین کا نام ایک جگہ اور پینتیس ^{۱۱۲} اماموں کا نام دوسری جگہ
 لکھتے ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی تردید کی اور نہایت توہین و تحقیر سے
 پیش آئے تھے کہ امام بخاری کے استاد شیخ حمیدی نے صاف صاف
 کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو
 اولٹ دیا تھو کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا ناجائز ہوا وہ اس
 سلف سے اپنے اس امام اہلسنت کے نسبت لعن نقل کرتے ہیں اور علامہ
 خطیب کا حکم کہ ابو حنیفہ دجال ہے اور خود پیر دستگیر غوث الاعظم عبدالقادر
 جیلانی کی شہادت نامہ کفر و کراہی اور جہنمی ہونے پر حصار اول ذوالفقار حیدر
 میں تفصیل لکھ چکا ہوں لہذا حاجت اعادہ نہیں صرف سقد رکھنا کافی ہے
 کہ امام صاحب کے قیاس و رائے کا اور شریعت نبوی کے تحریک تصدیق
 اس تعریف سے بخوبی ہوتی ہے کہ صاحب سیرۃ النعمان ^{۱۱۳} لکھتے ہیں بعض
 لوگوں کا خیال ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فقہ کی تدوین میں مدد ملنے
 رومیوں کے قانون سے بہت کچھ مدد ملی اور اس کے بہت سے مسائل

اپنی فقہ میں داخل کر لیے اس عبارت کو مولف نے تخریف میں ابو حنیفہ کے
 ذکر کیا ہے کہ مثل مقنین قوانین انگلند یہ انکا درجہ قائم کیا چنانچہ اسوجہ سے
 اس فقہ حنفی کو چار شخصوں کی رائے کا مجموعہ قرار دیا مگر آخر میں کہہ سمجھ
 بوجہ کہ اسکی تردید کرنے سے چاہے ہو اور بہت کچھ دماغ سوزی کی مگر کچھ
 بن نہ پڑا آخر میں اسکا اعتراف کیا کہ مینر روسن لائینن دیکھا جو موازنہ کرتا
 بہر کیف اس حجلہ سے امام غزالی کے اس جملہ کی بخوبی تصدیق ہوئے
 کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اولٹ دیا اور انتظام کو اس کے بدل دیا اور
 چونکہ شناخت کے لیے یہ قاعدہ ہی نہایت ہی خوب ہے کہ جس شخص کے
 حالت دریافت کرنا منظور ہو تو اس کے ساتھی کو دیکھنا چاہئے لہذا
 اس امام اہلسنت کے شاگرد ساتھی کا حال لکھنا بھی دلچسپی سے خالی نہوگا
 خصوصاً حال ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ جو بوقت احد صاحبہ بلقین
 تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی میں ابن المبارک سے جو مثل ابو یوسف وغیرہ کے
 تلامذہ ابو حنیفہ سے ہیں اور انہیں چند قفرون نے ملکر ابو حنیفہ کو امام بنایا
 اور فقیہ کہلوا یا نقل ہے کہ ہارون رشید خلیفہ ہوئے کے بعد اپنے باپ
 ممدی عباسی کی ایک لونڈی پر عاشق اور فریفتہ ہوا جب قصد ہم بستری
 کیا تو اس لونڈی کے کہا کہ تم تمہرے حرام ہیں کیونکہ تمہارے باپ کے
 تصرف میں آچکے ہیں ہارون نے ابو یوسف قاضی کو بلا بھیجا اور سلا
 بیان کیا ابو یوسف نے کہا اے امیر المؤمنین اس لونڈی کو کہنے کا
 کیا اختیار اور اس کے کلام کی تصدیق کرنے کی کیا ضرورت ہو ٹھا

جان کر اپنی کارروائی کروا بن المبارک کتھین ہم نہیں جانتے ان تینوں
 آدمی کے حال سے کسکا حال زیادہ قابل تعجب ہو آیا ہارون رشید کے
 حال سے تعجب کوین جسٹیز ہارون مسلمانوں کا ناحق خون کیا اور مال
 اونکا غصب کیا سپر ہی اپنے باپ کی حرمت کا خیال کر کے
 ابو یوسف سے فتوے لیا یا اس نوٹڈی کے حال پر تعجب کوین کہ
 بادشاہ روئے زمین اوسکا قصد کرتا ہے اور یہ گنہ گرتی ہے یا اس ابو
 یوسف کے حال سے تعجب کوین جو فقیہ روئے زمین ہے ہارون رشید
 کو فتوے دیا کہ اپنے باپ کی تہک حرمت کرے اور اپنی شہوت پوری
 کرے اور گناہ اوسکا میری گردن پر رکھے لنتے اور نیز اوسکی کتاب میں ہے
 کہ ایک روز ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ ہم ایک کنیز پر غلبہ
 چاہتے ہیں کہ قبل از تمامی عدہ اوس سے کار بر آرمی کوین کوئی حیلہ بتا
 پاس ہے ابو یوسف نے کہا ہاں اوس کنیز کو اپنے کسی لڑکے کو
 مہر کر دو بعد اوسکے نکاح کر لو اور ابن سحقی سے منقول ہے کہ ہارون رشید
 ایک سات ابو یوسف کو بلایا اوسنے حسب خواہ خلیفہ فتوح دیا ہارون رشید
 نے حکم دیا کہ لاکھ درہم انعام میں دیا جائے ابو یوسف نے عرض کیا
 کہ اگر امیر المؤمنین اس انعام کے ادا کا رہین تعجیل کریں تو بہتر ہے کہ قبل
 از طلوع آفتاب وصول ہو جائے خلیفہ نے تعجیل کا حکم دیا ملازمین
 خلیفہ نے عرض کیا کہ غرض انجی اپنے گھر ہی دروازے بند ہیں ابو یوسف
 نے کہا کہ ہمارے یہاں بھی تو دروازے بند تھے جب خلیفہ نے

بلایا دروازے کھل گئے اور شاہ و لے اندر سالہ انصاف میں بکھڑے ہو گئے۔
 ابو یوسف و محمد شاکر دان ابو حنیفہ عیدین میں بطریق بن عباس تکبیر کرتے
 تھے کیونکہ یارون رشید کو اپنی جد امجد کا طریقہ نہایت پسند تھا اس لئے بہر کیف
 ان شہادتوں سے دنیا طلبی ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کی نحو ہے
 ثابت ہوئی کہ انہوں نے اذہم و ذہن خلیفہ کے خوشامدین یہ لوگ یہ
 دین و ایمان کو برباد کرتے تھے افسوس کہ بوجہ اختصار زیادہ شرح و بسط
 نہیں کر سکتے صرف ترجمہ پر اختصار کیا جبکہ شوق تفصیل پر مجبور ہوں
 استقصا والا انجام و ضرورت حیدریہ ملاحظہ کرے بہر کیف نجومائے
 کجا بودم اکنون کجا ادمم در جافتم اما بحسب ادمم بعض وجوہ سے خارج
 از بحث چلا گیا کیونکہ مقصود یہاں شرح و قبح ابو حنیفہ ہے متعلق بفسخ حدیث
 پس ہر گاہ یہ بزرگوار شہادت ان ائمہ کبار کے معذوع و مجروح ہوں
 بلکہ یہ لقب جلالہ الاممہ ملقب ہوں اور بقول امام غزالی ائمہ سلف سے
 ان کے حق میں لعن و طعن منقول ہو تو انکی روایت کیونکہ قابل اعتبار ہو سکتی ہے
 خصوصاً در صورتیکہ مجھے بن معین کا عام حکم ہو کہ روایات ابو حنیفہ قابل
 نقل نہیں اور علامہ عبدالرؤف منادی صرف اسوجہ سے کہ ابو حنیفہ
 راوی ہیں حدیث کو باطل کر دیتے ہیں تو اس روایت کے موضوع
 اور مکذوب و باطل ہونے میں کس جاہل کو شک ہو سکتا ہے
 طرہ برآن یہ ہے کہ بعض علمائے اہل سنت نے روایات ابو حنیفہ کی تعداد
 پچاس یا کچھ اس سے زائد بتائی تھی مگر بعض محققین متاخرین بڑی جانچ

پرتال کے بعد ثابت کیا کہ کل شہر روایت کا افسے وجود پایا جاتا ہے
چنانچہ علامہ ابن خلدون جو متاخرین محققین سے ہیں اپنی تاریخ میں
یہ عمر دیوان المبتدئ اور الجرحین فرماتے ہیں فابو حنیفہ رحمہ تعالیٰ بلفظ
لے سبعة عشر حدیثاً و نحوہا یعنی کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ کی روایت میں
ہیں یا مثل اسکے جس سے معلوم ہوا کہ کل شہر روایتیں انہی منقول ہیں
خواہ وہ صحیح ہوں یا غیر صحیح بلکہ فی الواقع کل غیر صحیح ہیں کیونکہ شاہ
دے اللہ صاحب جو ابن خلدون بھی متاخر ہیں اپنی کتاب مسوے
شرح موطائین فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے بطور ثقافت کے روایت
نہیں ہوئی انتہی پس معلوم ہوا کہ کوی روایت انکی صحیح نہیں ہے
والحمد للہ جل جلالہ ایہا تک گفتگو اس روایت میں از روے سند ہی جس سے
ضعیف و داہی و موضوع و باطل ہونا اس روایت کا ثابت ہوا
اب ایک نظر اجمالی از راہ درایت بھی اس روایت پر کجاتی ہے جسکے
اصول کو بقول صاحب سیرۃ النعمان خود بد دولت نے قائم کیا پس اس
راہ سے بھی موضوعیت سے کہیں یہی ہے کیونکہ اولاً یہی امر خارج از عقل ہے
کہ جناب امیر ایسا اضر و اشجع بلا وجہ و بلا سبب اس عقد کو قبول فرمائیں
کہ اپنی دختر نیک ختر چار یا پنج سالہ کو عمر ایسے پر شخصت سالہ بد خلق و بد فطرت
مشکوٰۃ النسب سے بیاہ دین حالانکہ حسب وصیت رسول مقبول نسبت
سیدہ کرام کے چچا زاد بہائی محمد بن جعفر سے مقرر ہوا و ربا و صفیکہ خود
حضرت کارہ اور متفرعون اور تمامی خاندان از خود تا بزرگان از انھیں

ص ۳۲
کما نقل فی الخط
لصدیق حنغان
مطبوعہ نظامی

ص ۱۹
کما نقل فی عمارة المآ
لحجر سعید بناری

بلکہ خود دختر بھی عدم رضا اپنی ظاہر کرے اسپر بھی کجال جبر شد بد عقد فریاد
 کوئی عاقل منصف مزاج قبول نہیں کر سکتا غمان کیا ایسے امر کو جو بغرض
 محال یا بن جبر شد بد واقع ہو جیسا کہ روایات موضوعہ اہلسنت میں مذکور
 ہے اور کوئی دوسپر راضی نہو جناب امام علیہ السلام فضائل عظیمین
 بیان کرین وہ بھی بقابلہ ابو حنیفہ حبکو دعوائے شاگردی و اخلاص ہو
 کیونکہ یہ امر خود نہایت بدیہی ہے کہ جو بات کسی مجبوری کے عالم میں ہوتی
 اوس سے نہ کسی فضیلت پر استدلال کیا جاتا ہے نہ کسی عیب پر چہ
 جائیکہ خود امام ۱۲ ایسے امر سے استدلال فرماوین اور ابو حنیفہ ساکت
 ہو جائیں بلکہ اسی جملہ سے حضرت کو دوستانہ ارشاد شخین سے مانین اور
 اون روایات کو بھی نہ پیش کرین جس میں ناراضی جناب میر ۱۴ اور حضرت
 عقیل و عباس و جناب امام حسن و امام حسین ۴ مندرج ہے کما مر
 پس بد بدیہت عقل سلیم معلوم ہو کہ یہ روایت جیسے زروے سلسلہ
 موضوع و غلط ہے ویسے ہی افرادہ روایت محض غلط و بے بنیاد
 کو عملی صلیت نہیں ہے من سمجھتا ہوں کہ من ہوا خواہان خلیفہ دوم ابو حنیفہ
 کہ روایت کرنے کو صحابہ رسول سے جو بڑی جو بڑی موضوعات روایات
 سے ثابت کرنا چاہا کہ آخر وہ منین کے ہم آواز دن نے اس دعویٰ سے
 استغنا دیا اور غلط بنایا وہ منین لوگوں نے دیگر حدیثوں کی طرح بنا کر انکو
 کی طرف نسبت کر دی تاکہ عمر اور ابو حنیفہ دونوں کی خیر خواہی ہو جائے
 ورنہ حقیقت میں ابو حنیفہ اس روایت سے ویسے ہی بری ہیں جیسے

دوم اس خیال فاسد سے یہ صرف یاروں کے درمیان فی کارروائی ہے
 ازینجا است کہ میر روایات صحاح ستہ اہلسنت میں نہیں پائی جاتی بلکہ
 بلکہ صرف دارقطنی ایسے لوگوں نے اپنی کتابوں میں جو مجموعہ موضوعات
 وضعاف ہے نقل کیا جیسا کہ سابقہ قوم سواپس الیحدیث کہ اس روایت کے
 بطلان و موضوعیت میں دراتر روایت کو سی حالت مشطرہ باقی نہ رہا
 ساتوین روایت اوسرازالہ العینین میں محدث ابو صالح سے
 روایت ہے مضمون وہی ہے کہ عمر نے خواستگاری کی اور حدیث
 رسول بیان کی کہ ہر حسب نسب منقطع ہوگا برز قیامت مگر میر حسب
 و نسب جیسے عقد حضرت ام کلثوم ہو اب انکی حالت سننا چاہیے کہ ابوصالح
 کاتب لیث وہ ہیں کہ علامہ ذہبی نے میران الاعتدال میں فرماتے ہیں کہ
 کما صالح حرلی نے ابن معین اس کے توفیق کرتے ہیں اور میری نزدیک
 وہ مرتب کذب ہوتا تھا حدیث میں اور کہا انسانی نے کہ ثقہ نہیں ہے
 یحییٰ بن بکر میری نزدیک اولیٰ حسن ہے اور کہا ابن مدینی نے ہم
 او سے کچھ نہیں دیکھتے پس تعجب ہے کہ ایسے کا ذہن غمروثوقین کے
 روایت الہی کے سامنے پیش کر کے ایسے اعظم کائنات چاہتے ہیں
 آٹھویں روایت اوسرازالہ العینین میں ہے دارقطنی از حدیث لیث
 بن سعد از موسیٰ بن علی بن رماح مضمون واحد ہے لیث بن سعد کو
 جو راوی روایت میں امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں مجہولین سے
 شمار کیا ہے چنانچہ کہا کہ چودہ مقاموں میں صحیح مسلم کے روایت مجاہلین

حبیب کو ابو علی غسانی منقطع کہتے ہیں پہلے روایت تیمین ہے حدیث ابیہم
 کہ روایت کیا الیث بن سعد نے الخ اور ظاہر ہے کہ روایت مجہول کی کہے
 مستند نہیں ہو سکتی جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا نوین روایت اسے
 از العین میں ہے و مولف کتاب ذریعہ طاہرہ از عاصم بن عمر بن قتادہ
 روایت میں یالخ حالانکہ عاصم کے بار میں عام حکم ابن معین ہے کل عام
 فی الدنیا ضعیف جیسا کہ کتاب الضعفاء میں گمراہی میں ہے اور عبد الحق نے
 تضعیف اسکی علامہ سے بالخصوص نقل کی ہے کافی میزان الاعتدال
 و سنن روایت اوسے از الیث بن سعد دارقطنی از طریق ابن ہریرہ
 از حدیث شریک بن آدم و الخ راوی دال بن حمران یغنی سیل بن ابی
 خرم حمران ضعیف ہے کما فی التقریب راوی دوم شریک سے
 بارعین حلامہ ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں شریک بن عبد اللہ
 نخعی کو فی صحیح بن سعید سے اسکی لضعیف منقول ہے کما عبد الجبار
 کہ کہا مجھے صحیح بن سعید سے کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ خریک آخر عمر میں
 مختلط ہو گیا مجھے نے کہا ہمیشہ سے مختلط ہے ابن معین نے کہا شریک
 بن عبد اللہ بن سنان نخعی جدا و سکا قاتل حسین ۲۲ ہے ابن مبارک سے
 نقل ہے کہ کہا حدیث شریک لیس فیہ ہے اور جوز جانی نے کہا
 سے الحفظ مضطرب الحدیث مایل ہے انتہی اوسے مشکورین سے کیا
 علی بن مدینی نے کہی کہ روایت نہ کی شریک سے گیارہویں روایت
 زہری سے ہے تاریخ تمییز میں کہ پہلے عمر کا عقد ام کلثوم سے ہوا

۱۸۶
 میزان الاعتدال
 جلد اول

۳۱۲
 سنی مشکور
 مولوی عبدالحی

۲۸۴
 تاریخ حصن جلد ۲

علیہ السلام کی طرح نہ زہری وہ بزرگ ہیں کہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح
 نہج البلاغہ میں لکھا ہے مجملہ منہرین کے جناب میرے سے زہری ہے
 چنانچہ جریر بن عبد الحمید نے محمد بن شبیبہ سے روایت کیا کہ میں مسجد رسول
 میں تھا کہ دیکھا زہری اور عروہ بن زہر بیٹھے ہوئے جناب میرے کا تذکرہ
 کر رہے ہیں پس اون دونوں نے جناب میرے کو برا کھنا شروع کیا یہ خبر
 جناب امام زین العابدینؑ نے سنی تو تشریف لائے اور فرمایا اے
 عروہ میرے پدر بزرگوار! یعنی جناب میرے سے اور تیرے باپ زہر سے
 خدا کے بیان محال کہ ہوا خدا نے میرے جد امجد کے مطابق خصیہ کیا
 اور تو اے زہری اگر مکہ معظمہ میں ہوتا تو جناب میرے کی عظمت جلالت
 و کمالات انتہی واضح رہے کہ ابن ابی الحدید کو معتزلی ہے اور اہلسنت
 بمقابلہ شیعہ معتزلہ کے نام سے فوراً اوایلا کرنے لگتے ہیں مگر یہ معتزلی وہ شخص ہے
 کہ فاضل فضل بن روز بہان صاحب ابطال الباطل اس کے کلام سے
 استدلال کرتے ہیں بلکہ قرین ابن جوزی ذکر کرتے ہیں تاہم انحراف زہری جناب
 سے خود استیعاب بن عبد البر کی سوجھی ظاہر ہے کیونکہ ذکر زید بن حارثہ میں
 لکھتے ہیں کہ کما زہری نے ہم جہانک جانتے ہیں زید بن حارثہ کے پہلے
 کوئی سلام نہ لایا کما عبد الرزاق نے سوائے زہری کے اور کسی نے
 بیان نہیں کیا ہے انتہی پس اس سے ہی انحراف زہری کا جناب
 علیہ السلام سے بخوبی ثابت ہوا کیونکہ یا صغیر کہ جناب میرے کا سابق السلام
 ہوتا اس درجہ مشہور و معروف و متواتر ہے کہ سب واقف ہیں محض

بغیر من خواہے عوام ایسا بیان کیا کہ سب سر پہلے زید بن حارثہ سلام
 لائی پس اگر ایسے معاندین جناب میرے سے روایت کر کے اثبات اس
 حقد کا کیا جائے تو سرسری عجیب ہی بابائے زہری بتصریح امام ذہبی مثلاً
 تدلیس تھا کہ روایت ہوا اور کی نسبت گوین دوسرے کی طرف جسکی مذمت
 سابقانہ کو رہی پس جب بلا سبب ان لوگوں کی تدلیس کا رگڑ ہوتی ہے
 تو حمان شترانہ ہو گا کہ یکدم کلثوم کے واقعات کو دوسری ام کلثوم
 کی طرف منسوب گوین تو کیونکر یہ تدلیس پر تبلیس نہ کارگر ہوگی اور سچ عین حق
 جنکو مولوی حیدر علی محقق دہلوی کہتے ہیں اور وہ حضرت بڑی پردہ دار
 بعض جگہ مجبوری اپنی روایت کو معائب کو ظاہر کرتے ہیں اسرار الحال
 مشکوٰۃ میں جو تخریج کرتے ہیں وہ بھی اس زہری کی ضلالت و خیران کے
 لئے کافی ہے کیونکہ شخص صاحب موصوف فرماتے ہیں زہری بن شہاب
 صحبت مراد یعنی خلفائے بنی امیہ میں مبتلا ہوا اقران او سکے جو عباد
 و زہاد سے تھے معترض ہوتے تھے اور اس شکت کو اسکی قبیح جانچ
 زہری جواب دے نکلے کہتا کہ میں اونکے امر خیر میں شریک ہوں نہ امور شرک
 وہ لوگ جواب دے سکے کہ تھے کہ یہ تو ضرور بتاؤ کہ او نکلے فسق و فجور کو
 اور خاموش رہتا ہے کہہ اعتراض نہیں کرنا اس میں بعبرہ سال کا
 کے انتہے پس جو شخص بطمع دنیا شریک فسق و فجور خلفائے بنی امیہ
 اسنے اگر اونکی خوشامدین یہ رعایت تبدلیس پر تبلیس وضع کی ہو تو
 جاے تعجب ہو کیونکہ سابقانہ دینی امیہ کا دربارہ صوبہ و شہر

اور اہتمام اور نکاح ایسی احادیث کے بنو نہیں جس سے توہینِ حضرت
 کی ہو اور خوشامد پرستی علماء اہلسنت کی کہ بوترون کے واسطے
 رسول پر ہمت لگا دی ہو مذکور ہو ہی پس خود صحبت خلفاء بنی امیہ
 اسکے لئے کافی تھی چہ جائیکہ خود ہی تنابر دشمن ہو کہ عیاذ باللہ حضرت کو
 دشنام دے اور برخلاف جماعی فریقین صرف بغرض کسر شان علوی
 زید بن حارثہ کو سب سے سابق الا سلام بناوے بہر کیف بوجہ اختصار
 روایتوں پر اختصار کرتے ہیں جنکو مولوی حمید علی سے عالم بقہامام ^{متکلم}
 اہلسنت نے انتخاب کر کے لکھا ہے بقیہ دو چار روایتیں واپس از الہ الغین
 کی درصواعقِ محرقہ وغیرہ کی جنگی حالتیں مع قدحِ رداۃ و صرحِ حرجین ^{روایات}
 اصل کتاب جلد ہفتم ذوالفقار حمید رین بشرح و بسط تمام مرقوم ہے
 ذکر اور نکاح سبب تطویل سمجھ کر بیان حذف کیا اگر پروردگار عالم فرمادے
 اور حیاتِ مستقار نے وفا کی اور مومنین بالیقین نے توجہ فرمائی تو غنیمت
 انشاء اللہ اصل کتاب حلیہ طبع سے مجمل ہو کر ملاحظہ مومنین میں درآئیگی
 والایفعال اللہ ما شیعہ و حکیم مایہ افسوس صد افسوس کہ حضرات
 اہلسنت ایسے روایات موضوعہ سے جنگی گروہی ضعیف کا ذوق ضائع
 مٹری ٹیس بٹے دجال بلکہ خرد جال ہیں اثبات ایسے اعظم کا باہترین
 دشمنان و مخالفین اہلسنت ظاہر ہیں ہوا نوا بان و خادمانِ خلیفہ دوم
 تو روایت کرتے ہی تھے تو بہت بد بختارسیہ کہ قاتلانِ حنا بد ^{معد}
 مظلوم کر بلا روحی لہ الفد کے اولاد سی ہی نہیں بادہ میں مدامت کوڑے لگے

جنہو نے اہلسنت نبی کی خون ریزی کی پہراونکویا اونکی اولاد کو آبروریزی
 اہلسنت میں کیا خدرمچوگاناظرین بااضافہ راخوکرین کہ ان راویوں کے
 روایتیں کہی ہیں سند ہو سکتی ہیں ایسے ایسے واضعین و کا ذہین و
 متفرین بلکہ دجالوں کی روایتوں پر کوی بھی اعتماد کر سکتا ہے کیا غضب
 کہ ذری ذری باتوں پر تو روایتوں کی ہیانت تک قرح کیجا ہی کہ چونکہ ان
 راوی ہے لائق اعتبار نہیں اور ان روایات عقیدے کے بار میں تحقیق و تفتیش
 ذرا کام ہی نہیں لیا جاتا یہ نیا ظلم ہے بدعتین خلفاء و صحابہ خصوصاً بی بی
 عائشہ کا احداث ایسا قطعی و یقینی کہ خود بی بی عائشہ نے کہا مجھ کو روضہ
 رسول میں نہ دفن کرو کیونکہ میں نے بعد آنحضرت احداث کیا اس پر بے
 بدعتین اونکی جب کتب صحیحہ اہلسنت سے دکھائی جاتی ہیں تو قرح و صرح
 رواۃ کی بدولت غلط بناتے ہیں مگر ان روایات و اہیہ و موضوعہ میں
 تا مل نہیں کرتے دیکھئے خود شاہ صاحب تحفہ میں جو ان طعن بی بی
 عائشہ پر بیان کرتی ہیں کہ عائشہ نے ایک بی بی لونڈی یا لیا لاک لڑکی
 کو خوب آراستہ و پیراستہ کر کے کہا کہ شاید اسکی بدولت بعض جوانان
 کو شکار کریں اور ہنسنا سنیں اتنے حالانکہ یہ طعن شیون کی کتابوں میں نہیں
 پایا جاتا شاید شاہ صاحب نے اوچ کی لی ہو کہ جن امروں کو شیون میں بھی لکھا
 اونکا ہی جواب میں بہر کیف اسکی جواب میں شاہ صاحب فرماتے ہیں جو
 این طعن السنہ کہ اول میں روایت بخیر و صحیح است زیرا کہ خبر راو کیع
 بن الحارث عن عمار بن العمران عن امروۃ عن عن عائشہ آوروہ ست عمار

منہ
 شکار بن جائے

بن عمران مجهول الحال است و امر تو من منہر مجهول الاست و المسی است فلا یصح
 الاحتجاج بہما و باز درین روایت جعفر است کہ محتمل رسالہ انقطع باین قسم
 روایات بے سر و سر در مطاعن اہمات المومنین تمسک حبتین شان مؤمنین است
 دوم جائے طعن نیست زیرا کہ طلب کفو کریم ہمارے دختر خانہ پروردہ خود چہ
 عیب دار پس جائے تعجب ہے کہ راوی کہ صرف مجهول الحال ہونیکے سبب سے
 تو یہ روایت باطل ہو جائے استدلال نہ درست ہے حالانکہ سیکردن بلکہ
 ہزاروں مجهول الحال کی روایتیں کتب صحاح وغیرہ میں بہری پڑی ہیں
 اور ان روایات عقد کے جو رواۃ مجهول الحال کذاب جال و ضلع
 منقری ہیں او سپر ہی اس روایت کے صحت میں کوئی خلل نہ پڑے اور
 استدلال اس سے باطل نہ ہو اور روایت کا بطریق جعفر ہونا کہ عن فلان عن
 بیان قاصح کیا جاتا ہے حالانکہ صحاح کی اکثر روایتیں ہی یوہن ہیں
 اور روایات عقد بطور جعفر ہیں یہ قدح نہ کارگر ہو سراسر عجیب ہے
 و لیکن اصحابہ کی کل روایتیں اس مادہ میں یوہن وارد ہیں عن عمر عن محمد بن
 الخ عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ الخ من طریق ابن اسحق
 عن الحسن بن علی الخ ابن سعد عن انس بن عیاض عن جعفر عن محمد بن سہ
 الخ و اہم کیا خوب اضافہ ہست ہے کہ سہان جو چاہا یا بنا لیا خیر بیان تو
 مطاعن بی بی عایشہ کا واسطہ تھا اب سنو کہ فضائل جناب میرے جو باتر
 ائمہ دین اہل سنت کیسی تھیں اور متواتر ہیں و میں یہ کوشش کیا تھی
 کہ خود اپنے ہی بیان کی روایات میں کسی راوی کو ضعیف یا شیعہ نہ

اصل روایت کو باطل کرین جیسا کہ حدیث ان علیاً منی وانا من علی
 وھو وکل مومن بعدی میں شاہ صاحب فرماتے ہیں نجدیث باطل است
 زیرا کہ در اسناد او ارجح واقع شدہ و او شیخے سہمت متعمد در روایت نمود و جمہور را
 تضعیف کردہ اند پس نجدیث و احتجاج متواتر و غیرہ و غیرہ سبکی رد مجلدات عبقات
 الانوار میں موجود ہے پس اس سرسیرت ہے کہ ایسی روایات متواترہ قطعاً
 ایک راوی کے ضعیف یا شیعہ ہونے کی بدولت باطل ہو جائیں حالانکہ بکثرت
 طرق اس روایت کے اس عیب سے خالی ہیں اور یہ الزام ہی غلط ہے جیسا
 کہ جلد ثالث عبقات الانوار خاص اس حدیث کو لیے تصنیف ہوئے
 اور ان روایات موضوعہ و کاذبہ میں روات و جال کذاب ضاع مفتر علی خلیفہ
 دوم اولاد قاتل امام حسین سے ہیں ایک نظر سرسری بھی نہیں ڈالی جاتے
 کہ روات اس قصہ کے کیسے ہیں نہ اصل واقعہ پر جو رکھا جاتا ہے کہ سبط
 یہ اموی جو ان روایات میں مذکور ہیں ممکن الوقوع ہیں یا نہیں بھر کیف ان
 روایات کے حالات سے بخوبی معلوم ہوا کہ انکی رواستیں بالکل موضوع ہیں
 اور اصل قصہ باطل ہے کیونکہ یہ بات تو بہیات اولیہ سے ہے کہ توثیق حدیث
 موقوف توثیق رجال پر ہے کما قال المولوی بشیر و سلمہ المولوی عبدالحی
 السعفی مشکوٰۃ پس الحمد للہ کہ یہ روایات بلکہ کل روایات اس قصہ کے غلط و بے بنیاد
 ہوئی کیونکہ جب صرف ایک صاحب ہدایہ کے خطا سے بیحد پس عالم نے
 انکی متابعت کی و بقول فاضل رشید خامی شریعے تو حبان انہ و جال
 و کذاب اغوا و اضلال کو لڑ کر حیا ہوں اور مجاہدین عمر و عثمان متابعت کو تو کیوں

نہ سب حاطی وصال موصول بنائے جائیں گے حالانکہ بلا اس مرجع و مرجع کے
 بھی یہ روایتیں عقلاً باطل نہیں چہ جائیکہ بلا سند نہیں اور روایت بلا سند
 بقول شاہ صاحب قابل اعتبار نہیں بلکہ شہرت و شہرت میں فائدہ نہیں فہم الحمد للہ
 بحث از دعویٰ اہلسنت و شہرت تو اتر لیں قصہ
 ہلکا و محلا و حسن توفیقہ بطلان اور موضوعیت ان روایات کی اجمالاً تفصیلاً
 بخوبی ثابت ہو چکی تو اب ہلکو کو سی ضرورت انکو دعویٰ شہرت و تو اتر
 بحث کرنے کے نہیں رہی کیونکہ شہرت تو اتر انہیں روایات موضوعہ کے مجموعہ
 کا نام ہے نہ یہ کہ کسی خاص جانور پر ہیں جب اصل روایات موضوعہ و
 غلط و باطل ہوئے تو ان کے مجموعہ کے موضوع و باطل ہونے میں کیا
 عذر رہا چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں و اگر احیاناً خبر سے انخاب
 ایشان بروایت جمعی وارد شد بیک لفظ یا لفظاً متقاربہ نیست اختلاف
 الفاظ و اضطراب آن بہ نہی می آید کہ جمع و تطبیق دشوار سے افتد و قدود
 رواۃ چون باین رنگ باشند کہ ہر یک در قصہ واحد خیرے روایت کنند کہ خا
 دیکر باشند قادیح صحت خیریش و نہ فیہ شہرت سنتے مگر بنظر فریادتگیں خاطر
 مخالفین اجمالاً اس سے بھی بحث کی جاتی ہے پس واضح ہو کہ اولاً نفس وقوع
 عقد کے بار میں کوئی روایت بھی صحیح نہیں چہ جائیکہ مشہور و متواتر ہو گی ان
 در بارہ وفات ام کلثوم وزید بن عمر کے شاہ صاحب در مولوی حیدر علی
 نے دعویٰ ترازی کیا ہے چنانچہ عبارت شاہ صاحب یہی کہ درینجا خود
 بالقطع و التواتر ثابت است کہ زید بن عمر لطن ان سیدہ بوجہ وجود آمد و اور

عمر بنام برادر خود زید بن الخطاب کے درختک سیکھ کذاب شہید شدہ ہوئے مسکے کو
 وزید بن عمر جو ان شہر و بست سال عمر یافت درخانہ خلیفہ کہ فیما بین
 بنی عدی واقع شدہ بود شب ہنگام پر اسے اصلاح از خانہ خود درآمدہ
 از دست کسی در آن حصص بیض سنہ شد و مادر مطر او نیز همان روز بخت
 در گذشتہ بود و جنازہ را بکوفت حاضر نمودند حضرت امام حسین ع عبد
 بن عمر نماز جنازہ خواندہ دفن کردند سنہ اور مولوی حیدر علی نے بھی اسے
 اصرار پر دعویٰ قوا ترک کیا ہے کہ وفات حضرت ام کلثوم و فرزند اور زید بن عمر
 در ایام خلافت معاویہ بن ابی سفیان رودادہ در وقت واحد ہوا نہ تھیں
 اہل حق ہمیں امر تصریح کردہ اند و از قبیل متواترات شمر دہی و تردد کے
 درین باب بخاطر خود راہ ندادہ اند جس سے معلوم ہوا کہ اصل دعویٰ
 قوا تر وفات ام کلثوم و زید بن عمر پر ہے بلفظ وقوع پر جسکے باہین
 روایتیں مذکور ہوئیں گو بطریق لزوم و دعویٰ کر سکتے ہیں کہ جب وفات
 مان بیٹے کے دعویٰ قوا تر ہوا تو عقد پر بھی ضروری ہوا لیکن اصل دعویٰ
 اسی وفات سے متعلق ہے شاہ صاحب نے سندین اس دعویٰ کے
 حاشیہ پر عبارت نہایت الارب نقل کی ہے اور مولوی صاحب نے اصف
 قطویل لا طائل کوئی سندین دی ہوا ہے اسکے کہ عبارت اصابہ
 منقولہ مولوی صاحب میں مرقوم ہے ان ابن عمر صلی علیہم کلثوم و ہنا
 زید الخ اور عبارت اسد الغابہ سے یہ نقل کیا ہے و توفیت ام کلثوم
 و ابنہا زید فی وقت واحد الخ پس محصل ان سندین کا یہی ہے کہ ام کلثوم

وزید نے ساتھ وفات کیا امام حسن علیہ السلام حسین علیہ السلام بن ابی طالب
 یا ابوہریرہ یا عبد اللہ بن عمر یا سعید بن عاص نے نماز جنازہ پڑھا جن میں
 اسکو صحیح سے تعبیر کریں یا متواتر بتائیں یا مشہور کہیں بہکویت
 سے اس واقعہ کے مطلقا گفتگو نہیں بلکہ اس سے حضرت ام کلثوم بنت
 جناب میر کی سی طرح تعین نہیں ہو سکتے کیونکہ اصل روایات میں میر
 نام ام کلثوم وزید وارد ہے جس سے نہ بالخصوص ام کلثوم بنت علی
 کے تعین ہو سکتی ہے نہ زید کا پس عمر ہونا اور سابقا ہم ثابت کر چکے ہیں
 کہ خلیفہ دوم کی زوجہ کا نام ام کلثوم تھا ایک ام کلثوم بنت جرجول
 خراعی جو ایام جاہلیت سے انکی زوجیت میں رہی اور اس سے زید
 بن عمر پیدا ہوا دوسرے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے
 بمقام حدیبیہ عقد کیا اور بروایات متواترہ فریقین یہ بھی یقیناً اور حتمائاً ثابت
 ہو چکا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب میر اپنے بہائی امام حسن
 کے ساتھ شریک معرکہ کربلا رہیں بلکہ اس کے بعد بھی زندہ رہیں جس سے
 بیدیتیہ عقلیہ معلوم ہوا کہ زید کے ساتھ ان حضرت ام کلثوم علیہ السلام نے بعد
 معاویہ بنی و وفات کی جو تا معرکہ کربلا زندہ رہیں بلکہ وہ ام کلثوم بنت جرجول
 خراعیہ زوجہ عمر مار زید تھی رواۃ نے بتدلیس تبلیس بیان کیا اور علما
 بوجہ اشتراک نام ایک ام کلثوم کا قصہ دوسری ام کلثوم کی طرف منسوب
 کر دیا جیسا کہ سابقا بطرح تمام مع نظائر مذکور ہوا اصل قصہ وفات
 ام کلثوم وزید کے متواتر یا صحیح اسناد یا منقول ہونے سے ہم حذکر ہو

تقریف مشہور اور مشہور اول فقہ کی کتابوں میں بیان ہوئی ہے اور حشر رابط
مقرر ہوئے ہیں کی طرح بیان نہیں پائے جاتے بلکہ بحث نہیں ہے کیونکہ
مقصود ہمارا تحقیق اصل عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام سے اور اوست
زید کا پیدا ہونا اور ساتھ مرزا ہی جو بخونی باطل ہوا اور یقیناً ثابت ہوا کہ نہ ان کا عقد
عمر سے ہوا نہ مادر زید ہو مین نہ ساتھ مرین حالانکہ بغرض محال اگر اہلسنت اسکے
مدعی ہی ہوں اور مشہورست رارین تب بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ خود امام غزالی
رازی ہانک پکار کر کہتے ہیں کہ میں یا نہرا راوی کے اتفاق کر لینے سے
کسی امر پر نہ تو اتروا قعی حاصل ہوتا ہے نہ تو اثر معنوی کیونکہ عرف میں
ہرگز مستبعد نہیں ہے کہ بیش آدمی کسی دروغ واقعہ پر اتفاق کر لیں بعد از
مختلفہ بیان کوین اور تصدیق اس دعوے کی عبداللہ بن ربیع کے
حرکت سے بخونی ظاہر ہے جیسا کہ روضۃ الاحباب میں ہے چونکہ
ہر آدمی عباد میں زہر چاہہ مرزا راسکان انوضع نزد عایشہ اور دنا کو اسے
وا دند کلامیں آب حواب نیست و شکر از آب حواب در اول شب
گذشت و گویند کہ این گواہی اول شہادت دروغ بود کہ در اسلام بوقوع
ہو سنت پس جب میں یا نہرا آدمیوں کا دروغ واقعہ پر اتفاق کرنا ممکن ہو
اور عمد صحابہ کبار میں جسکو خیر القرون کہتے ہیں بلکہ خود صحابہ کبار و ربوع
ام المؤمنین اس امر شیع کے مرتکب ہوں کہ خفیف خفیف امر پر پچاس
پچاس آدمی جھوٹی گواہی دیں تو دو چار یا دسٹ یا پنج راویوں کا اتفاق
کر لینا اس دروغ واقعہ پر کیونکہ موجب تعجب ہو سکتا ہے دیکھئے

ص ۲۵۹
کا نقل نے ذوالرحمت
شرح مسلم الشوت
وقد نقل فی حقائق الانوار
ص ۱۱۳۵

اہلبیت طاہرین علیہم السلام کا انکار کرنا جو از قیاس سے ماوراء کو
 مجاز بنانا ہے اجماع علماء امامیہ و اتفاق علماء اہلسنت و ہدایت
 مشہور و متواتر ہے کہ علامہ عبیدی قائل ہیں کہ حق یہ ہے کہ اہلبیت
 کا مثل باقر و صادق کے انکار کرنا قیاس سے و بسا ہر مشہور و
 جلیسا کہ ابو حنیفہ و شافعی و مالک سے قول بوجوب عمل بر قیاس مشہور ہے
 انتہی اور خود مخالفت ان حضرات کی ابو حنیفہ کے قیاس حیاتہ الجہون
 اور تاریخ ابن حلیکان اور تاریخ یا فعی وغیرہ میں بھی مذکور ہے اور اصل
 حدیث معاذ جب کو جو قیاس کی سند قرار دیتے ہیں ایسی غلط و باطل ہے
 کہ خود علامہ سیوطی مرقاۃ مصود شرح سنن ابی داؤد میں جو زقانی سے
 ناقل ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے لو کہ سنعہ سے نقل کرتے ہیں منہ میں
 صفار و کبار میں اس حدیث کو تفحص و تلاش کیا اور بن اہل علم سے ملاقات
 ہوئی ان سے بھی دریافت کیا مگر جو اس طریق کے لغو جس میں حارث بن
 عمر داخل ہے دوسرے طریق سے یہ روایت نہیں پائی جاتی اور یہ
 حارث بن عمر و مجمل ہے اور اصحاب معاذ شہر جس کے بی معروف
 نہیں ہیں اور ایسی سند پر اصول شریعت میں عتہ نہیں ہو سکتا اگر
 کوئی کہے تمامی فقہانے اس روایت کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور
 اوپر اعتماد کیا ہے تو کہا جائیگا اس روایت کا یہی طریق ہے اور متاخرین متقدمین
 کلا میں تقلید کی اگر اس طریق روایت کو سواد دوسرے طریق سے کوئی روایت
 قابل قبول اہل نقل نہیں کرے تو ہم اس کے قول کی طرف رجوع کر سینگے مگر یہ

مردن انکان میں نہیں ہے البتہ اتنے جس سے معلوم ہوا کہ خود ثابت
 کو بیان ہی کوئی حدیث قابل اعتماد دربارہ قیاس نہیں ہے اور خود
 فاضل رشیدی بھی استہمار انکار اہلبیت اطہار کے مقررین چنانچہ شوکت عظیم
 میں آتے ہیں استہمار انکار بر قیاس و منع آن اراۃ اطہار در حق قدامت
 شیعہ مسلم ہے میرا کہ در اکثر عامے بود نراخ با انیمہ لطلان واقعی و ایت
 قیاس و اثبات بہ استہمار انکار اہلبیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام میں
 الغفار فاضل ملتانی اپنی تنبیہ السفیہ میں بہ نسبت اسکے کہتے ہیں خیر بایں
 کہ کذابین و ضاعین مشہر میسازند و در حقیقت صلے ندارد و بجز داشتہم احتجاج
 نتوان کرواں تہ و تفصیلہ فی المجلد الاول من ستقصاۃ الانعام جنس
 واقعی ہو مشہور و متواتر میں یہ احکام انکے نافذ ہوں تو یہ معلوم کہ ہم لوگ
 اہل حق ان روایات موضوعہ و داہمیہ عقد کے بار میں جسکی حالت مذکور ہو
 بشرط تسلیم شہرت بطور واقعی کیوں نہ کیسے کہ خیر یاست کہ کذابین ضاعین
 مشہر میسازند و در حقیقت صلے ندارد پس بجز داشتہم احتجاج نتوان کرد
 سبحان اللہ نسبت بشیون کی جناب امیر عزا و اہلبیت اطہار علیہم السلام
 کی طرف کسر درجہ یقینی اور متواتر ہے کہ خود حضرات اہلسنت ہی بالاتفاق کہیں
 حتم کہ اسی جرم پر شیعہ مورد طعن ہوتے ہیں جیسا کہ کلام عصمدی و دوا
 و مولوی عبدالحلیم سابقاً مذکور ہوا انیمہ صاحب رجوم الشیاطین اس
 تواتر کو مفید علم طبعی نہیں جاسے نہ چنانچہ کہتے ہیں انچین تواتر کہ منحصر در جا
 خاص یا شد بغرض من الاغراض ہرگز مفید علم طبعی نیست چہ جائیکہ

از بدہیات باشد و جوابہ فی معین الصداقین پس جب اسے اپنے
 اعتراض کے لیے جھوٹہ اور غلط امر پر تو اتر کر آیا اور اسکو مشہور کرنا ممکن نہ
 تو اگر بغرض محال یہ روایات عقد اہلسنت کے نزدیک ایسا ہی مشہور
 و متواتر ہوں جیسا کہ انتساب شیعہ اہلبیت کی طرف یقیناً و واقعاً مشہور
 تو بھی بوجہ انحصار اسکی جماعت کا ذہین غافل و درین خائنین آئینہ بین بغیر
 من الاغراض مفید علم قطعی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ شہرت اسکی عشرہ عشرہ شہرت
 لشجہ کرابر ہی نہو چنانچہ فی الواقع ایسا ہی ہے پس صاحبان عقل و ادراک اسیر لغویات
 اور ضرغرات کو کیونکر قبول کر سکتے ہیں پس محدث کہ بتقریر وافی و کافی ان روایات کا بشر
 تسلیم شہرت بھی غیر مفید علم ہونا ثابت ہوا اگر بنا بر احتمال دل اشتباہ رواۃ اور خطا
 علماء کو قایل ہوں تو یہی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ اسباب اشتباہ و دلائل و ترا
 و شواہد و نظائر اسکی سابقہ مذکور ہو کر بڑے بڑے علماء مجتہدین چہ فقہاء چہ محدثین چہ مؤرخین
 و جہ متکلمین سیکڑوں اغلط میں ایسا مبتلا ہو کر اپنی دہوکہ منگی بد روایات سمجھ کر باطل و
 چنانچہ قصہ فاتامہ و رمان و رنبت متعطف امام مالک کے ادا اعتماد کرنا تمام فقہاء کا
 روایت باطل جو از قیاس پر سابقہ مذکور رہا پس بعض فقہا کا ان
 روایات موت ام کلثوم و زید بن عمر سے جناب ام کلثوم علیہا السلام
 کو سمجھ لینا اور سارے واقعی کو ادھر منسوب کر کے ناسی قبیل سے ہوگا
 اور اگر بنا بر احتمال ان فی وضعیت روایات اور وضاعی رواۃ کو قایل ہو
 تو یہی عدم وقوع عقد مسلم ہوگا چنانچہ دلائل و شواہد و نظائر اسکی
 اوسا حوالہ شہرت و متواتر ہی مذکور ہوئے جس سے بطور یقین

ثابت ہوا کہ یہ قصہ عقد حضرت ام کلثوم علیہ السلام کا محض غلط اور موضوع
 اور باطل اور قسطنطنیہ کا فتنہ ہے نہ خلیفہ نے خطبہ کیا نہ عقد ہوا نہ رید پیدا
 نہ بعد معاویہ وفات کیا وغیرہ وغیرہ واضح اول یہ اصل خطہ ام کلثوم
 بنت ابوبکر کے قصہ کو کچھ تبدیل و تغیر کر کے بعض صلح خرافات خلیفہ
 حضرت ام کلثوم علیہا السلام کی طرف منسوب کیا مابعد والی راویوں اور
 عاملوں نے بالعمد یا بلا عمد زید و ام کلثوم کے اصلی حالات کو ادھر منسوب
 کر دیا اور متاخرین نے اسے متقدمین کی تقلید کر لی تحقیق امر واقع
 نہ کی ازینجا ست کہ حالات صدر اول کے عور کرے سے کوئی نشان
 اور اصلیت اس قصہ کی مطلقاً معلوم نہیں ہوتی بلکہ خلاف اسکے
 ثابت ہوتا ہے چنانچہ بعض حالات کی طرف اجمالاً اشارہ کیا جاتا ہے
 اول یہ کہ جب خلیفہ دوم پرا بولول کا دارکاری لگا تو عبد اللہ بن عباس سے
 کہا کہ کیا یہ امر تم لوگوں کے مشورہ سے تھا بن عباس نے انکار کیا جس سے
 معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب بنی ہاشم کو سیطر سے اپنا دشمن سمجھتے تھے
 پس اگر یہ نکاح ہوا موتا تو سیطر خلیفہ صاحب بنی ہاشم کی محبت لگا
 نہ ایسا خیال دوڑانے دوسرے یہ کہ جب خلیفہ دوم نے وقت موت
 اضطراب قلق و چینی شروع کی تو بروایت بخاری وغیرہ حضرت ابن عباس
 نے یوں تسکین دینا شروع کیا کہ تم صحبت رسول میں رہو اور حضرت
 راضی گئے ابوبکر سے محبت رہی وہ بھی راضی گئے اور لوگوں کے
 ساتھ ہی اچھے سلوک کرتے رہے یہ کیوں منع کرے ہوا دوسرے خلیفہ نے

ص ۲۱۲
 از آلہ انکھا

کہا کہ جو کچھ ہو خوف و الم ہے وہ سب بدولت ہمارے اور ہمارے
 اصحاب کے ہے انتہی اس طرح اور لوگوں کے فہمائشیں بھی مرقوم ہیں
 مگر یہ کہیں نہ کہا کہ اگرچہ خزع و فزع کرتے ہو کہ ان سب فضائل و مناقب
 و صحبت نبوی کے ساتھ رسول سے تلو ایسی قرابت قریبہ اور ایسا وسیلہ
 حاصل ہے کہ خود حضرت فرمایا سب حسب نسب بروز قیامت
 منقطع ہونگے مگر سب حسب نسب جسکو بقول اہلسنت خلیفہ نے اپنی نجات
 کے لیے اس درجہ کا عروۃ الوثقیہ جانا کہ بمقابلہ اسکے تمامی فضائل
 و مناقب کو ہیچ و پوچ سمجھا پس اگر کچھ بھی اس واقعہ کے اصلیت ہو
 تو ممکن نہ تھا کہ صحابہ ایسے بزرگ فضیلت کو وقت تسکین خزع و فزع
 خلیفہ پیش کرتے اور اس لغت عظمیٰ سے اونکی تسلی و تشفی نہ کرتے
 کیونکہ کوئی عاقل بین یا ینکنا کہ جس فضیلت کو خلیفہ صاحب عظمت
 سمجھیں صحابہ کبار اسکو عدل خلیفہ و صحبت رسول و صحبت ابوبکر کے
 برابر بھی نہ جانیں کہ ایسے وقت نازک میں اسکا اظہار کرتے حالانکہ
 عقلاً و نقلاً مسلم ہے کہ ایسے جانکاہ وقت میں کہ مومنین کو حمت
 خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے اور فراق اور فجار کو غضب جبار و قہار کا
 سامنا پس ایسی حالت میں قاعدہ مقررہ ہے کہ وہ باتیں تسکین
 ذکر کرتے جس سے نہایت درجہ کا اطمینان اور پوری تسکین حاصل ہوا
 پہلے سرے کے فضائل و بزرگیاں بیان کرتے ہیں کہ دل قوی
 اور مسرور و خوش رہے چنانچہ یکے بنا پر مرقوم اہلسنت نے بیان کیا

کو وقت موت حضرت ابن عباسؓ کے فضائل و مناقب سے تسلی
 اور تشفی دی جو انتہا درجہ کے فضائل سے انکو تھے چنانچہ صحیح بخاری سے
 غتر الکلاسمین منقول ہے کہ قبل موت عائشہؓ ابن عباسؓ آئے اور حیرت
 مزاج پوچھی کہ بعد کما تم بخیر ہوا انشاء اللہ کیونکہ زوجہ رسولؐ ہوا اور سوا
 ہمارے کسی بابرہ سے رسولؐ نے نکاح نہیں کیا اور تمہارا عذر آسمان
 نازل ہوا الخ اور ظاہر ہے کہ یہ اوصاف فضائل عالیہ نبیؐ بی عائشہؓ
 مذکور ہوتے ہیں اور ایسا کوئی وصف و نین نہ تھا پس اگر خلیفہ کا عقد ہوا
 ہوتا تو اس وقت یہ امر ہی دن کلمات تشفی سات میں پیش کرتے جس سے
 بڑھ کر کوئی فضیلت نہ تھی حالانکہ کسی نے بجز صحبت رسولؐ و ابوبکرؓ
 جو نہماے فضیلت خلیفہ میں مذکور ہوتے ہیں اس امر کو نہ بیان کیا
 جس سے معلوم ہوا کہ اسکی کچھ اصیلت نہیں ہے ورنہ ایسے وقت نازک
 میں ضرور ذکر کرتے بلکہ یہ کہ بجواب بن عباس خلیفہ صاحب یہ
 نہ فرماتے کہ میری بیچینی و اضطراب سب تمہاری بدولت اور تمہارے
 اصحاب کے سبب سے ہے کیونکہ جب سدرجہ محبت و موافقت تھی تو
 اہلسنت تو پہرانے سبب سے خوف غذاب کیون ہوتا جو کما قسم سچا
 اگر تھامی روئے زمین طلا ہو جاتا تو قبل مشاہدہ عذاب خدا و سکو قصد
 کرتا چوتھی یہ کہ اگر واقعی یہ عقد ہوا ہوتا تو کچھ تو خلیفہ صاحب جناب امیر
 کی خلافت میں سعی کرتے جیسا کہ عبدالرحمن بن عوفؓ نے عثمانؓ کے
 لیے سعی کی لا اقل صرمان کی تو سعی نہ کی ہوتی جیسا کہ ذوالفقار حیدرؓ

میں مفصلاً لکھ چکا ہوں پانچویں یہ کہ نواصب جنگِ حجتِ شہین سے

اور عداوتِ اہلبیتِ طاہرین سے باقرارِ اہلسنت اپنے زیادہ سے

وہ بھی سارا غلط کام عاقلین کرتے چنانچہ شاہِ مہاراجہ کے جوا تو اس وقت

نقل کے ہیں ان سے بخوبی اسکی تصدیق ہوئی ہے سب کو زیادہ شیعہ نہیں

فرماتے ہیں بدان وفاقِ اللہ کہ ترویجِ حضرت زہراؑ ایسا ہے اور ان

فضیلے سے کہ مختصراً دوست و نواصب کفایتِ اندک رسولِ دو وقتِ پانچ

داد و فرمودہ اگر صد و تیرہ ہزار عثمانیہ میاں و مہکتا ہیں اگر

پس عثمانی فتنہ بابت دریں باب علی و تحفیل میں فضیلت یہ ہے

روایتِ دیگر کہ رسولِ دو دخترِ شہین گرفتِ پس بہ چار اہلِ مبارک

و فضیلتِ مصاہرتِ بد و مختص نباشد اہلسنت جواب کہ گفتہ اند کہ دختر

زہراؑ از جملہ دخترانِ بزرگتر در مرتبہ محبوب تریو زید پیرا کہ حضرت زہراؑ

اولاد گذاشت و پس از پیر زہرہ ماند پس مصاہرتِ نسبِ عوامی

از انچه نسبتِ غیر سے بود نواصب درین سخن قدح کرده اند کہ بزرگ

زہراؑ مقابلِ زیادتی منکوحاتِ عثمانیست چنان دو بودند و ضعیف

یغلبانِ قویا و اولاد گذاشت و پس از پیر زہرہ ماند در امر میراثِ موسیٰ

در آن نہروشا باطل است و در اصل مصاہرتِ مردن منکوحہ ضرر نمی کند

چہ بعد از وفاتِ حضرت زہراؑ حضرت علیؑ را مغرول نمی نماید نیز خود

روایت کرده اند کہ کل مہر و نسبِ بنقطعِ یومِ القیامۃ الا صہر و نسب

پس عثمان و علی مہر و برابر اند و انکہ منکوحاتِ الشیان مردند و در ذریعہ

در منکوحات ایشان برانگیزند مشونند پس پیش مردن را چه اعتبار است
 جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ نواصب نے عثمان کو سسر حضرت کا بنایا :-
 یکہ ادا حضرت کا قرار دیا ہو پس اگر یہ عقد ہوا ہوتا تو عمر کو سسر اور داماد
 رسول دونو قرار دیتے جیسا کہ عثمان کو اسوجہ سے کہ دو بیٹیاں بیاہتی
 جناب میرے سے افضل کہتے ہیں حالانکہ اس روایت کل صہ و نسب
 کو بھی لکھتے ہیں معذلک اس شرف دامادی رسول میں جناب میرے اور
 عثمان ہی کو داخل کرتے ہیں نہ عمر کو بلکہ عمر ابو بکر کو صرف مسیحی ہیں
 پس بالیقین معلوم ہوا کہ نواصب ہی سکے مدعی نہیں ہیں کہ یہ عقد قائم
 ہوا اور سچ ہے وہ کیونکر مدعی ہوں ایسے امر کذب بہت کے کہ بقول
 وہ لوگ پابند راستی و صدق مقال ہیں پس جیسا اس تقریر سے عدم وقوع
 عقد مسلم ہوا ویسا ہی ہلست کا نواصب سے زیادہ منقری اور دروغو
 اور وضاع ہونا بلکہ زیادہ دشمن اہلبیت ہونا بھی ظاہر ہوا کہ باوصف
 عدم ادعائے نواصب ہلست ایسے امر لغو کے مدعی ہیں اور بے محابا
 کذب افتراء کے مرتکب ہوتے ہیں اور خوف خدا و رسول نہیں ہوتا پس
 درمیان نواصب اہلست وہی فرق ٹھہرا جو درمیان کافر و منافق
 کے ہے جسکے بارعین پروردگار عالم یہ شہادت ادا کرتا ہے واللہ
 یسئلہ ان المنافقون لکا ذیون واضح رہے کہ شاہ صاحب نے اعتراضات
 خواارج و نواصب کو بڑی استحکام اور مضبوطی سے بیان کیا ہے
 ایک اعتراض کا تو ٹوٹا پھوٹا کچھ جواب ہی دیا جس سے خود اس جواب کا

ضعف ظاہر ہے اور اعتراض فی کمال جواب ہے نہ یا جس سے
تسلیم کرنا دوسرا اعتراض کا اور لا جواب ہونا ہلست کا ظاہر ہے چونکہ ہکویاں
کیسے سوال و جواب سے غرض نہیں ہے لہذا اسکا جواب نہیں دیتے مگر
اتنا کہ دیتے ہیں کہ بنا برتسلیم عثمان کے منشا بہت یا ممانت جناب امیر
کے ساتھ اس قادی بنوی میں محض انوس ہے کیونکہ عثمان کی مثال فقط وہ
اشخاص ہو سکتے ہیں جو بقول ہلست داماد رسول تھے اور ان کے
ازواج نے رد و ردے انحضرت وفات کی باطلاق پائی مثل ابو العاص
شوہر زینب و عتبہ و عتبہ شوہر ان سابق رقیہ ام کلثوم جنگی طلاق کے بعد عثمان
اور نہیں ختروں کا عقد ہوا بلکہ وہ عینوں باعتبار شرف تقدم حضرت عثمان
اشرف ہوئے اور شیخین کا خسر رسول ہونا ویسا ہی ہے جیسا کہ کفای
مردگان کے سوا زند و بنین ابوسفیان کو یہ شرف ملا اور رسول کا سب سے بڑا
خلیفہ دوم مثل خلیفہ اول سسر ہی رہے داماد انوس اور اگر عقد ادا کا حق
ام کلثوم علیہا السلام سے عیاذ باللہ ہوا ہوتا تو وہ بھی داماد رسول کہلاتے
جیسا کہ عثمان کہتے تھے بلکہ انکی دامادی عثمان سے افضل ہوتی پس
اس سے ہی معلوم ہوا کہ ہرگز نہ یہ عقد واقع ہوا نہ اسکی کچھ اصلیت ہو
بہر کیف ان روایات عقد کے موضوع اور باطل و رافضی و ہمت ہونے عقل و
نقل و سند و متن کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے اور ان راویوں کے
کذاب و وضاع و دجال مفتری غیر ثقہ ہونے میں دراشک و شبہ
نہا اور اہلست کے بدتر از نو اصب و خواجہ ہونے میں اسل کی گنجائش نہیں

فاقمہ الخی صلی علیہ وسلم علیہ السلام من اتبع الحدیث

ح

باقی رہا یہ امر کہ پھر جناب ام کلثوم بنت جناب امیر علیہ السلام کا عقد کس سے ہوا
اور اوکھا شوہر کون تھا پس صفیہ ام حبیب روایات فریقین ثابت ہے کہ سبط بن
سائر بنات جناب امیر کا عقد پڑھی خاندان بنی ہاشم میں اولاد حضرت عقیل و جعفر و محمد
ہو گا وہ کل بیٹیاں دختر جناب سیدہ ۴۰ تھیں اور سبط بن عقد حضرت ام کلثوم کا ہے
ہی خاندان میں حضرت محمد بن جعفر طیار کے ساتھ ہوا فقط اختلاف تھا تو اس میں کہ آیا
عمر کے ساتھ عقد ہوا یا اس میں سبکو بھی ہوئی ثابت کیا کہ امیر کو خلیفہ دوم سے عقد نہیں ہوا اور اگر
ساتھ یہ بیان اہلسنت ہی باطل ہو گا بعد عمر بن جعفر سے پھر جناب امیر کا عقد ہو گا کیونکہ
بالاتفاق علماء اہلسنت گویا کہ عون بن جعفر نے بعد خلافت عمر بن جعفر سے تنہا
شہادت پائی پھر وہ زندہ کمان سے تھے جو بعد عمر سے عقد ہوتا گو یہ ممکن ہو
کہ پہلے عون سے عقد ہوا ہو تب محمد بن جعفر سے مگر خلافت عقل ہے کہ محمد بن جعفر
اونکو چھوڑ کر عون سے کیوں ہونے لگا یا انہم عمر سے عقد ہونا بہر طرح محال
بظہر اور اس کے ساتھ یہ دعویٰ ہی زیادہ تر غلط ہو گا بعد عمر محمد بن جعفر سے
عقد ہوا بعد اونکے عون بن جعفر سے کیونکہ شہادت عون مقدم ہے
وفات محمد بن جعفر پر بلکہ قتل عمر پر زینجاست کہ جن جن علماء نے بالاتفاق
بذریعہ روایات بیان کیا ہے کہ بعد محمد یا قبل از محمد عون سے عقد ہوا
جہاں ذکر وفات عون لکھا ہے مطلقاً عقد وغیرہ کو نہیں لکھا بلکہ بھی
بیان کیا کہ بھنگ سے بعد عمر میں اولاد انتقال کیا جیسا کہ سابقہ عبارت

اصحابہ و استیاب مذکور ہوئے مگر شیخ عبدالحق صاحب جنکو لقب محمد بن ابو
 ملا ہے سکے خلاف بلا سند کسی کتاب وغیرہ کی زبہری سے ناقل ہیں کہ بعد
 عمر عون سے عقد ہوا اور ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد عون کے
 عبد اللہ سے عقد ہوا ان محقق صاحب نے محمد کو ایک م غایب کر دیا اور صاحب
 تاریخ خمیس دسی زہری سے بالکل خلاف ادنیٰ ناقل ہیں کہ بعد عمر عون
 سے عقد ہوا اور کسی لڑکا نہیں ہوا بعد عون محمد سے عقد ہوا اور
 ایک لڑکی ہوئی بعد محمد عبد اللہ سے عقد ہوا اور ان سے کوی اولاد نہیں ہوئی
 اور نہیں کی زوجیت میں وفات کی انہیں اختلاف ہے انکی تحقیقات کا حال بخوبی
 معلوم ہوتا ہے اور اسکے ساتھ یہ بیان بھی ہے جو تاملی روایات میں مذکور
 کہ بعد محمد و عون عبد اللہ بن جعفر سے عقد ہوا بلکہ بقول مولوی حیدر علی
 خود جناب امیر نے یہ عقد کیا غلط ٹھہرایا کیونکہ عبد اللہ بن جعفر شوہر حضرت
 زینب علیہا السلام تھے پہر باد صف موجودگی و نہ کہ یہ عقد جس سے جمیع میں
 الاختین لازم آوے کیونکہ ممکن ہے پس یہ کل بیانات ان روایات کے
 غلط ٹھہرے اور صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت امام کلثوم علیہ السلام کا محمد بن
 جعفر سے ہوا چنانچہ امام استیعاب اصحابہ تاریخ خمیس اسد القابہ سرور
 شاہ دے اللہ از الہ العین مولوی حیدر علی وغیرہ میں مرقوم ہے کہ انہیں
 معاملات کے ساتھ جسکو ہم باطل کر چکے لیکن عبارت استیعاب اصحابہ
 الہتہ تعین محمد بن جعفر کے بخوبی ظاہر ہے چنانچہ عبارت اصحابہ ہے
 کہ محمد بن جعفر بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی برادر عبد اللہ

و عون بن حبان وغیرہ نے انکو صحابہ میں ذکر کیا۔ بچہ دارقطنی نے کہا بمقام
جیشہ پیدا ہوئے اور ابن منذر وغیرہ نے کہا کہ عہد بنی مین اونکی ولادت
ہوئی اور ابو عمر نے کہا کہ کنیت اونکی ابو القاسم ہے اسین کا عقد حضرت
ام کلثوم بنت جناب میرے بعد عمر ہوا الخ جس سے بخوبی تعین این اختصار
عقد محمد کے ساتھ ظاہر ہوا اور چونکہ جملہ اخیر یعنی بعد بیت عمر غلط ہے جیسا کہ
مذکور ہوا پس صحیح یہی قرار پایا کہ عقد حضرت ام کلثوم کا صرف محمد بن جعفر
ہو نہ عمر سے نہ عون سے نہ عبداللہ سے اور از اسجا کہ حسب تصریحات
علماء اہلسنت ہمیں ہمعمر ہونا جناب زینب عبداللہ بن جعفر کا وجنا
ام کلثوم و محمد بن جعفر کا اور زیادہ تفادستنی ہونا ورمیان ہردو خواہر
مسلم ہے پس نہایت قرین قیاس بلکہ مطابق واقع ہے کہ عقد ہردو
خواہر کا بزبانہ واحد ہو ا جو مقدم ہے اوسنہ انہ سے حسین خطبہ خلیفہ دوم
وغیرہ بیان کرتے ہیں جیسا کہ مفاد تمامی ان روایات کا ہوا ورتائید
اس امر کی اون روایات سے بھی ہوتی ہے حسین دربارہ تعجیل نکل خزان
ہیانک تاکید کی گئی ہے کہ بلوغ اونکا اپنے شوہرون کے گھر ہو کیونکہ
ظاہر ہے کل مکارم اخلاق کے منبع اور اصول کرم حضرات اہلبیت
ظاہرین ہیں پس کب ممکن ہے کہ خود جناب امیر نے تاخیر کی ہو اور اتنی
عملت دی ہو خصوصاً در صورتیکہ ہردو خواہر ہنس ہون اور اس حسرت
کے ساتھ گھر ہی میں ہی بیہتجون سے جنگی پرورش جناب امیر علیہ السلام ہی
متعلق ہو یا یہ دیا ہو کہ وہ دونوں خود ہی ہنس اور ازواج ہی ہمسر ہوں

اور ضرورت آمد و رفت ہی خصوصاً بوجہ اسکے کہ اسما بنت عمیس مادر حضرت
عبداللہ و محمد و عون فرزند ان جعفر جناب امیر عراق کی زوجیت میں بہتیں بہت
رہتی تھیں اور پردہ شرعی مانع و حائل نہ اسکا تھا پس ایسی صورت میں
عموماً عقد میں تعمیل کی جاتی ہے اگرچہ اہل الذریعہ صغیر ہوں چہ جائیکہ
بلوغ شرعی پر پہنچ ہی گئے ہوں چنانچہ جناب رسالتا کی بھی رقیہ
وام کلثوم کا عقد ساتھی کیا تھا پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ عقد
حضرت زینب ام کلثوم کا زمانہ خلافت خلیفہ اول ہی میں انجام پایا
اور وفات محمد بن جعفر جنگ صفین کے بعد چنانچہ اصحابہ میں ہے
کہ محمد بن جعفر جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ شریک معرکہ صفین رہے
عبید اللہ بن عمر معاویہ کی طرف سے اور محمد بن جعفر جناب امیر عاکفط سے
میدائین لڑنے لگے دو لوہین لڑائی ہوئی ایک نے دوسرے کو
مار ڈالا اور دونوں وہیں قتل ہوئے اور بعض کا بیان ہے کہ محمد بن
جعفر محمد بن ابی بکر کے ساتھ مصر میں تھے اور بعد شہادت محمد بن ابی
محمفی ہوئے اور وہاں فیہ فلسطین گئے اور ایک شخص نے اونکے
مادر ہی رشتہ داروں سے حفاظت کی اور معاویہ کے ظلم و ستم سے
نجات دی اور یہی امر محقق ہے انتہی عبارتہ الاصابہ بہر کیف بعد وفات
محمد بن جعفر حضرت ام کلثوم یقیناً معرکہ کربلا تک زندہ رہیں اور پھر کسی
سے عقد نہیں ہوا کیونکہ سابقا اہلسنت کی روایات کا یہ بیان کہ بعد
محمد عقدا نکاح عبداللہ سے ہوا غلط ہو چکا ہے اور سہوا سے عبداللہ

اہلسنت کے یہاں بھی کیا نام نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ یہی ام
 صحیح ہے اور دعوائے عقد ثالث و رابع مثل دعوائے عقد غمض
 غلط و افترا ہے باقی رہی وفات حضرت ام کلثوم پس اہلسنت کی یہی
 تین قول ہیں ایک یہ کہ قبل عبداللہ وفات کیا دوسرے یہ کہ اپنی خیمہ اللہ
 تیسرا وہی وہی قول ہے کہ عہد معاویہ میں زید کے ساتھ وفات کیا
 جب کا بطلان سابقہ کو رہا کہ وہ دوسرے ام کلثوم نہ تہ جردل
 خراعی زوجہ عمر زید ہے کہ بہت اشتراک نام ایک ام کلثوم کا نام
 دوسرے ام کلثوم کی طرف منسوب ہوا اور اصل یہی ہے کہ وفات حضرت
 ام کلثوم حضرت زینب علیہا السلام بعد معاویہ مدینہ اتر کر بلا و شام
 واقع ہوئی کہ دو نو مغلطہ نے اپنی بہائی سید الشہداء روحی لہ الفدا کی عصیت
 میں رو رو کر جان دی اور چونکہ وفات اون دونوں مغلطہ کے اور عبداللہ
 بن جعفر کے کہ ستم ہی قریب زمانہ میں ہوئی کیسے پہلے عبداللہ کہا کیسے
 بعد عبداللہ کہا حالانکہ بنتا اون قائلین اور ناقلین کا تعین کہ نازا
 کا تا گناہ اقفون نے بوجہ اپنی غلط فہمی کے اسی قرب وفات سوا نبی
 زوجیت کو قایل ہوئے ہذا ما یتقہم فی ہذا المقام بفضل اللہ الفضل
 المنعم ولا غر وانکم ترک الاول للادخر ولذا مرض نصیب من کاس
 الکرام والہم للہ اولاد اخر والصلوٰۃ علی نبیہ و اہل بیتہ
 الطاہرین ملتقا فی اللیال الاولیام

اعلان یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے اہلسنت نہ اسے دیکھیں نہ خریدیں

اطلاع ضروری

جلد حق تصنیف اس رسالہ کا مجموعہ ہے۔ کہ ان صاحب
بلا اجازت مصنف قصد طبع فرمائیں حسب ضابطہ
رجسٹری اسکی کراوی گئی ہے۔ جسکو منظور ہو یہ کتاب
اس نشان سے طلب فرمائے۔

المستقر
سید محمد عسکری بازار بندی ضلع چھپرا

جلد ثانی رمی الحجرات جواب آیات بینات زیر طبع ہے قبل
ماہ رمضان چپ جائیگی جو بزرگوار طالب ہوں شہد لکھنؤ کٹرہ
الہو ترانجان مکان نواب محمد مرزا خاں صاحب مرحوم کے
پتہ سے طلب کتاب میں عنایت نامہ تحریر فرمائیں۔

رافعہ
سید عباد حسین